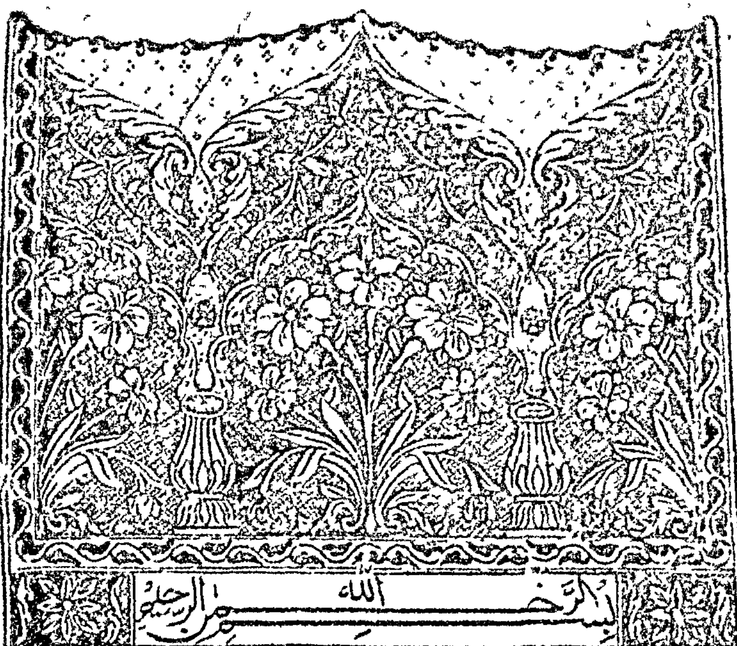
# بذل المنفعة لإيضاح الأركان الأربعة

طبع في مطبع مفيد عام الكائن في بلدة آكره في سنة ١٣٠٥ الهجرية





بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی دعی عبادہ الی افضل العبادات واکمل العادات لینالوا جنات النعیم
ولیفوزوا بالنعیم المقیم والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ ورسولہ الرؤف الرحیم وعلی آلہ
وصحبہ وکل مرتبتھم بالاحسان علی الصراط المستقیم **امابعد** ہر چند پہلے اس سے دو
رسالے بیان مین شہادت کلمۂ طیبہ ونماز وروزہ وزکوٰۃ وحج کے لکھے ہین ایک کا نام وسیلۃ النجاۃ
دوسرے کا نام ضوء الشمس لیکن اس رسالہ مین بحکم حولها ندندن پھر سہ بارہ بیان انہین
ارکان اربعہ اسلام کا کیا جاتا ہے ہر رسالے کی شان اپنے بیان مین جداگانہ ہے اگرچہ بعض مضامین
ہمسایہ یکدیگر کیون نہون لیکن تفاوت الفاظ کا ضرور ہے اور فرق معانی کا بھی کسیقدر لازم
اس رسالہ مین بیان ان ابنیۂ اسلام کا دوسرے طور پر کیا گیا ہے جو کوئی مطابق اس بیان کے ان
چارون عبادت کو بعد اقرار شہادتین کے ادا کریگا مجرد سطور اوسکے ملنے کے بحسب شہادت احادیث
صحیحہ مغفرت وجنت کا ضامن ہوتا ہے لیکن اس شرط سے کہ شرک خفی وجلی وانواع بدعت
ضلالت سے محفوظ اور مہلکات خصال سے دور اور منجیات فعال سے محفوظ ہو مین اللہ سے سائل

واضح ہو کہ سب سے اول خود ہمکو توفیق عمل کی بخشش ہے یہی اونکو بہت سارے مسلمانونکو بہت
تمام سے مسلمان نماز روزہ زکوٰۃ حج جہاد سے نہین ادا کرتے اور صدقات تو دیتے ہین لیکن موافق رسم و عادت
کے نہ مطابق طریقہ عبادت کے اس صورت مین اونکی مشقت برباد جاتی ہے بلکہ نفع کے عوض
نقصان ہو جاتی ہے پس جس تقدیر پر کہ وہ ان کامون کو خواہ مخواہ ادا کرتے ہین اگر باطن بھی
ان کامون کا موافق مرضی شرع کے کرلین تو کچھ اونکو بڑی تکلیف نہوگی اور عمل بھی صحیح
ہوکر نتیجہ نیک بخشیگا اور اوتنا ہی وقت اس کام مین بھی صرف ہوگا جتنا کہ بے موافقت شرع
بجالانے مین ان امور کے پہلے صرف ہوتا تھا اور یہ ظاہر ہے کیونکہ جو پانچ وقت واسطے
نماز کے مقرر ہین نماز اوسی وقت مین پڑھیگا اور تمام سال مین روزہ بھی خاص ماہ رمضان
ہی مین رکھیگا زکوٰۃ بھی بعد سال تمام کے دیگا حج بھی تمام عمر مین ایک ہی بار کریگا کچھ اخلاص
نیت و تصحیح عمل سے مقدار عبادت فرض کا بڑھتا نہین ہے یعنی ہر دن مین دس نمازین ہوتی
ہین اور نہ ہر سال مین دو رمضان آتے ہین اور نہ دو زکوٰتین اور نہ تمام عمر مین دو حج ہان شوقمند
کو اختیار ہے کہ وہ نوافل عبادات سے اپنی طاعات کو بڑہاوے تطوعات سے حسنات کو زیادہ کرے
ومن اراد زاده الله فی درجاته شارع علیه الصلوة والسلام نے جسطرح ترغیب اصلاح پر صورت
ظاہر عبادت کی فرمائی ہے اسیطرح اصلاح پر صورت باطن طاعت کی بھی شدت دلائی ہے
پھر کوئی وجہ اسکی نہین ہے کہ مسلمان نرے پوست پر قناعت کرے مغز کو نہ لے یہ ترجیح بلا
سبب صحیح ہے او یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اصل مقصود ہر شئے سے نتیجہ اوس شئے کا ہوتا ہے نہ
نری صورت اوس شئے کی یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت مین جس عمل صالح کا ذکر کیا ہے وہان
عامل سے ظاہر و باطن عمل دونون کو طلب فرمایا ہے مثلاً باب طہارت و نماز مین ارشاد کیا ہے
ما من امرئ مسلم تحضره صلوة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها وركوعها الا كانت
كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يؤت كبيرة وذلك الدهر كله رواه مسلم عن
عثمان رضي الله عنه مرفوعاً یعنی جو مسلمان وقت نماز فرض کے اچھی طرح سے وضو کرے

نماز کو خشوع وخضوع سے پڑہتا ہے تو یہ نماز اوسکے اگلے گناہون کا کفارہ ہوجاتی ہے جبتک کہ
اوسنے کوئی گناہ کبیرہ نہین کیا ہے سو اسجگہ مراد احسان وضوء وخشوع صلوٰۃ سے شروع طہارت
ونماز سے درستی ظاہر وباطن دونون کا اعتبار کیا ہے نرے ظاہر پر اکتفا نہین فرمایا اسیطرح
حدیث عقبہ بن عامر مین فرمایا ہے ما من مسلم یتوضأ فیحسن وضوءہ ثم یقوم فیصلی
رکعتین مقبلا علیھما بقلبہ ووجہہ الا وجبت لہ الجنۃ رواہ مسلم یعنی جو مسلمان
خوب طرح وضو کرکے ظاہر وباطن سے متوجہ ہوکر دو رکعت نماز پڑہتا ہے اوسکے لیے جنت
واجب ہوجاتی ہے لفظ قلب ووجہ سے مراد بہی صلاح ظاہر وباطن ہے پہر اس طلب کے
مقابلہ مین ترک کرنے پر اس مطلوب کے وعید شدید فرمائی ہے وہ بہی شامل ہے حالت ظاہر و
باطن دونون کو مثلا دربارہ ظاہر نماز حدیث ابو قتادہ مین ذکر کیا ہے اسوء الناس سرقۃ
الذی یسرق من صلوتہ قالوا یا رسول اللہ کیف یسرق من صلوتہ قال لا یتم رکوعھا ولا سجودھا
او قال لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ ورواہ مالک و
احمد والدارمی عن النعمان بن مرۃ بطولہ واخرجہ احمد ایضا والطبرانی والحاکم
عن ابی قتادۃ مثلہ یعنی بڑا چور وہ ہے جو نماز کو چُرا لے پوچھا کیونکر فرمایا تمام نہین کرتا ہے
رکوع وسجدہ کو یا سیدہی نہین کرتا ہے پیٹھ اپنی انمین دوسرا لفظ علی ابن شیبان کا رفعا نزدیک
ابن حبان کے یہ ہے لا صلوۃ لمن لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود یعنی اوسکی نماز ہی
نہوئی جسنے رکوع وسجود مین پیٹھ اپنی سیدہی نرکہی طلق بن علی حنفی رفعا کہتے ہین لا ینظر اللہ
الی صلوۃ عبد لا یقیم صلبہ بین رکوعھا وسجودھا رواہ الطبرانی فی الکبیر یعنی اللہ
بندہ کی ایسی نماز کو آنکہ اوٹھا کر نہین دیکھتا کہ رکوع وسجدہ اوسکا سیدہا نہو بلکہ حدیث ابو عبد اللہ
اشعری مین یون فرمایا ہے لو مات ھذا علی حالتہ ھذہ مات علی غیر ملۃ محمد صلعم
رواہ ابن خزیمۃ یعنی ایسا نمازی اگر اسطرحکی نماز پڑہ پڑہکر مر جائیگا تو وہ ملت اسلام پر نمریگا
یہ وعید نہایت سخت ہے بخاری کا لفظ زید بن وہب سے یون ہے کہ حذیفہ نے ایکمرد کو دیکہا کہ

ہوا رکوع وسجود نہیں کرتا دیکھا کہا ما صلیت ولو مت مت علی غیر الفطرۃ التی فطر اللہ علیہا
محمداً صلعم رواہ البخاری شافعی کے نزدیک اطمینان فرض ہے اور یہی حق ہے یہ حدیث
دلیل ہے اس بات پر کہ اعتدال و اقامت نماز میں فرض ہے بے اسکے نماز نہیں ہوتی سب
سلف صالح بہی عقیدہ پر گذرے ہیں ایک شخص نے اس طرح کی نماز بے رکوع وسجدہ پڑہی تہی
حضرت نے دوبار اوسکو فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل رواہ الشیخان یعنی جا پہر نماز
پڑہ تو نے نماز نہیں پڑہی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اول ہر نماز میں اپنی نماز کی صورت ظاہری
درست کرے تب کہیں وہ نماز اوسکی معتبر ٹہیرے گی پہر اگر بعض صورت درست کی اور بعض
ناقص ہی تو اسقدر درستی کے وہ نماز ہوگی باقی ہوئی اوسکا وبال قائم رہا کیونکہ حدیث
عمار بن یاسر میں فرمایا ہے ان الرجل لینصرف وما کتب لہ الا عشر صلوتہ تسعہا ثمنہا
سبعہا سدسہا خمسہا ربعہا ثلثہا نصفہا رواہ ابوداؤد یعنی آدمی نماز پڑہکر پہرتا ہے اور او
سکے لئے فقط دسوان نوان آٹہوان ساتوان چہٹا پانچوان چوتہائی تہائی حصہ نماز کا لکہا جاتا ہے سو اگر یہ
حصے لکہے بہی گئے تو کچہ زیادہ نفع دینے والی نہیں ہیں ولہذا حدیث ابوالیسر میں رفعاً آیا ہے
منکم من یصلی الصلوۃ کاملۃ ومنکم من یصلی النصف والثلث والربع والخمس حتے
بلغ العشر رواہ النسائی اسکا مطلب بہی یہی ہو کہ کوئی تم میں پوری نماز پڑہتا ہے اور کوئی
آدہی تہائی چوتہائی الخ سو ایسی نماز بے فائدہ ہوتی ہے اسیلئے حدیث ابوہریرہ میں فرمایا ہے
کہ اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ من عملہ صلوتہ فان صلحت فقد افلح وانجح
وان فسدت فقد خاب وخسر وان انتقص من فریضۃ قال اللہ تعالی انظروا
ہل لعبدی من تطوع یکمل بہا ما انتقص من الفریضۃ ثم یکون سائر عملہ
علی ذلک رواہ الترمذی یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے حساب اسی نماز کا ہوگا اگر
درست نکلی تو اچہا رہا سستا چہوٹا اور اگر خراب نکلی تو نکما زیان کار ہوا اور اگر کسی فرض میں
کچہہ نقصان رہگیا ہوگا تو اللہ فرمایگا کہ اوسکی نفل نماز دیکہو اوس سے فرض کو پورا کرو پہر باقی عمل

اور اسی طرح پر دیکھتے جائینگے رہا باطن عمل سو در بارۂ باطن حدیث مین عثمان بن ابی
دہرش کے رفعاً یون آیا ہے لا یقبل اللہ من عبد عملاً حتی یشھد قلبہ مع بدنہ
رواہ محمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوۃ ھکذا مرسلاً یعنی اللہ کوئی سا عمل
بہی نماز ہو یا روزہ یا زکوۃ یا حج یا اور کچہ قبول نہین کرتا ہے جب تک کہ دل بندہ کا ہمراہ
بدن کے حاضر نہو معلوم ہوا کہ اگر صورت ظاہری ان اعمال کی موجود بہی ہوئی اور سارے
ارکان و آداب بہی پورے ہوئے اور کوئی نقصان شکل ظاہر مین باقی بہی نہین ہے
تب بہی وہ ظاہر کا عمل مقبول نہین ہوتا ہے مگر اوسی وقت کہ بدن اور دل دونون موافق
یکدیگر ہون ولہذا اہل معرفت وبصیرت نے حضور دل کا ہر عبادت مین بروجہ اخلاص واسطے
صحت عبادت کے شرط ٹہیرایا ہے ابو الدرداء نے مرفوعاً کہا ہے اول شیٔ یرفع من
ھذہ الامۃ الخشوع حتی لا یری فیھا خاشعا رواہ الطبرانی یعنی سب سے پہلے
جو چیز کہ اس امت سے اوٹہالیجائیگی وہ گڑگڑانا عاجزی کرنا ہے یہانتک کہ ایک شخص بہی
نماز مین عاجزی فروتنی کرنے والا نظر نہ آئیگا یہ خبر مخبر صادق نے دی تہی اب مصداق
اس خبر کا اکثر نمازیون مین موجود ہے عاملۃ ناصبۃ محنت برباد گناہ لازم اب ہر نمازی
روزہ دار زکوۃ دینے والا حج کرنیوالا اپنے جی مین سوچے سمجہے کہ میری عبادت کیسی ہے
نرا ظاہر اوسکا درست ہے یا باطن بہی صاف و پاک و حاضر ہے اگر وہ نرے پوست پر جیا
ہوا ہے تو پہر امید قبول کی ہرگز نہ کرے اور جو پوست بہی درست نہین ہے تو پہر خدا ہی حافظ
ہے کیونکہ ایسا شخص حکم مین تارک نماز کے ہے اور تارک ایک نماز کا عمداً کافر واجب
القتل ہوجاتا ہے لائق اسکے نہین ہے کہ مقابر مسلمین مین دفن ہو بلکہ اوسکا حشر ہمراہ
قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف کے ہوگا مگر یہ کہ فی الفور توبہ کرلے غرضکہ اسجگہ
تین چیزین درکار ہوتی ہین تب نفع اوس عمل کا دنیا و آخرت مین مترتب ہوتا ہے ورنہ
وہی کہاوت ہوتی ہے کہ آہن سرد کوکوٹا ہوا گوشت سے ناپا ایک صواب یعنی عمل کا

موافق سنت صحیحہ کے تابعدار ہو باطن مین صالح ہوتا دوسرے اخلاص یعنی شرکت غیر اللہ سے پاک
صاف ہونا تیسرے نیت کا درست ہونا کیونکہ بے نیت کوئی عمل مقبول نہین ہوتا ہے گو
کیسا ہی اچھا کام کیون نہو جیسے اگر کسی نے سارا مال اپنا صدقہ کر دیا بغیر نیت زکوٰۃ کی دینی
تو زکوٰۃ ادا نہوئی حدیث عمر بن خطاب مین فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل
امرء ما نوی رواہ الشیخان یعنی اعتبار ہر عمل کا نیت سے ہے ہر کسیکو وہی ملیگا جو اسکی
نیت ہے یعنی خیر و شر دونون مین اور درباب اخلاص ارشاد کیا ہے یا ایھا الناس اخلصوا
اعمالکم فان اللہ تبارک وتعالی لا یقبل من الاعمال الا ما خلص الحدیث رواہ
البزار عن الضحاک بن قیس یعنی اے لوگو تم اپنے اعمال خالص کرو کیونکہ اللہ سوا عمل
خالص کے قبول نہین کرتا ہے حضرت نے معاذ بن جبل کو طرف یمن کے بھیجا تھا معاذ نے
کہا مجھے کچھ وصیت کرو فرمایا اخلص دینک یکفیک العمل القلیل رواہ الحاکم
یعنی تو اپنے دین کو خالص کر تجھے تھوڑا سا عمل کفایت کریگا بیان اخلاص دین کا کتاب دین
خالص مین خوب شرح کیا گیا ہے مراد تھوڑے عمل سے بڑے فرائض بجا لانا ہے یہ فرائض
پانچ ہین بس ایک اقرار شہادتین دوسرے نماز پڑھنا تیسرے روزہ رکھنا چوتھے زکوٰۃ
دینا پانچوین حج کرنا سو جس مسلمان نے فقط اتنی ہی عبادت پر کفایت کی مگر ہمراہ اخلاص
وصواب کے تو وہ بے شبہ جنتی ہوگا حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ ایک گنوار نے آکر
حضرت سے کہا تھا مجھے ایسا کام بتاؤ کہ جب مین وہ کام کرون تو جنت مین جاؤن فرمایا
تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوۃ المفروضۃ و
تصوم رمضان یعنی اللہ کی عبادت بلا شرک کر نماز زکوٰۃ روزہ بجالا اوسنے کہا والذی نفسی
بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا ولا انقص منہ یعنی واللہ مین نہ اس مقدار پر زیادہ
کرون نہ اس سے کم فرمایا من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر
الی ھذا متفق علیہ یعنی جو کوئی کسی مرد بہشتی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس شخص کو دیکھے

یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جو دخول فرائض ہر بی جنت مل سکتی ہے گو نوافل عبادت منون اسمین ذکر حج کا نہین آیا مگر دوسری حدیثون سے ثابت ہے اور جو شخص فرائض کے علاوہ نوافل نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج بہی ادا کرتا ہے تو اوسکا پہر کیا پوچہنا ہے وہ فائزین مقربین مین ہو گیا اسے اوسکو دوست رکہتا ہے اور اوسکی ساری حرکات و سکنات اللہ کی مرضی کے موافق ہوتے ہین اور ہر عمل حسنہ اوسکا دس گنا بلکہ سات سو گنے تک بلکہ اس سے زیادہ ہوتا ہے یہانتک کہ اللہ سے جا ملے حدیث معاذ بن جبل مین ایسے شخص کے لئے جو مشرک نہین ہے اور نماز پنجگانہ پڑہتا ہے اور رمضان کا روزہ رکہتا ہے وعدہ مغفرت کا آیا ہے رواہ احمد انتہی اصل جب یہ چارون بنیاد دین اسلام کی موجب مغفرت اور جنت کی ٹہیرین تو ان انکو اوسطرح ادا کرنا چاہئے کہ نتیجہ اونکے بجا لانیکا حاصل ہو سو اس رسالہ مین ترکیب ان ارکان اربعہ کے بجا لانے کی لکہی جاتی ہے اسیلئے نام اس رسالہ کا **بذل المنفعہ بایضاح الارکان الاربعہ** رکہا ہے یہ رسالہ مشتمل ہے ایک مقدمہ چار باب ایک خاتمہ پر و باللہ التوفیق وہو المستعان

## مقدمہ بیان مین طہارت کے

اسمین کئی فصلین ہین

## فصل بیان مین فضیلت طہارت کے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین یہ طہارت شامل ہے طہارت ظاہر و باطن دونون کو اور حدیث ابی مالک اشعری مین فرمایا ہے الطہور شطر الایمان رواہ مسلم دوسرا لفظ ایک صحابی بنی سُلیم کا رفعاً یہ ہے الطہور نصف الایمان رواہ الترمذی وحسنہ یہ طہارت بہی شامل ہے ظاہر بدن و باطن دل کو معلوم ہوا کہ واسطے عبادت کے بدن اور جامہ و دل کا پاک ہونا ضرور ہے اور اللہ نے فرمایا ہے فیہ رجال

یحبون ان یتطہروا اور کہا ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم فی الدین من حرج ولکن یرید
ان یطہرکم اور حدیث صحیح میں آیا ہے مفتاح الجنۃ الصلوٰۃ ومفتاح الصلوٰۃ الطہور
رواہ احمد یعنی جنت کی کنجی نماز ہے نماز کی کنجی طہارت ہے بصیرت والوں نے ان ظواہر
نصوص سے یہ بات سمجھی ہے کہ امر اہم یہی پاک کرنا باطن اور سر کا ہے کیونکہ یہ بات دور ہے کہ
نرا پانی بہا کر بدن کا پاک کرنا نصف ایمان ہو سو طہارت کے چار مرتبے ہیں ایک یہ کہ باطن
انکو پاک صاف کرے سوا حق کے دل میں کچھ نہو قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون
جب دل غیر حق سے خالی ہوتا ہے تو پھر حق ہی میں مستغرق و مشغول رہتا ہے کلمہ لا الہ
الا اللہ کا مضمون ثابت ہو جاتا ہے یہ طہارت صدیقین کی ہے یہ پاکی آدھا ایمان ہوئی
دوسرے یہ کہ دل کو پلید عادتوں سے پاک کرے جیسے حسد کبر ریا حرص عداوت رعونت
وغیرہا اور اچھی عادتوں سے آراستہ کرے جیسے خاکساری قناعت توبہ صبر خوف ورجا
و محبت وغیرہا یہ طہارت متقین کی ہے اخلاق مذمومہ سے پاک ہونا آدھا ایمان ہوتا ہے تیسرے
یہ کہ اعضا کو گناہوں سے پاک رکھے جیسے غیبت کرنا جھوٹ بولنا حرام کھانا خیانت کرنا محرم
کو دیکھنا وغیرہا یہ طہارت پارسا لوگوں کی ہے یہ پاکی بدن کی ان سب حرام چیزوں سے نصف
ایمان ہے چوتھے یہ کہ بدن اور جامہ کو پلیدیوں سے پاک رکھے تاکہ سارا تن بدن ارکان نماز
در رکوع و سجود سے آراستہ ہو یہ طہارت درجہ ہے ہر مسلمان کا کیونکہ مسلمان و کافر میں یہی
فرق نماز کا ہوتا ہے یہ پاکی بھی نصف ایمان ہے اس سے معلوم ہوا کہ سب طبقات طہارت
میں پاکی نیمہ ایمان ہوتی ہے دین کی بنیاد نظافت پر ہے احیاء الاحیاء میں کہا ہے الطہارۃ
فی کل رتبۃ نصف العمل الذی فیہا فالعمل الاعلی للسر فان نہایتہ ان ینکشف لہ جلال اللہ ولا
یحل معرفۃ اللہ فی سرہ ما لم یرتحل عنہ ما سوی اللہ قال تعالیٰ ما جعل اللہ لرجل
من قلبین فی جوفہ واما عمل القلب فغایتہ عمارتہ بالاخلاق المحمودۃ ولن یتحلی بہا ما لم
یتخل عن نقائضہا وکذا تطہیر الجوارح احد الشطرین وتزیینہا بالطاعات شطر آخر

وتذہ مقامات الایمان ولا یصل العبد الی مقام عالم ما لم یجاوز ما دونہ ومن عمیت
بصیرتہ لم یفہم من مراتب الطہارۃ الا الدرجۃ الاخیرۃ فیمعن فیہا ظنا منہ بحکم
الوسوسۃ والحق ان الطہارۃ المطلوبۃ ہی ہذہ وجہلا منہ بسیرۃ الاولین انتہی
غرضکہ یہ طہارت جامہ وتن کی جسپر سب لوگ جھک پڑے ہین پہلا درجہ طہارت کا ہے لیکن نرے
اس پاکی سے دل حسد وریا ومحبت دنیا سے اور تن گناہ ومعصیت سے پاک نہین ہوتا ہے
ظاہر کو خلق دیکھتی ہے باطن کو خالق دیکھتا ہے تو جو جگہ کہ نظارہ خالق کی ہو اوسکا پاک کرنا نظارہ گاہ
خلق سے مقدم تر ہے اگرچہ یہ پہلی پاکی بھی فضیلت رکھتی ہے لیکن جبکہ اوسکے آداب کو نگاہ رکھے
اور وسوسہ واسراف سے دور رہے صحابہ وتابعین کا اہتمام طہارت باطن مین بہ نسبت طہارت ظاہر
کے زیادہ تھا ولہذا برہنہ پا چلتے مٹی پر نماز پڑھ لیتے خاک پر بیٹھ جاتے کھانا کھاکر ہاتھ
تلوون سے پونچھ لیتے چوپایون کے پسینے سے زیادہ پرہیز نکرتے حضرت نے ایک مشرک
کی لوٹے سے اور عمر نے ایک نصرانیہ کے گھڑے سے وضو کر لیا تھا اور بعض خاک پر بے حجاب سوتے

## فصل بیان مین انواع طہارت کے

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ طہارت ظاہر کی علحدہ ہے اور طہارت باطن کی علحدہ اور طہارت
باطن کی تین طرح پر ہے جوارح کی گناہون سے دل کی اخلاق بد سے سر کی غیر حق سے تو اب
طہارت ظاہر بھی تین قسم پر ہے ایک طہارت نجاست سے نجاست وہ چیز ہے جس سے اہل طبع
سلیم گھن کرتے اور نجس سمجھتے ہین اور کپڑے کو لگ جاے تو اوسکو دہو ڈالتے ہین جیسے پاخانہ پیشاب
مگر پیشاب طفل شیرخوارہ کا اگر لڑکا ہے تو چھڑکنا پانی کا کافی ہے اور اگر لڑکی ہے تو اوسکا دہونا
چاہیے یہی مذہب ہے سلف کا احادیث بھی اسیکے موافق آئی ہین تیسری نجاست لعاب
سگ ہے جس برتن مین وہ منہہ ڈالدے اوسکو سات بار دہو لے چوتھی نجاست خون حیض
ہے جس کپڑے مین لگ گیا ہو اوسکو دہو کر اوسمین نماز پڑھے یہی حکم خون نفاس کا ہے

رہے اور خون اوسمین اختلاف ہے عبارت اصلیہ سے مراد رنگ ہے جب تک کوئی دلیل
خالص معارض سے سالم برابری آئے پاخانہ مین نجس گوشت خوک ہے الذیت
قرآن مین اوسکو رجس فرمایا ہے منی نجس ہے اور جسکے نزدیک پاک ہے اوسکے نزدیک
بھی خشک کا چھیلنا ناخن یا لکڑی سے اور تر کا دھونا پانی سے ثابت ہے اصل ہمل
اشیاء مین طہارت ہے نجاست کسی شئے کی جب ثابت ہو سکتی ہے کہ کوئی دلیل مساوی
یا مقدم دلیل طہارت پر آئے واذ لیس فلیس یہ بات کلیات وجزئیات شریعت
سے ثابت ہے سو مجرد رائے سے کوئی چیز نجس نہین ٹہیر سکتی ہے بلکہ جس شئے سے اللہ نے
سکوت کیا ہے وہ معاف ہے وما کان ربک نسیا اسی طرح حرام ہونا کسی شئے
کا مستلزم اوسکی نجاست کا نہین ہوتا ہے خمر و مردار و خون حرام ہین مگر نجس نہین ہین
قائلین نجاست نے اسجگہ استدلال مین غلطی ہوئی ہے ہان جس حرام کو شرع نے نجس کہدیا ہے
وہ بیشبہ نجس ہے پھر نجس کے پاک کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز لائق دھونیکے ہو اوسکو
پانی سے دھو ڈالے یہانتک کہ نہ وہ چیز خود باقی رہے اور نہ اوسکی رنگت اور نہ بو اور نہ مزہ
پاپوش اور موزہ کو پونچھ ڈالے زمین سے رگڑ دے استحالہ یعنے بدل جانا کسی شئے کا
ایک حالت سے دوسری حالت پر مطہر ہوتا ہے اور جو نجس چیز ایسی ہو کہ دھونے مین
نہ آسکے جیسے زمین تو اوسپر پانی بہادے اور کنوئین سے پانی نکال ڈالے یہانتک کہ
اثر نجاست کا باقی نہ رہے اصل تطہیر مین یہی پانی ہے اسکی جگہہ دوسری چیز قائم
نہین ہو سکتی ہے مگر اذن شارع سے اور کیفیت تطہیر وہی ہے جو حق مین جس شئے
کے شارع سے آچکی ہو پانی خود بھی پاک ہے اور پاک کرنیوالا بھی ہے جبتک کہ کوئی نجاست
اوسکی بو یا رنگ و مزے کو بدل نہ دے تب تک یہ دونون وصف اوسمین موجود
رہینگے اور اگر کوئی پاک چیز پانی مین گر کر اوسکو بدل دیگی تو وہ طاہر ہوگا نہ مطہر کچھہ
فرق تھوڑے اور بہت پانی کا اور دو قلون سے کم و زیادہ ہونیکا اور متحرک و ساکن

و ستعمل وغیر مستعمل ہونے کا اسجگہ بموجب ادلۂ صحیحہ ثابت نہین ہے اگرچہ یہ مسئلہ پانی کا ایسا
مشکل ہے کہ ایک جہان اوسکے حل مین غوطے کہا رہا ہے مگر جو اسجگہ لکہا گیا ہے اقوی مذاہب
وہی ہے واللہ اعلم دوسری قسم نجاست کی حدث وجنابت ہے حدث سے وضو یا تیمم کیا جاتا ہے
اور جنابت سے غسل لازم آتا ہے سو جو کوئی بیت الخلا مین جاوے اوسپر واجب ہے کہ نظر مردم سے
چھپ جائے اور جب تک زمین سے قریب نہو تب تک برہنہ نہو میدان مین دور تک جاوے اور
آبادی مین اندر پاخانہ کے فراغت حاصل کرے حالت قضاء حاجت مین بات نکرے کوئی چیز
حرمت والی پاس نرکہے جیسے انگوٹھی کہ اوسپر اللہ یا رسول کا نام ہو یا کوئی کلمہ یا آیت یا حدیث
نقش ہو اور ان جگہون مین بچے جہان پاخانہ پہرنیسے شرع نے منع فرمایا ہے جیسے زیر درخت سایہ دار
یا سر راہ یا آب دائم یا جو جگہ بات چیت کرنیکی ہو یا جہان عرف مین قضاء حاجت نہین کرتے
ہین پہر اس حال مین طرف قبلہ کے نہ منہ کرے نہ پشت اس مسئلہ مین آٹھہ قول ہین قوی
قول یہی ہے کہ صحرا مین یہ استقبال استدبار ناجائز ہے اور آبادی وگہر مین جائز معہذا اگر پرہیز
کرے تو بہتر ہے اور تین ڈہیلے لے اور گوبر وہڈی سے بچے جو احادیث بمقدار استجمار
آئی ہین وہ شامل بول بہی ہین اور جمع کرنا درمیان کلوخ وآب کے مستحب ہے اور تنہا آب بہی
کفایت کرتا ہے شروع سے پہلے اعوذ پڑہنا اور بعد فراغ کے استغفار وحمد کرنا مندوب ہے
حدیث انس مین آیا ہے حضرت جب خلا مین جاتے کہتے اللہم انی اعوذ بک من الخبث
والخبائث اخرجہ الجماعۃ جب باہر آتے کہتے الحمد للہ الذی اذہب عنی الاذی
اخرجہ ابن ماجۃ باسناد صالح عائشہ نے کہا غفرانک کہتے رواہ ابن حبان وغیرہ
اسکے سوا اور الفاظ بہی آئے ہین لکن اس قدر ذکر مختصر تو ضرور ہی کرے اور سوراخ مین حدث
وبول نکرے اور نہ کہڑے ہو کر مگر عذر سے اور بائین چپ پر معتمد ہو اور جس جگہہ وضو کرے
یا نہائے وہان پیشاب نکرے داہنے ہاتہہ سے پانی ڈالے بائین ہاتہہ سے بدن ملے اور
وقت استنجا کے بدن کو سست چہوڑ دے باطن مین پانی پہنچانا ضرور نہین ہے *

# ترکیب وضو کی یہ ہے

جو شخص مکلف ادا نماز کا کرے تو بعد طہارت حدث کے پہلے بسم اللہ کہے کیونکہ حدیث ابو ہریرہ
مین آیا ہے لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ اخرجہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ
والترمذی فی العلل وغیرہم یعنی بے بسم اللہ کہے وضو نہین ہوتا ہے اس حدیث
کی سند مین کوئی شے ایسی نہین ہے جو اسکو درجہ اعتبار سے گرا دے اور جس حدیث ابن عمر
مین یہ آیا ہے من توضأ ولم یذکر اللہ کان طہورا لاعضاء وضوءہ اوسکی سند مین
متروک ہے اسلئے محققین نے کہا ہے کہ وجوب تسمیہ کا ذاکر پر ہے نہ ساہی وناسی پر پھر
کلی کرے ناک مین پانی ڈالے کیونکہ قرآن مین ذکر وجہ کا کیا ہے وجہ مین دہن وبینی داخل
ہین اور احادیث صحیحہ مین ثبوت مضمضہ واستنشاق کا آیا ہے یہ دونون امر وضو مین
واجب ہین سنت کہنا انکا ضعیف ہے اسلئے کہ انکا امر کیا ہے اور امر واسطے وجوب کے آتا ہے
پھر سارا منہہ دہوئے اسکا ثبوت کتاب وسنت دونون سے ہے اسکے وجوب مین کسیکا
اختلاف نہین ہے پھر دونون ہاتھون کو مع کہنیون کے دہوئے نص قرآن وسنت
اسمین بہی کچہہ خلاف نہین ہے خلاف کہنیون مین ہے حق یہی ہے کہ کہنیون کا دہونا
واجب ہے اسلئے کہ حدیث جابر مین آیا ہے ادار الماء علی مرفقیہ رواہ الدار
قطنی والبیہقی پھر فرمایا ہذا وضوء لا یقبل اللہ الصلوۃ الا بہ اسکی سند مین ایک
راوی ضعیف ہے مگر مسلم مین حدیث ابو ہریرہ سے آیا ہے انہ توضأ حتی اشرع
فی العضد ثم قال ہکذا رأیت رسول اللہ صلعم پھر سر پر ہاتہہ پھیرے مسح کرنے مین
کچھہ خلاف نہین خلاف تعیین مین ہے کہ سارے سر پر مسح کرے یا بعض پر سو دونون طرح
پر ثابت ہے پیشانی وعمامہ پر بہی مسح کرنا آیا ہے اور عمامہ کو اوٹھا کر مقدم راس پر بہی
مسح کیا ہے سر کے ہمراہ دونون کانون کا بہی مسح کرے بہرحال مسح کرنا تنہا سر پر

اور مسح شامل سرپر اور بعض سر پر مسح بطور جبیرہ صحیح و ثابت ہے پھر دونون پاؤن دہو لے
غسل پیر دو پاؤن احادیث صحیحہ سے ثابت ہے مسح انکا ثابت نہین اور جمع کرنا مسح و
غسل کا راہی مجرد ہے پاؤن مین دونون ایڑیان بہی داخل ہین ہان موزون پہ مسح
کرنا آیا ہے اور حضرت کے قول و فعل سے بتواتر ثابت ہوا ہے مقیم ایک رات دن مسافر
تین دن تک مسح موزے پر کرے وضو شرعی جب ہی ہوگا کہ بہ نیت استباحت نماز کے
کریگا وضو مین دہونا ہر ایک عضو کا تین تین بار سوای سر کے اور بڑہانا غرہ و تحجیل کا
اور وضو سے پہلے مسواک کرنا اور دہونا دونون ہاتھون کا پہنچے تک قبل شروع کے
غسل دیگر اعضا مین مستحب ہے احادیث مین فضائل وضو کے بہت آئے ہین ہر عضو کے
آخر قطرہ پر گناہ ہر ایک عضو کے نکلجاتے ہین متوضی پاک صاف ہوجاتا ہے پورا وضو
کرکے نماز پڑہنے سے ایسا ہوتا ہے جیسے کہ آج اوسکو اوسکی مان نے جنا ہو مکارہ مین
وضو کرنا حکم رباط مین ہے وضو پر وہی شخص محافظت کرتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے بلال رضی
عنہ جب وضو کرتے دو رکعت نماز پڑہ لیتے حضرت نے آواز اونکی جوتیون کی بہشت مین
آگے آگے اپنے سنی تہی رواہ ابن خزیمہ مسواک کو مطہرۃ للفم مرضاۃ للرب فرمایا ہے
ہر وضو کے ساتھہ مسواک کرنیکا اشارہ کیا ہے مسواک کرنا سنت مرسلین ہے جب وضو کرچکے
تب یہ ذکر کرے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا
عبدہ و رسولہ اسکو مسلم و ابوداؤد نے عمر رض سے رفعًا روایت کیا ہے اور فرمایا ہے
کہ جو کوئی بعد وضو یہ کہتا ہے تو اوسکے لئے آٹھون دروازے جنت کے کہل جاتے ہین
جس در سے چاہے وہ اوسمین جاوے ترمذی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے اللہم اجعلنی من التوابین
واجعلنی من المتطہرین طبرانی مین حدیث ابو سعید خدری سے اتنا اور آیا ہے سبحانک
اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک پھر فرمایا ہے کہ
اسکو ایک کاغذ مین لکہ کر مہر لگا کر چہوڑ دیتے ہین وہ مہر قیامت تک توڑی نہین جاتی

رت حمران بن عثمان سے رفعاً کہا آپ نے من توضأ نحو وضوئی ہذا ثم صلی رکعتین
لا یحدث فیہما غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ ابوداؤد اس نماز کو تحیۃ الوضو

## ترتیب تیمم کی

تیمم کا ذکر قرآن پاک مین آیا ہے جو کام وضو سے ہوتا ہے وہی کام تیمم سے بہی درست
ہے عوض ہے وضو اور غسل دونونکا اسکے اعضا بہی چہرہ اور دونون کف دست ہین زمین پا
پر ایکبار ہاتہہ مار کر وجہ وکفین پر مسح کرے یہ بات احادیث صحیحہ سے قولاً و فعلاً ثابت ہے
جمہور بہی اسی طرف گئے ہین اگرچہ بعض فقہا رقائل دو ضربہ کے ہین ایک واسطے وجہ کے
دوسرا واسطے ہر دو دست کے کہنی تک اسمین بہی نیت و بسم اللہ کہنا چاہئے نواقض
اسکے وہی نواقض وضو کے ہین یعنی جو چیز زمین سے نکلے خود یا سبح یا جو چیز موجب
غسل ہو جیسے جماع یا انزال اور خواب دراز اور اکل لحم شتر اور قی او رعاف وغیرہ ذکر

## ترتیب غسل کی

غسل منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے اگرچہ تفکر سے نکلے احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہین
اور التقاء ختانین اور حیض ونفاس و احتلام سے ہمراہ پائے جانے تری کے اور مرنے سے
اور اسلام لانے سے کیفیت اس غسل واجب کی یہ ہے کہ پہلے نجاست کو دور کرے پہر وضو
کرے پہر سر پر تین بار پانی ڈالے اور بالونکی جڑ مین پانی پہنچا لے پہر سارے بدن پر
پانی بہالے یا پانی مین غوطہ لگا لے اور جس جگہہ کا ملنا ممکن ہو اوسکو ملے یہ غسل
جب ہی شرعی ہوگا کہ نیت رفع جنابت کی کریگا اسمین بہی مضمضہ و استنشاق کرنا واجب
ہے اور ستر کو ہاتہہ نہ لگائے پہر سب کے بعد پاؤن دہو لے صحیحین مین حدیث عائشہ
آیا ہے کہ حضرت جب جنابت سے نہاتے تو پہلے دونون ہاتہہ دہوتے پہر دست راست

سے دست چپ پر پانی ڈالکر شرمگاہ کو دہوتے پہر نماز کا سا وضو کرتے پہر سارے بدن پر
پانی بہاتے پہر دونون پاؤن دہوتے غسل مین شروع کرنا جانب راست سے مسنون ہے
یہ بات حضرت سے قولاً و فعلاً و عموماً و خصوصاً صحیحین مین ثابت ہے اور غسل کرنا واسطے نماز
جمعہ و عیدین کے اور اوسکو جسنے کسی میت کو نہلایا ہے اور واسطے احرام حج یا عمرہ کے
اور واسطے داخل ہونیکے مکہ مین مشروع ہے سلف غسل جمعہ کو واجب جانتے تہے حدیث
سے بہی اسکی ترجیح نکلتی ہے تیسری قسم طہارت کی پاکی ہے فضلات بدن سے یہ فضلات
دو طرح پر ہوتے ہین ایک وہ میل کچیل ہے جو سر اور داڑہی کے بالو نمین ہوتا ہے اوسکو
کنگہی کرکے اور سر مین مٹی ڈالکر اور حمام مین نہاکر پاک کرے حضرت ہمیشہ سفر و حضر مین
کنگہی رکہتے تہے میل کچیل سے صاف ستہرا رہنا سنت ہے آنکہہ کان کی میل کو اونگلی وغیرہ
سے صاف کرے دانتون کی میل کو مسواک سے پاک کرے باقی اعضاء بدن کا میل آلات
سے دور ہو سکتا ہے اگرچہ میل کے ہونیسے طہارت باطل نہین ہوتی ہے دوسرے وہ فضلات
ہین جنکی گنتی سات عدد ہے ایک سر کے بال انکا منڈانا پاکی سے نزدیک تر ہے مگر اہل
شرف کو اور بعض کا رکہنا اور بعض کا مونڈنا مثل اہل لشکر کے منع ہے دوسرے سبلت اسکا
پست رکہنا سنت ہے تیسرے بغل کے بال اگر اوکہیڑ سکے بہتر ورنہ حلق کرے چالیس دن سے
زیادہ تاخیر نکرے چوتہے موی شرمگاہ انکا دور کرنا آہک سے یا حلق سے سنت ہے
ایک چلہ سے زیادہ دیر نکرے پانچوین ناخن انکو کترے تاکہ میل جمع نہو انگشت مسبحہ سے
شروع کرکے ابہام پر ختم کرے ہاتہہ پاؤن سے اور جانب است جانب چپ سے افضل تر ہے
چہٹے ناف یہ وقت ولادت کے کاٹی جاتی ہے ساتوین ختنہ یہ مرد و عورت دونون کے لئے
ہوتا ہے داڑہی یک مشت رکہے زیادہ کو تراش دے تاکہ حد سے تجاوز نکرے ابن عمر اور
ایک جماعت تابعین اسی طرح کرتے تہے اور بعض نے کہا ہے کہ چہوڑ دے لکن اول
اولیٰ تر ہے ؞

# باب اول بیان مین اذان و نماز کے

اس باب مین کئی فصلین مین

## فصل بیان مین اذان کے

ابو سعید نے مسموعا مرفوعا کہا ہے لا یسمع مدای صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیٔ الا شھد لہ یوم القیامۃ رواہ البخاری یعنی جہانتک موذن کی آواز جاتی ہے جن وانس اور جو چیز اوسکو سنتی ہے وہ دن قیامت کے موذن کے لئے گواہی دیگی یعنی ایمان کے اس طرح پر کہ یہ وہ شخص ہے جسنے تیرا نام پکارا تھا اس گواہی کا ثمرہ مغفرت ہے نار سے کیونکہ حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے یغفر للموذن منتھی اذنہ ویستغفر لہ کل رطب ویابس رواہ احمد وروی النسائی نحوہ عن ابی ھریرۃ وزاد ولہ مثل اجر من صلے معہ یعنی موذن کو اوتنا اجر ملتا ہے جتنا کہ اوسکے ساتھ کے نمازیون کو ملتا ہے بلکہ دوسری روایت ابو ہریرہ مین نزدیک ابوداود کے حضرت نے اذان کہنے والون کو دعا دی ہے اور فرمایا ہے اللھم اغفر للمؤذنین یہ دعا رسول صلعم کی انشاءاللہ تعالی خالی نہ جائیگی حدیث جابر مین فرمایا ہے کہ شیطان جب اذان نماز سنتا ہے چھتیس ۳۶ میل تک بھاگ جاتا ہے رواہ مسلم معاویہ کی حدیث مین رفعاً آیا ہے کہ المؤذنون اطول اعناقا یوم القیامۃ رواہ مسلم ابن عمر نے رفعاً کہا ہے جسنے اذان دی بارہ برس اوسکے لئے جنت واجب ہوگئی ہر دن ساٹھ نیکیان اذان پر اور تیس نیکیان اقامت پر اوسکے لئے لکھی جاتی ہین رواہ الحاکم اور فرمایا ہے من بنی مسجد اللہ بنی اللہ لہ قصرا فی الجنۃ اور فرمایا اذا رأیتم الرجل یتعاد المسجد فاشھدوا لہ بالایمان حدیث عمر مین ارشاد کیا ہے کہ جو کوئی اذان کا جواب دیتا ہے دل سے وہ جنت مین جائیگا رواہ مسلم یعنی جو موذن کہے وہی سننے والا

بس کہے تو بجای حی علی کے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے یہ آجزے جواب لفظی پر ملتا ہے
پھر پوری اجابت کا کیا ذکر ہے اجابت کامل یہ ہے کہ اذان سنکر حاضر مسجد ہوکر نماز جماعت سے
ادا کرے غرضکہ سننے والے کو لازم ہے کہ الفاظ اذان کے کان دیکر سنے اور جواب ہر لفظ کا جو
موذن کہتا جاوے کہتا رہے کہ ثواب اسکا بہت پائیگا الفاظ اذان کے یہ ہین کہ اول
کہے اللہ اکبر مطلب چار بار کہنے کا اسطرح سمجھے کہ اللہ علم وقدرت ورحمت وشرف
کی راہ سے بہت بڑا اور سب سے زیادہ ہے اور کمال ان اوصاف کا سوا اوسکی ذات کے
کسی مین نہین ہوسکتا ہے جواب اللہ اکبر کا اللہ اکبر ہے اور جب وہ اشہد ان
لا الہ الا اللہ کہے تو یہ گواہی ہے توحید کی باواز بلند اور حاصل دو بار کہنے کا یہ ہے کہ
اول بار گواہی دینا ہے زبان سے دوسری بار دل سے اور سننے والا بھی یہی کہے جب وہ
اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے اور یہ گواہی ہے باواز بلند حضرت کی نبوت ورسالت
پر زبان ودل دونون سے سننے والا بھی یہی کہے جب وہ کہے حی علی الصلوۃ یعنی نماز کو
آؤ اول بار اشارہ ہے کہ تن سے آؤ دوسری بار اشارہ ہے کہ دل وجان سے آؤ اسکا جواب
اسطرح کہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ یعنی مجکو طاقت گناہ سے پھرنے کی اور قوت نیک
کام کرنے کی نہین ہے مگر اللہ کی توفیق سے کہ وہی صاحب طاقت وقوت ہے حی علی الفلاح
کہے تب بھی یہی جواب دے اور فجر کی اذان مین دو بول اور ہین الصلوۃ خیر من النوم یعنی نماز
بہتر ہے سونے سے اسکا جواب یہ ہے صدقت وبررت اور اللہ اکبر کا جواب وہی اللہ اکبر
ہے اول آخر اللہ کی بڑائی اور سب الفاظ کے آخر مین اللہ کی توحید ہے کہ یون کہے لا الہ الا
اللہ اسکے بعد دعا ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے جسنے اذان سنکر یہ کہا اللہم رب ہذہ الدعوۃ
التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود الذی
وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ رواہ البخاری یعنی اس دعا پڑھنے والے
کی حضرت شفاعت کرینگے زہے نصیب سعد بن ابی وقاص نے رفعا کہا ہے جسنے اذان

سنکر یہ کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ و
رسولہ رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولاً
اوسکے اگلے گناہ بخشے گئے رواہ مسلم والترمذی حدیث انس بن مالک مین رفعاً
یہ بھی آیا ہے کہ دعا درمیان اذان واقامت کے مردود نہین ہوتی ہے پوچھا کیا دعا مانگین
فرمایا اللہ سے سوال عافیت کا دنیا وآخرت مین کرو رواہ الترمذی اقامت نماز مین بعد
اذان کے یہ الفاظ زیادہ ہین قد قامت الصلوٰۃ یعنی قائم ہوئی نماز اسکا جواب ایک
تو یہ ہے اقامہا اللہ وادامہا دوسرا جواب یہ ہے کہ جو کوئی اس لفظ کو سنے وہ کھڑا ہو اور
نماز پڑھے اور یہ مذہب ہمارا ہے مسئلہ اذان دینا واجب ہے اسلئے کہ حضرت نے
اوسکا حکم دیا ہے ہر شہر مین ایک موذن کا ہونا چاہیے جو کہ بالفاظ مشروعہ بلا اجرت اذان
دے اور نماز کے وقت پر لوگونکو آگاہ کرے یہ اذان ایک عمدہ شعائر اسلام سے ہے روزگار
نبوت مین جب غازی لوگ کسی اہل قریہ کا حال نہ جانتے تو نماز کے وقت تک حرب نکرتے
اگر اذان سنتے لڑنے سے باز رہتے اگر نہ سنتے تو لڑتے جسطرح کہ مشرکون سے لڑتے تھے اور
جو شخص شہر مین نہو جیسے مسافر یا بیابان مین رہتا ہو تو وہ اپنے لئے آپ اذان واقامت
کہے اگر جماعت ہو تو اقامت سے نماز پڑھے اذان مین تربیع اور ترجیع شہادتین کی ثابت ہے
اور دلیلین افراد اقامت کی قوی تر ہین تشفیع کی دلیلون سے لکن تشفیع مشتمل ہے
زیادت پر جو بطریق معتبر ثابت ہے اسلئے عمل کرنا اوپر تشفیع پر متعین ہے یہ اذان و
دخول وقت نماز کے کہی جاتی ہے مگر اذان فجر کہ قبل دخول وقت کے بھی جائز ہے بدلیل
حدیث مرفوع سالم بن عبداللہ ان بلالاً یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی تسمعوا اذان
ابن ام مکتوم رواہ الشیخان اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رمضان مین دو اذان واسطے
صبح کے درست ہین

## فصل

نمازگزار پر واجب ہے کہ اپنا کپڑا اور بدن اور مکان پاک رکہے ستر چہپالے جمہور اسیکے قائل ہین اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ امور شرط صحت صلوٰۃ ہین دوسرون نے کہا سنت ہین لکن حق یہی ہے کہ واجب ہے اگر بحالت ملابست نجاست نماز پڑہ لی ہے تو ہوگئی مگر واجب مین خلل آیا نہ نفس نماز مین اسجگہ ادلہ مختلف ہین محل بسط اور ہے اور نرے ریشمی کپڑے مین نماز نہ پڑہے اور مخلوط مین اختلاف ہے اور نہ شہرت کے کپڑے مین اور نہ غصب کیے کپڑے مین صحیحین مین بروایت ابوہریرہ رفعاً نہی آئی ہے اشتمال صماء سے کہ ایک چادر یا ازار بدن پر سر سے پاؤن تک ڈالے اور کوئی طرف اوسکے نہ اوٹہائے اسی طرح کپڑا لٹکانے اور ازار نیچا کرنے سے نہی آئی ہے کپڑے کو کمر مین نہ کہولنے اور بالون کو تاگے سے نہ باندہے نمازی پر یہ بہی واجب ہے کہ اگر کعبہ کو دیکہتا ہو یا حکم مشاہد مین ہو تو اوسکی طرف منہ کرے اور جو مشاہد نہو تو وہ بعد تحری کے رو بقبلہ ہو کر نماز پڑہے ✣

## فصل

نماز دین مسلمانی کا ایک ستون ہے اور بنیاد اسلام اور پیش رو جملہ عبادات ہے جو کوئی نماز پنجگانہ کو وقت پر موافق اوسکے شرط کے بجالاتا ہے اللہ کے ساتہ اوسکا عہد ہو جاتا ہے کہ وہ امن و حمایت مین رہیگا اور جب وہ کبائر سے بچا تو اب ہر گناہ جو اوسکے اوپر تہا یہ نماز اوسکو کفایت کریگی حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے لو ان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمس مرات ہل یبقی من درنہ شیء قالوا لا یبقی من درنہ شیء قال ذلک مثل الصلوات الخمس یمحی بہن الخطایا رواہ الشیخان یعنی جو شخص ہر دن پانچ بار کسی نہر مین نہائیگا اوسکا میل کچیل کچہہ باقی نہ رہیگا یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے کہ ساری خطا ئین

اور اس سے دو چند ہوتی ہیں ابی الدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے خمس من جاء بھن مع ایمان
دخل الجنة الحدیث رواہ الطبرانی ابوہریرہ کہتے ہیں قبیلۂ قضاعہ میں دو صحابی تھے
دو مسلمان ہوئے ایک شہید ہو گیا دوسرا ایک سال تک زندہ رہا طلحہؓ نے اوس دوسرے
کو خواب میں دیکھا کہ وہ شہید سے پہلے بہشت میں گیا تعجب کیا اور حضرت سے یہ حال کہا فرمایا
کیا اوسنے بعد شہید کے روزہ رمضان کا نہیں رکھا اور چھ ہزار رکعتیں نہیں پڑھیں ایک
سال کی نماز کا شمار بتایا دونوں میں آسمان و زمین کا بُعد ہے رواہ احمد و ابن حبان
ابن عمر کہتے ہیں ایک مرد نے حضرت سے پوچھا افضل اعمال کون عمل ہے تین بار سوال کیا
ہر بار یہی فرمایا نماز پھر فرمایا جہاد راہ خدا میں الحدیث رواہ ابن حبان ثوبان کا لفظ مرفوعاً
یہ ہے اعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰۃ رواہ الحاکم دوسرا لفظ یہ ہے کہ میں نے حضرت
سے کہا وہ عمل بتاؤ جس سے میں جنت میں جاؤں فرمایا علیک بکثرۃ السجود للہ
تعالیٰ فانک لن تسجد للہ سجدۃ الا رفعک اللہ بہا درجۃ وحط بہا
عنک خطیئۃ رواہ مسلم یعنی ہر سجدہ پر درجہ بڑھتا ہے گناہ مٹتا ہے ابوہریرہ کا لفظ یہ ہے
اقرب ما یکون العبد من ربہ عز وجل وھو ساجد فاکثروا الدعا رواہ مسلم
یعنی بڑا قرب اللہ کا بندہ کو سجدہ میں حاصل ہوتا ہے سو بہت سی دعا سجدہ میں کیا کرو
حذیفہ کا لفظ یہ ہے ما من حالۃ یکون العبد علیہا احب الی اللہ من ان یراہ
ساجدا یعفر وجہہ فی التراب رواہ الطبرانی مراد اس سجدہ سے نزدیک محققین
کے نرا سجدہ ہے کہ یہ ایک عبادت مستقل ہے اسی لئے اسمیں دعا کرنیکا حکم دیا ہے
اور بعض کے نزدیک مراد نماز ہے کہ اوسمیں سجدہ ہوتا ہے لکن اول اقوی و اولیٰ ہے
سو جب تنہا سجدہ موجب قرب و حُبِّ خدا کا ٹھیرا تو پھر نماز جو بہت سے سجدوں پر مشتمل
ہے جبکہ موافق شروط و ارکان کے بحضور دل پڑھی جائیگی تو پھر اوسکی فضیلت کا کیا
شمار ہو سکتا ہے یہ محض احسان عظیم ہے رب کریم کا اپنے بندۂ ظلوم و جہول پر کہ اوسکو

رستہ نجات کا بتایا وسیلہ مغفرت کا بخشا ذریعہ حصول جنت کا عطا کیا ابن مسعود نے حضرت سے
پوچھا تھا کہ ای العمل احب الی اللہ فرمایا الصلوٰۃ علی وقتھا رواہ الشیخان ام فروہ
کا لفظ اول وقتھا ہے رواہ ابو داؤد نماز کو آخر وقت پر کسل سے پڑھنا کام منافقین کا
ہوتا ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے صلوٰۃ الرجل فی جماعۃ تضعف علی صلوٰتہ فی بیتہ
وسوقہ خمسا وعشرین ضعفا الحدیث رواہ الشیخان یعنے نماز جماعت نماز منفرد سے
پچیس گنی ہوتی ہے انس نے رفعاً کہا ہے من صلی للہ اربعین یوما فی جماعۃ یدرک
التکبیرۃ الاولی کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من النفاق رواہ الترمذی
یعنی چالیس دن تک جماعت سے نماز پڑھنا کہ تکبیر اولی فوت نہو موجب بچاؤ کا دوزخ
سے اور علحدگی کا نفاق سے ہے وللہ الحمد عمر کا لفظ مرفوع مسموع یہ ہے کہ ان اللہ
تعالی لیعجب من الصلوٰۃ فی الجمع رواہ احمد یعنی اللہ کو نماز کا جماعت مین پڑھنا
بہت پسند آتا ہے پھر جتنی جماعت زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے
اور جو شخص جنگل و میدان مین اچھی طرح نماز باتمام رکوع و سجود پڑھتا ہے اوسکی نماز
پچاس گنی ہوتی ہے رواہ ابو داؤد عن ابی سعید الخدری یعنی اسکا درجہ نماز
جماعت سے بھی بڑھ کر ہے یہ حکم نماز فرض کا ہے رہی نماز نفل اوسکا گھر مین پڑھنا افضل ہے
اس امر کا حکم حدیث ابن عمر مین آیا ہے فرمایا ہے اجعلوا من صلواتکم فی بیوتکم
ولا تتخذوھا قبورا رواہ الشیخان ابن مسعود نے حضرت سے پوچھا تھا کہ کیا افضل ہے
نماز پڑھنا میرا گھر مین یا مسجد مین فرمایا تو نہین دیکھتا کہ میرا گھر کس قدر مسجد سے نزدیک
تر ہے سو اگر مین اپنے گھر مین نماز پڑھون تو یہ دوست تر ہے مجھکو اس بات سے
کہ مسجد مین پڑھون مگر نماز فرض رواہ ابن خزیمۃ زید بن ثابت کا لفظ یہ ہے کہ
حضرت نے فرمایا صلوا ایھا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا الصلوٰۃ
المکتوبۃ رواہ ابن خزیمۃ یعنی ای لوگو تم اپنے گھرون مین نماز پڑھا کرو بہتر نماز وہ ہے

جو گھر مین ہو گھر نماز نفل اپنی جگہ سے علما نے کہا ہے کہ اگر حدیث منورہ مین بھی ہو تو
بھی پرنسبت مسجد نبوی کے گھر مین نماز نفل و سنت کی پڑھنا افضل ہے انتظار کرنا نماز کا
بعد نماز کے حکم رباط مین ہوتا ہے منتظر کو ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسے کہ نماز گزار کو
ہر نماز کے لئے نماز ہای پنجگانہ سے فضیلت جدا گانہ احادیث صحیحہ مین آئی ہے اور تاکید
محافظت کی نماز صبح و عصر وغیرہا پر فرمائی ہے اسی طرح اختیار صف اول و تسویہ صفوف
و وصل صف و سد شگاف پر رغبت دلائی ہے اور ترک نماز سے عمداً اور اخراج وقت سے
تمادناً ڈرایا ہے حدیث جابر بن عبد اللہ مین فرمایا ہے بین الرجل وبین الشرك والكفر
ترك الصلوة رواہ مسلم و اهل السنن بالفاظ یعنی درمیان شرک کفر و ایمان
کے یہی نماز کا فرق ہے اگر نماز ہے تو مومن ہے اور اگر نہین ہے تو کافر و مشرک
ہے زیاد بن نعیم حضرمی نے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا اربع فرضهن اللہ فی الاسلام
فمن اتی ثلث لم يغنين عنه شيئاً حتى ياتى بهن جميعاً الصلوة والزكوة
وصيام رمضان وحج البيت رواہ احمد وهو مرسل یعنی ان چارون چیز
کا ایک حکم ہے اگر تین کام کئے اور ایک کام انمین کا نہ کیا تو گویا کوئی کام بھی نہ کیا
یہ حدیث نہایت خوفناک ہے لکن اکثر خلق اس سے غافل ہے بہت لوگ نماز پڑھتے
ہین لکن زکوۃ نہین دیتے کوئی نماز و روزہ بجالاتا ہے مگر حج سے باوجود استطاعت کے
محروم ہے اسحق بن راہویہ نے کہا ہے حضرت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تارک نماز
کافر ہے وكذلك كان راى اهل العلم من لدن النبى صلعم ان تاركها عمداً
من غير عذر حتى يذهب وقتها كافر ایوب نے کہا ہے ترك الصلوة كفر لا يختلف
فيه یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایک وقت کی نماز کا ترک کرنا موجب کفر ہے اگر اسی
حالت پر اوس دم مر جائیگا تو کافر مریگا اوس شخص کا ذکر نہین ہے جو بالکل نماز نہین پڑھتا
ہے یا فقط رمضان و عیدین و جمعہ مین پڑھ لیتا ہے باقی ایام مین ناغہ کرتا ہے یہ حکم

ترک نماز کا بہ رہا تاخیر کرنا نماز کا وقت مقرر سے سو اللہ نے فرمایا ہے الذین ھم عن صلوتہم ساھون سعد نے کہا مراد اس سہو سے حدیث نفس وغیرہ نہیں ہے بلکہ اضاعت وقت ہے کہ لہو مین یہانتک رہے کہ وقت جاتا رہے ہے ایک نوع تاخیر کی یہ ہے کہ دو نمازون کو بغیر عذر کے ایک وقت مین پڑہے حدیث ابن عباس مین رفعاً اسکو منجملہ کبائر کے گنا ہے رواہ الحاکم ہان سفر اس حکم سے مستثنی ہے سفر مین تقدیماً و تاخیراً جمع کرنا دو نماز کا حالت سیر مین احادیث صحیحہ سے ثابت ہے *

## فصل

نماز شرعی نہین ہوتی ہے مگر نیت کے ساتھہ سارے ارکان نماز کے فرض ہین جیسے قیام رکوع اعتدال سجود پہر اعتدال پہر سجود پہر اعتدال پہر قعود واسطے تشہد کے مگر قعود تشہد اوسط اسلئے کہ کوئی دلیل بالخصوص اسکے وجوب پر مثل تشہد اخیر کے نہین آئی ہے اسی طرح جلسۂ استراحت کہ وہ بہی لسبب نہ آنے دلیل وجوب کے مستحب ہے رہے اذکار نماز سو منجملہ اونکے ایک تو تکبیر تحریمہ واجب ہے دوسرے فاتحہ پڑہنا ہر رکعت مین اگرچہ مقتدی ہو بدلیل حدیث لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب تیسرے تشہد اخیر کیونکہ اسکا حکم آیا ہے اور تشہد کے لئے کئی الفاظ وارد ہین سو نماز گزار جونسا تشہد پڑہے گا وہ اوسکو کافی ہوگا اصح تشہدات تشہد ابن مسعود ہے جو صحیحین مین آیا ہے اس لفظ سے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ بعض الفاظ مین اس حدیث کے یون آیا ہے کہ اذا قعد احدکم فلیقل اسی تشہد کو حنفیہ نے بہی اختیار کیا ہے دوسرا تشہد ابن عباس کا ہے وہ مختار شافعیہ ہے تیسرا تشہد عمر کا ہے وہ مختار مالک ہے سو اختلاف اختیار مین ہے نہ اجزاء

میں تشہد اول سب سے افضل ہے ترتیب پھر ثانی پھر ثالث مجتہد تقریباً للبالغین کما جزم شیء کالسورۃ
القرآن کامضا کان شاف انتہی اور درود شریف کے الفاظ میں اصح ترین
صیغہ ہے جو صحیح بخاری میں آیا ہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی
آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اسکے سوا
اور بہت صیغے آئے ہیں سب کافی شافی وافی صافی ہیں لکن یہ صیغہ اصح ہے
اسی کا رواج بھی ہے محل اسکا تشہد اخیر ہے شافعی تنہا قائل اسکے وجوب کے ہیں
اور تشہد اوسط میں مستحب بتاتے ہیں میرے نزدیک تشہد اول میں پڑھنا درود
کا نہ پڑھنے سے بہتر ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے اذا فرغ احدکم من التشہد
فلیتعوذ باللہ من اربع من عذاب جہنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات
ومن شر المسیح الدجال اخرجہ مسلم وغیرہ یہ صیغہ امر کا مفید ہے وجوب تعوذ کو
اسکے سوا اور بھی ادعیہ آئے ہیں جیسے اللہم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا
یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت
الغفور الرحیم یہ دعا حضرت نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خاص نماز میں پڑھنے کے
لئے سکھائی تھی رواہ الشیخان اور حدیث مرتضی علی میں آیا ہے کہ حضرت درمیان
تشہد وتسلیم کے یہ دعا پڑھتے اللہم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت
وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا
انت اخرجہ مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی چوتھے سلام پھیرنا یہ بھی واجب ہے
اسلئے کہ حضرت نے اسکو تحلیل نماز ٹھیرایا ہے بے اسکے نماز سے باہر نکلنا نہیں ہو سکتا ہے
تو تسلیم واجب ٹھیری گو ذکر اسکا حدیث مسیئی میں نہیں آیا ہے حجۃ اللہ البالغہ میں بھی اشارہ
طرف اسکے وجوب کے کیا ہے اسکو بقول ابن القیم پندرہ صحابی نے روایت کیا ہے کہ یمین ویسار

دونون طرف سلام کرتے تھے اِن واجبات چہارگانہ کے سوا جو اور آداب وغیرہ نماز مین
ہین وہ سب سنن ہین اسلئے کہ اونمین کوئی دلیل ایجاب کی امر او نہیا نہین آئی ہے وہ
سنن یہ ہین ایک یہ کہ چار جگہہ مین ہاتھہ اوٹھانے نزدیک تکبیر احرام کے اور وقت
رکوع کے اور نزدیک اعتدال کے رکوع سے اور وقت کھڑے ہونیکے تیسری رکعت
کے لئے احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہین چار سو اخبار و آثار سے اوٹھانا ہاتھون کا ان جگہون
مین ثابت ہے گو نماز بے اسکے جائز کیون نہو دوسرے یہ کہ دونون ہاتھہ وقت قیام کے
سینہ پر یا ناف پر یا درمیان ان دونون کے قسم کرے اس انضمام کو اٹھارہ صحابی نے
روایت کیا ہے خلاف اسکے حضرت سے نہین آیا خود امام مالک سے موطا مین روایت وضع
یدین علی الاخری کے آئی ہے اگرچہ مالکیہ ارسال کرتے ہین اونکو اس مسئلہ مین مغالطہ ہو گیا ہے
امام صاحب کا ہاتھہ زد وکوب خلیفہ وقت سے ٹوٹ گیا تھا اسلئے وہ ارسال مین معذور
تھے غیر اونکا ہرگز معذور نہین ہو سکتا ہے تیسرے یہ کہ بعد تکبیر تحریمہ کے دعای توجہ
پڑھے یہ دعا احادیث مین بالفاظ مختلفہ آئی ہے اور ہر صیغہ کافی ہے لیکن روایت ابوہریرہ
کی صحیحین مین جسکو متواتر کہا ہے یہ ہے اللھم باعد بینی وبین خطایای کما باعدت
بین المشرق والمغرب اللہم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس
اللھم اغسلنی من خطایای بالماء والثلج والبرد واخرجہ ابوداؤد والنسائی
وابن ماجۃ ایضًا تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے ھذا الحدیث اصح الاحادیث الواردۃ فی التوجہ
وینبغی العدول الی الاصح وان کان غیرہ من الصحیح مجزیا انتہی دوسرا صیغہ یہ ہے
وجہت وجہی للذی الخ اسکو مسلم نے علی مرتضیٰ رض سے رفعًا روایت کیا ہے تیسرا صیغہ
یہ ہے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ
غیرک یہ حدیث عائشہ مین آیا ہے حنفیہ نے اسکو اختیار کیا ہے مگر یہ موقوف ہے
نہ مرفوع اور شافعیہ نے وجہت وجہی کو اور اہل حدیث نے اللھم باعد کو بھی اولی و

افضل تر ہے بغوی نے کہا ہے کہ یہ اختلاف جو درمیان افتتاح واذکار رکوع وسجود وبعد
تشہد مین درمیان ائمہ کے ہے یہ اختلاف مباح ہے ہر ایک سبب وہ ذکر جو نزدیک اوسکے
ثابت ہوا ذکر کیا مگر ایک دوسرے پر انکار نہین کرتا ہے انتہی یہ توجہ بلا فصل بعد تکبیر کے
ہوتی ہے چوتھی سنت یہ ہے کہ بعد توجہ کے تعوذ کرے کیونکہ احادیث صحیحہ سے بعد
استفتاح اور قبل قرارت کے پڑھنا اوسکا ثابت ہوا ہے حدیث ابو سعید خدری مین آیا
کہ حضرت اسطرح پر کہتے تھے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم و
من همزه ونفخه ونفثه اخرجه احمد واهل السنن قرآن مین آیا ہے فاذا قرأت
القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم یعنے اعوذ کے بھی کئی طرح آئے
ہین اور سب کافی شافی ہین لکن یہ اصح ہے اسکے بعد بسم اللہ پڑھے اسلئے کہ یہ ایک
آیت ہے سورۂ فاتحہ سے بلکہ ہر سورت قرآن سے موافق قول قوی راجح کے اور جہر
واسرار بسملہ کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے لکن بہتر ہے کہ نماز جہری مین جہر اور نماز سری
مین سر کرے گو ترک بسملہ جہر سے بھی نماز ہوجاتی ہے لکن فعل افضل کو جسمین کچھ زیادہ مشقت
بھی نہین ہے ترک کرنا دلیل ہوتا ہے تہاون وعدم رغبت کلی پر اور بعض نے یون
کہا ہے کہ ترک جہر تسمیہ اولی تر ہے جہر سے اسلئے کہ روایات ترک جہر کی اکثر واصح تر
ہین روایات جہر سے واللہ اعلم پانچوین یہ کہ بعد فاتحہ کے آمین کہے اس باب مین قریب
سترہ حدیثون کے آئی ہین بلکہ مفید ہین وجوب تامین کو مقتدی پر جبکہ امام آمین کہے
جمہور اہل علم نے اوسکو مشروع کہا ہے حدیث عائشہ مین آیا ہے بڑا حسد یہود کو تمہاری
آمین کہنے کا ہے ابن القیم نے جہر بآمین کو راجح کہا ہے اور تنویر العینین مین فرمایا ہے
کہ تحقیق یہ ہے کہ جہر بآمین اولی تر ہے خفض سے اسلئے کہ روایت جہر اکثر واصح تر ہے
خفض سے انتہی حدیث وائل بن حجر مین تین بار کہنا آمین کا اور رب اغفر لی آمین کہنا اور
مد صوت ورفع صوت کرنا باسناد صحیح وحسن آیا ہے رواه احمد واهل السنن والطبرانی

دلیہقی وغیرہ حصر چپکے یہ کہ سوا فاتحہ کے کچہہ اور قرآن بہی ہمراہ پڑہے یہ بات احادیث صحیحہ سے بخوبی ثابت ہے بلکہ نام سورتون کے آئے ہین کہ حضرت نے نماز صبح مین فلان سورہ اور ظہر مین فلان اور عصر مین فلان اور مغرب مین فلان اور عشا مین فلان فلان پڑہے تہے لہذا افضل یہی ہے کہ اوسی طریقہ پر سالک ہو گو ہر سورت اور ہر سہ آیت کتاب اللہ کی واسطے قرارت کے کفایت کرتی ہے حدیث قتادہ مین آیا ہے کہ حضرت دو رکعت اول ظہر مین دو سورت پڑہتے اور دو رکعت اخیر مین فقط فاتحہ پڑہتے سو قرارت سورت کی کچہہ واجب نہین ہے بلکہ واجب قرارت قرآن بغیر تقیید کے ہمراہ فاتحہ کے ہے بلکہ مجرد ایک آیت بہی کفایت کرسکتی ہے ظہر وعصر مین چپکے پڑہتا ہے اور فجر ومغرب وعشا مین جہر کرے فجر مین ساٹھہ آیت سے سو آیت تک اور عشا مین سبح اسم ربک الاعلی او والليل اذا يغشى اور مثل انکے قرارت کرے اور ظہر فجر پر اور عصر عشا پر محمول ہے اور بعض روایات مین حمل ظہر کا عشا پر اور عصر کا مغرب پر آیا ہے اور بعض مین ذکر قصار مفصل کا مغرب مین مروی ہے ساتوین یہ کہ تشہد اوسط کرے اسکے لئے کوئی الفاظ خاصہ نہین آئے ہین وہی تشہد اخیر اسجگہ بہی پڑہتا ہے اتنی بات ہے کہ اس تشہد مین جلدی وشتابی کرے حدیث ابن مسعود مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اذا قعدتم فی کل رکعتین فقولوا التحيات الخ رواہ احمد والنسائی سو یہ کچہہ نافی زیادت درود کو نہین ہے حدیث کعب بن عجرہ مین شرعیت درود کی تشہد مین مقترن لسلام آئی ہے رواہ الشیخان یہ تشہد اوسط اور اسمین بیٹہنا اسلئے واجب نہین ہے کہ حضرت نے اسکو سہوا ترک کردیا تہا جب صحابہ نے تسبیح کی تو آپنے اعادہ نہ کیا بلکہ سیدہے کہڑے ہوگئے اور سہو کے لئے سجدہ کیا اگر واجب ہوتا تو وقت آگاہ کرنیکے عود کرتے آٹھوین یہ کہ ہر رکن کے ذکر کو جو جس جگہہ کے لئے آیا ہے بجالائے جیسے تکبیرات رفع وخفض وقیام

دو تیسرے رکوع میں سبحان ربی العظیم کہے تین بار اور سجدے میں سبحان
ربی الاعلی تین بار یہ ادنی درجہ ہے رواہ ابو داؤد والترمذی
عن ابن مسعود مرفوعاً عائشہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت رکوع وسجود میں سبحانک
اللهم ربنا ولک الحمد اللهم اغفر لی بہت کہا کرتے تھے رواہ الشیخان
واہل السنن دوسری روایت عائشہ کی یہ ہے سبحانک ربی وبحمدک اللهم
اغفر لی رواہ مسلم عقبہ بن عامر کا لفظ مرفوعاً یوں ہے کہ حضرت رکوع وسجود میں
سبوح قدوس رب الملائکة والروح بہت کہا کرتے تھے رواہ احمد و
ابو داؤد والنسائی اسکے سوا ایک ذکر رکوع کا یہ ہے اللهم لک رکعت وبک
آمنت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری ومخی وعظامی وعصبی رواہ
مسلم من حدیث علی بن ابی طالب اور سجدہ میں یوں کہتے تھے اللهم
لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت سجد وجهی للذی خلقه وصوره
وشق سمعه وبصره تبارک الله احسن الخالقین اخرجه ابو داؤد والنسائی
اور کہنا سمع الله لمن حمده اللهم ربنا ولک الحمد کا وقت سر اوٹھانے
کے رکوع سے یہ ذکر امام ومقتدی ومنفرد سب کو چاہیے یہی قول اولی واقوی ہے
بدلالت احادیث ابن عباس نے کہا ہے حضرت جب اپنا سر رکوع سے اوٹھاتے کہتے
اللهم لک الحمد ملاء السموات وملاء الارض وملاء ما بینهما وملاء ما شئت
من شیء بعد اهل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع
لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد رواہ مسلم
دوسری روایت مسلم میں حدیث ابو ہریرہ سے آیا ہے کہ حضرت سجدہ میں یوں کہتے
اللهم اغفر لی ذنبی کله دقه وجله واوله وآخره وعلانیته وسره رواہ ابو داؤد
ایضاً اور ذکر درمیان دو سجدوں کے سو حدیث ابن عباس میں آیا ہے کہ حضرت درمیان

دونوں سجدوں کے بیچ یوں کہتے تھے اللهم اغفر لی وارحمنی واجبرنی واهدنی وارزقنی رواه اهل السنن وصححه الحاکم تو بیچ یہ کہ نماز میں بہت سی دعا کرے حدیث ابن مسعود میں فرمایا ہے ثم لیتخیر من الدعاء اعجبه فیدعو رواه البخاری اسمیں نمازی کو اختیار دیا ہے کہ جونسی دعا چاہے خواہ کلام نبوت اور خواہ اپنے کلام سے وہ دعا کرے اور مطالب دنیا و آخرت کے مانگے پھر طول کرے یا قصر کچھہ حرج نہیں بہتر یہ ہے کہ ادعیہ قبل سلام رواتب کے بجالاوے کیونکہ بعض اذکار میں اسپر دلالت ہے جیسے من قال قبل ان ینصرف ویثنی رجله یا جیسے قول راوی کا کان اذا سلم من صلوته یقول الخ اور بعض میں صریح اسپر دلیل موجود ہے جیسے دبر کل صلوة بالجملہ سارے ادعیہ بمنزلہ احرف قرآن شریف کے ہیں جونسی دعا کوئی پڑھیگا انشاء الله تعالی ثواب موعود پالیگا

## فصل

جن چیزوں سے نماز باطل ہو جاتی ہے ایک ان میں سے بات کرنا ہے اندر نماز کے دوسرے مشغول ہونا ہے ایسے کام میں جو جنس نماز سے نہیں ہے جیسے کپڑا سینا یا تجارت کرنا یا بہت سا چلنا یا دیر تک التفات کرنا تیسرے ترک کرنا شرط کا جیسے وضو چوتھے ترک کرنا کسی رکن کا عمداً اور جو چیز شرط یا رکن نماز نہیں ہے اوسکے ترک کرنیسے نماز باطل نہیں ہوتی ہے شرط کسی شئے کی وہ ہے جو کہ دلیل سے ثابت ہوئی ہو اور دلالت کرے انتفاء مشروط پر وقت انتفاء شرط کے مثلاً شارع یوں کہے من لم یفعل کذا فلا صلوة له یا شارع نے تصریح کی ہو کہ ایسی نماز صحیح نہیں ہے یا مقبول نہیں ہے یا نمازی کو کسی مشروط کے بجالانیسے بدون اوسکے شرط کے منع کیا ہو کیونکہ نہی مقتضی فساد ہے اور فساد مرادف ہے بطلان کا اور یہی حق ہے رہا وجوب

کسی شئ کا سورۂ مزمل میں طلب شارع سے ثابت ہوتا ہے مجرد طلب سے یہ لازم نہیں آتا
کہ شئے مطلوب واجب ہو جیسے زیادہ کہا اور یہی ہے اس قاعدہ کو سمجھ لینا چاہیے تاکہ خبط
و غلطات سے سلامتی حاصل رہے جب یہ بات جان لی تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ نماز
پنجگانہ اوس شخص پر واجب ہوتی ہے جو کہ مکلف ہے اور جو شخص اشارہ بھی نہیں کر سکتا
ہے اوسکے ذمہ سے نماز ساقط ہے اسی طرح بیہوش سے یہانتک کہ وقت نماز کا جاتا
رہے اور بیمار کو درست ہے کہ کھڑے ہو کر پھر بیٹھ کر پھر لیٹ کر نماز پڑھے یہ بات قرآن
وحدیث دونوں سے ثابت ہوتی ہے

## فصل

سنن رواتب کا جو ہمراہ نماز پنجگانہ کے پڑھے جاتے ہیں یہہ بیان ہے کہ قبل و بعد
ظہر کے چار چار رکعت اور قبل عصر کے چار رکعت پڑھے خواہ دو دو خواہ ایک ہی سلام سے
حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے رحم الله امرءً صلی قبل العصر اربعا رواه ابوداود
واحمد وحسنه الترمذی وصححه ابن حبان وابن خزیمة اس دعا نبوی کا
مصداق بننا بڑی بختاوری ہے اور بعد مغرب کے دو رکعت اور بعد عشا کے دو رکعت
اور قبل فجر کے دو رکعت ہیں یہ مقدار احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور راجح وقوی ہے
حدیث ام حبیبہ میں فرمایا ہے من صلی فی یوم ثنتی عشرة رکعة تطوعا بنی الله له
بیتا فی الجنة رواه مسلم وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجة وفی روایة
اخری من ثابر علی ثنتی عشرة رکعة من السنة بنی الله له بیتا فی الجنة اہل علم
نے کہا ہے لا ینبغی ان یترک النوافل فانها جوابر للفرائض والفرض راس المال والنوافل
بمنزلة الارباح احادیث بیانمیں ان سنن کے آیندہ مذکور ہونگے انکے سوا نماز ضحی اور نماز تہجد ہے اکثر تہجد
تیرہ رکعت ہے انمیں ایک رکعت وتر بھی داخل ہے وتر پانچ اور سات رکعت متصل بھی آیا ہے

تہجد کو دو دو رکعت اور چار چار رکعت کرکے پڑہنا درست ہے اور نو رکعت وتر
بہی آیا ہے وتر اوکد سنن ہے اور روایت تین رکعت وتر کی ضعیف ہے معہذا تین
رکعات متصلا آئی ہین پہلی رکعت مین سبح اسم اور دوسری رکعت مین کافرون
اور تیسری رکعت مین سورۂ اخلاص و معوذتین پڑہنا آیا ہے پہر نماز تحیۃ المسجد
ہے کہ پہلے اوسکو مسجد مین جاکر پڑہ لے تب بیٹھے یہ نماز دو رکعت ہے جو اوقات کراہت
نماز کے ہین اونمین اندر مسجد کے نجالے اس نماز کو اہل ظاہر واجب بتاتے ہین یہی قول
قوی ہے پہر نماز استخارہ ہے اسکی تعلیم کا حضرت کو ایسا اہتمام تہا کہ جسطرح کسیکو کوئی
سورت قرآن پاک کی سکہاتے تہے اوسیطرح اس نماز کی تعلیم بہی فرماتے تہے یہ دو رکعت
نماز ہے بخاری مین یہ نماز مع دعاء استخارہ مروی ہے لفظ حدیث کا یہ ہے اذا ھم
احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل یعنی جب تم مین کوئی شخص
کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز سوای فرض کے پڑہے پہر یون کہے اللھم
انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسالک من فضلک
العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم
ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او
قال عاجل امری وآجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت
تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او قال عاجل
امری وآجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم
ارضنی بہ پہر اپنے کام کا نام لے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ نے حجۃ بالغہ مین
لکہا ہے وعندی ان الاکثار الاستخارۃ فی الامور تریاق مجرب لتحصیل
شبہ الملائکۃ انتہی احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایکبار اس عمل کا کرنا کفایت
کرتا ہے لیکن اکثر اہل علم تین دن تک برابر ایک وقت مقرر پر واسطے ایک کام کے

کیا کرتے ہین پس شاید اسلئے ہوگا کہ آداب دعا مین سے ایک یہ ہے کہ ہر دعا کو تین بار کہے
تو من ایک ہی بار پہر دو رکعت نماز کے تین بار پڑہنا بہی باریں دعا کا ہو سکتا ہے فوائد اس
دعا کے اور ترکیب اوسکی شیخ نے کتاب الداء والدواء اور کتاب فصل الخطاب
فی فصل الکتاب مین لکہی ہے واللہ اعلم پہر دو رکعت نماز درمیان اذان واقامت کے آئی
ہے یہ نماز حدیث صحیح مین وارد ہے لیکن تعداد تین بار کہے یہ فرمایا تہا لمن شاء ۔

## فصل

نماز جماعت موکد ترین سنن ہے جماعت بلا خلاف دو آدمیون سے منعقد ہو جاتی ہے اسلئے
کہ اقل جمع دو ہوتے ہین پہر جسقدر جمعیت زیادہ ہوگی اوتناہی ثواب بہی زیادہ ہوگا
اور نماز پیچہے مفضول کے درست ہے آنحضرت نے پیچہے ابو بکر صدیق وغیرہ صحابہ کے نماز پڑہی ہے
بلکہ پیچہے ہر مصلی کے جو اچہی طرح ہر ارکان واذکار کو ادا کرے گو مجتنب معاصی سے اور
متورع نہو کیونکہ شارع نے اعتبار حسن قرات وعلم وسن کا کیا ہے نہ ورع وعدالت کا لیکن متقی
امام کا منجملہ خیار کے ہونا اولی تر ہے مرد امامت عورت کی کر سکتا ہے نہ عورت امامت مرد
کی اور فرض گزار پیچہے نفل گزار کے وبالعکس نماز پڑہ سکتا ہے مقتدی کو متابعت امام
کی اوس کام مین واجب ہے جو کہ مبطل نماز نہو اور جس امام سے قوم ناخوش ہو یہ اون کا
امام نہ بنے اور امامت کے وقت بہت ہلکی نماز پڑہے سلطان اور رب المنزل کو مقدم کرے
پہر اقرا پہر اعلم پہر اسن کو امام کی نماز مین اگر کچہہ خلل پڑیگا تو اوسکا وبال امام پر ہوگا مومنین
کی نماز ہو جائیگی بدلیل حدیث ابو ہریرہ جو بخاری وغیرہ مین آئی ہے یصلون لکم فان اصابوا
فلکم ولهم وان اخطاؤا فلکم وعلیهم سارے مقتدی پیچہے امام کے کہڑے ہون اور اگر
ایک ہی شخص ہو تو داہنی طرف کہڑا ہو عورت اگر عورتونکی امامت کرے تو وسط صف مین
کہڑی ہو عائشہ نے اسیطرح کیا تہا پہر پہلی صف مردون کی ہو پہر بچون کی پہر عورتونکی

مستحق صف اول کے عقلمند ہوشیار لوگ ہوتے ہین جماعت پر واجب ہے کہ صفوف کو برابر
کرے درار کو بند کرے صف اول کو پہلے پورا کرلے پہر دوسری تیسری صف کو پہر اسیطرح
آخر تک **قف** سہو کے دو سجدے ہوتے ہین پہلے سلام کے یا پیچہے اوسکے مگر بہتر
یہ ہے کہ جس جگہہ حضرت نے پہلے سلام کے سجدۂ سہو کیا ہے وہان پہلے اور جس جگہہ
پیچہے کیا ہے وہان پیچہے کرے اور ماعدا مین مختار ہے یہ سب سنت ہے داود ظاہری نے
کہا ہے حضرت سے پانچ بار سہو ہوا ہے او نہین جگہو نمین سجدۂ سہو کرے اور جگہہ ضرور
نہین ہے حضرت کو اگرچہ نماز مین کبہی شک نہین ہوا لکن یہ فرمایا ہے کہ جسکو شک ہو وہ
یقین پر بنا کرے اور شک کا اعتبار نہ کرے اور سلام سے پہلے سجدۂ سہو کرے اس سجدہ
کے لئے تکبیر وتشہد وتحلیل درکار ہے یہ ہر سہ امر احادیث صحیحہ سے ثابت ہین سجدۂ سہو
ترک سنت پر مشروع ہے اور زیادت پر اگرچہ ایک ہی رکعت ہو اور شک پر عدد مین یہ تین
امر ہین جنمین سجدۂ سہو کیا جاتا ہے سو جب امام یہ سجدہ کرے تو موتم بہی اوسکا تابع ہوجاے
**قف** قضاء فوائت کی یہ صورت ہے کہ اگر عمداً نماز کو ترک کیا ہے نہ کسی عذر سے تو اللہ کا
فرض لائق تر ہے ساتہہ ادا کرنیکے جمہور اسکو واجب کہتے ہین اور ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ
وہ عاصی ہوا اوسپر قضا واجب نہین ہے یہی مذہب ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بہی جمہور کے
پاس کوئی دلیل اس دعوی پر نہین ہے مگر حدیث خثعمیہ جسمین یون فرمایا ہے فدین اللہ
احق ان یقضی یہ حدیث دربارۂ صوم آئی ہے نہ دربارۂ صلوۃ ہان بنظر عموم شامل نماز
بہی ہو سکتی ہے اور جنکے نزدیک دلیل جدید چاہیے وہ قائل وجوب قضا کے نہین ہین
اور اگر کوئی نماز بسبب کسی عذر کے ترک ہو گئی ہے تو اوسکو وقت زوال عذر کے پڑہ لے وہ ادا
ٹہیریگی نہ قضا کیونکہ حدیث مین آیا ہے من نام عن صلوۃ او سہی عنہا فوقتہا حین
یذکرہا لکن اسمین علماء کا خلاف ہے حق یہی ہے کہ وہ وقت ادا ہے نہ وقت قضا
ہان اوس وقت مین پہر دیر نکرے ورنہ تارک عمد ٹہیریگا مگر نماز عید کہ اوسکو دوسرے دن

پہنچے خدا اوسی دن اسکی صراحت حدیث مین آچکی ہے **فصل** نماز جمعہ مثل نماز
پنجگانہ کے ہر مکلف پر فرض عین ہے اور کتاب و سنت دونون سے ثابت ہے
مگر زن و بندہ و مسافر و بیمار پر واجب نہین ہے معہذا اگر پڑھین تو اونکی خوشی ہے کوئی
مانع نہین ہے یہ نماز مثل سائر صلوات کے ہے سوا مشروعیت دو خطبون کے جو پہلے
اوس سے پڑھے جاتے ہین کسی بات مین مخالف اونکی نہین ہے دونون خطبون کے
بیچ مین بیٹھنا سنت ہے خطبہ منجملہ شعائر دین کے ہے اور جب سے مشروع ہوا ہے تب سے
ابتک ہر ملک عرب و عجم مین زبان عربی مین پڑھا گیا ہے نہ کسی اور زبان مین اسلیے عربی
ہی پہ اقتصار کرنا مستحب ہے جماعت جمعہ دو آدمیون سے بھی ہوسکتی ہے اور چند مسائل
مین اندر شہر کے منعقد ہو جاتی ہے جو شروط فقہاء نے واسطے اس نماز کے لکھے ہین
وہ سب خالی یا بے دلیل ہین جیسے وجود چہل نفر یا مصر جامع یا سلطان یا نائب بادشاہ
یا حکام ان اقوال پہ کوئی نشان علم کا نہین ہے نہ انکا کچھ نشان سنت و قران مین ملتا
یہ اقوال محض رائی محض ہین وقت اس نماز کا وہی وقت نماز ظہر کا ہے اسلیے کہ یہ اوسکے بدل
مین ہے ہان امام احمد نے قبل زوال شمس کے بھی جائز رکھی ہے یہی حق ہے اور قول
اول مذہب جمہور کا ہے جو شخص حاضر نماز جمعہ ہو اوسپر ضرور ہے کہ لوگونکی گردنون کو پامال
نکرے وقت خطبتین کے خاموش رہے اور صبح سے نہا دہو کر مسجد جامع مین جائے
یہ تبکیر مندوب ہے اسی طرح تجمل کرنا خوشبو لگانا امام کے قریب جا کر بیٹھنا مستحب ہے جسنے
ایک رکعت نماز پائی اوسنے جمعہ پالیا اور دن عید کے یہ نماز رخصت ہے چاہے پڑھے یا
نہ پڑھے **فصل** نماز عیدین واجب ہے اگرچہ اسمین اختلاف کیا ہے یہ نماز دو رکعت
ہوتی ہے پہلی رکعت مین سات تکبیرات قبل قرات کے اور دوسری رکعت مین پانچ پہلے
قرات کے ہین اس تعداد مین جو حدیث ابی داؤد باسناد صالح آئی ہے بخاری نے
اوسکی تصحیح فرمائی ہے نووی نے کہا ہے یہ حدیث معتضد بشواہد ہے اس مسئلہ مین

دس مذہب مین یہی سب مین ارجح ہے حجۃ اللہ بالغہ مین کہا ہے عمل حرمین راجح تہا ہے۱
خطبہ اس نماز کے بعد ہوتا ہے تجمل کرنا عید مین اور شہر سے باہر نکلکر پڑہنا اور آنے
جانے کا راستہ بدلنا اور فطر مین پہلے اور اضحی مین پیچہے کچہہ کہانا مستحب ہے جب
آفتاب ایک نیزہ پر آئے اوسوقت سے زوال تک وقت اس نماز کا رہتا ہے عید فطر مین تاخیر
عید قربان مین تعجیل کرنا مستحب ہے اس نماز مین نہ اذان ہے نہ اقامت یہی بات
حدیث سے ثابت ہوئی ہے **فصل** نماز خوف کو حضرت نے صفات مختلفہ پر پڑہا ہے
سولہ یا سترہ یا اٹہارہ طرح پر وہ ساری صفات کافی شافی ہین اور جب ڈر زیادہ ہو
اور جنگ ہو رہی ہو تو پیادہ سوار طرف غیر قبلہ کے نماز پڑہ سکتا ہے گو اشارہ ہی سے ہو
**فصل** نماز سفر مین قصر واجب ہے جب اپنے شہر سے بقصد سفر باہر نکلے گو ایک چوکی سے
کم فاصلہ پر جائے تو دو رکعت بجای چار رکعت کے پڑہے مقدار مسافت سفر کی
تعیین سنت صحیحہ مین نہین آئی ہے لغت و شرع مین جسکو سفر کہین وہی اوسکی مسافت
ہے اور جس شہر مین بطور تردد مقیم رہے تو وہان بیس[20] دن تک قصر کرے اور اگر
چار دن ٹہیرنے کا ارادہ کر لیا ہے تو پہر پوری نماز پڑہے قصر نکرے سفر مین جمع کرنا دو نماز
کا تقدیماً و تاخیراً ساتہہ اذان و اقامت کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اگرچہ بعض فقہاء کا
مذہب نہین ہے کما سیاتی **فصل** نماز آیات سے مراد نماز کسوفین ہے اصح صفت یہ ہے
کہ یہ نماز دو رکعت ہوتی ہے ہر رکعت مین دو رکوع ہین اور تین اور چار اور پانچ بہی
آئے ہین یہ نماز سنت ہے اسلیے کہ دلیل وجوب پر نہین آئی ہے مجرد فعل سنت سے زیادہ
افادہ نہین کرتا ہر دو رکوع کے بیچ مین قراءت کرے اور ہر رکعت مین ایک رکوع بہی
آیا ہے اسمین دعا و تکبیر و تصدق و استغفار کرنا مستحب ہے نماز اتنی لمبی پڑہے کہ
مہر و ماہ گہن سے نکل جائین **فصل** نماز استسقاء وقت خشک سالی کے مسنون ہے
یہ نماز دو رکعت ہوتی ہے اسکے بعد خطبہ ہے جسمین ذکر اور ترغیب طاعت کی اور زجر معصیت

ست ہونا چاہئے امام مع اپنے ہمراہیون کے بہت سی دعا واستغفار کرے اور سب لوگ
مع امام اپنی چادرون کو پہیرین

## فصل بیان مین نماز جنازہ و احکام میت وغیرہ کے

بیمار کی عیادت کرنا محتضر کو تلقین شہادت کی کرنا اوسکا منہہ طرف قبلہ کے پہیرنا بعد موت
کے آنکہین بند کرنا اوسپر سورہ یٰسین پڑہنا تجہیز مین شتابی کرنا مگر بسبب تجویز حیات کے پہر
اوسکا ایک کپڑے مین لپیٹنا اوسکا قرض ادا کرنا سنت ہے اور بوسہ لینا مردہ کا جائز ہے
حضرت نے عثمان بن مظعون کا اور ابوبکر صدیق نے حضرت کا بوسہ بعد انتقال کے لیا تہا
مریض کو اپنے رب کے ساتہہ گمان نیک رکہنا اور ہر قرض و امانت وغصب وغیرہ سے
متخلص ہونا واجب ہے زندون پر نہلانا مردون کا واجب ہے قریب اولیٰ تر ہے ساتہہ
قریب کے جبکہ اوسکی جنس کا ہو ورنہ شخص امین متورع غاسل بنے شوہر زوجہ کو اور زوجہ
شوہر کو غسل دے جمہور اسیکے قائل ہین یہ غسل تین یا پانچ بار یا زیادہ آب و گنار سے
چاہیئے پہر آخر مین کافور ہو غسل مین میامن کو مقدم کرے شہید کو بلا غسل اوسی کے
کپڑون مین دفن کردے حضرت نے شہداء احد وغیرہم کو بلا غسل دفن کرا دیا تہا بقیہ شہدا
کو غسل دینا چاہیئے اوس قدر کفن جو مردہ کا ساتر ہو گو اور کچہہ نرکہتا ہو واجب ہے
اور صورت مقدرت مین زیادہ کرنا کفن کا بدون گرانی قیمت کے لاباس بہ ہے
شہید اپنے ہی کپڑون مین دفن کیا جاتا ہے جنمین مارا گیا ہے بدن و کفن میت کا تطییب
کرنا مندوب ہے اور نماز جنازہ پڑہنا اوسپر واجب امام برابر سر مرد اور وسط زن کے
کہڑا ہو کر چار یا پانچ تکبیرین کہے حدیث صحیح سے دونون عدد ثابت ہین بعد تکبیر اول
کے فاتحہ و سورہ پڑہے اسکا ذکر بخاری و سنن مین آیا ہے باقی تکبیرات کے بیچ
مین ادعیۂ ماثورہ قرارت کرے اور خائن اور قاتل النفس اور کافر و شہید پر نماز نہ پڑہے

قبر پر اور غائب پر نماز پڑہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جنازہ کو جلد لیچلے ہمراہ جنازہ کے چلنا اور اوسکا اوٹھانا سنت ہے آگے اور پیچھے چلنے والا جنازہ کے برابر ہے سوار ہو کر جانا مکروہ ہے اور نعی ونیاحت وشق گریبان ودعا ویل وشور کرنا اور لیجانا آگ کا ہمراہ مردہ کے حرام ہے جو ساتھہ جالے وہ نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ زمین پر رکہا نجاوے اور جنازہ کو دیکہہ کر کہڑا ہو جانا منسوخ ہے **فصل** مردہ کو ایک گڑھے مین دفن کرے جو کہ اوسکو درندون سے روکے ضرح لا باس بہ ہے اور لحد افضل ہے مردہ کو پائین قبر سے داخل گور کرین سنت اسی طرح پر ہے اور دہنی کروٹ پر رو بقبلہ لٹادین حاضرین کے لئے مستحب ہے کہ تین تین لپ خاک کے اوسپر ڈالین اور ایک بالشت سے زیادہ قبر کو اونچا نکرین بلکہ برابر زمین کے رکہین تو اوربہی موافق سنت صحیحہ کے ہے زیارت مردون کی کرنا مشروع ہے زائر رو بقبلہ کہڑا ہو سلام کرے اور قبر کو مسجد ٹہیرانا اور اوسکی آرائش کرنا اور اوسپر چراغ جلانا اور اوسپر بیٹھنا اور مُردون کو برا کہنا حرام ہے ہان تعزیت مشروع ہے اور اہل میت کو طعام بہیجنا درست ہے

## ترکیب نماز جنازہ کی

نووی رح نے ریاض الصالحین مین لکہا ہے کہ نماز جنازہ مین چار تکبیرین ہین بعد تکبیر اولی کے اعوذ پڑہے پہر فاتحہ یعنی مع سورہ پہر دوسری تکبیر کہے اور درود شریف پڑہے پہر تیسری تکبیر کہے اور دعا کرے واسطے میت کے وہ دعا یہ ہے اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه

وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار رواه مسلم عن عوف بن مالك تیسری تکبیر پرید دعا پڑھے اللهم اغفر لحینا ومیتنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا وشاهدنا وغائبنا اللهم من احییته منا فاحیه علی الاسلام ومن توفیته منا فتوفه علی الایمان پھر چوتھی تکبیر کہے اور دعا کریے احسن دعایہ ہے اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده واغفر لنا وله رواه الترمذی عن ابی هریرة ورواه ابوداؤد من حدیثه ومن ابی قتادة حاکم نے کہا یہ حدیث ابی ہریرہ کی صحیح ہے شرط شیخین پر ترمذی نے کہا بخاری نے کہا ہے اصح روایات هذا الحدیث روایة ابی ابراهیم الاشهلی واصح شیٔ فی الباب حدیث عوف بن مالک انتهی مختار یہ ہے کہ بعد تکبیر چہارم کے تطویل دعا کرے انتہی

## فصل بیان میں حفاظت سنت کے نوافل نماز پر

ام حبیبہ رملہ دختر ابی سفیان نے کہا ہے مینے حضرت کو سنا فرماتے تھے ما من عبد مسلم یصلی لله تعالی کل یوم ثنتی عشرة رکعة تطوعا غیر فریضة الا بنی الله له بیتا فی الجنة رواه مسلم والترمذی یعنی جو مسلمان ہر دن بارہ رکعت نماز نفل علاوہ نماز فرض کے پڑھیگا الله اوسکے لئے ایک گھر جنت مین بنائیگا مراد ان بارہ رکعت سے چار رکعت قبل ظہر کے اور دو بعد ظہر کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور دو قبل نماز صبح کے ہین ترمذی مین یون ہی آیا ہے اور ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین عوض دو رکعت بعد العشا کے دو رکعت قبل عصر کے زیادہ کی ہین یہ سنن رواتب ہین نماز پنجگانہ کے انهین ہر ایک سنت کے لئے فضیلت علحدہ بہی آئی ہے درباره دو رکعت قبل صبح کے حدیث عائشہ مین فرمایا ہے رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیها رواه مسلم دوسری روایت مین آیا ہے احب الی من الدنیا جمیعا یعنی یہ دو رکعتین سنت صبح کی ساری دنیا سے

بہتا اور محبوب تر ہین عائشہ کہتی ہین حضرت پہ نسبت ان دو رکعت فجر کے کسی نماز نفل کے زیادہ
ترخبر گیری نکرتے تھے رواہ الشیخان ابو ہریرہ کا لفظ مرفوعًا یہ ہے تم ترک نکرو دو رکعت
فجر کو اگرچہ تمکو سوار ہٹا ئین رواہ ابوداؤد حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے قل ھو اللہ احد
برابر ثلث قرآن کے ہے اور قل یا ایھا الکافرون برابر ربع قرآن کے حضرت ان دونون
سورتون کو دو رکعت سنت فجر مین پڑہتے تھے اور فرماتے تھے ان دونون رکعتون مین
رغب دہر ہے رواہ الطبرانی **وقف** حق مین سنت ظہر کے حدیث ام حبیبہ مین
ارشاد کیا ہے من یحافظ علی اربع رکعات قبل الظہر واربع بعدھا حرمہ اللہ
علی النار رواہ ابوداؤد والنسائی وفی روایۃ لہ لم تمس وجھہ النار ابدًا
یعنی جو کوئی ہمیشہ قبل و بعد ظہر کے چار چار رکعت پڑہیگا دوزخ اوسپر حرام ہوگی آگ
اوسکو نہ چھوئے گی ابو ایوب نے رفعًا کہا کہ ان چار مین جو قبل ظہر ہین سلام نہین ہے اسکے
لیئے دروازے آسمان کے کہولدیئے جاتے ہین رواہ ابوداؤد حدیث عبد الرحمن بن
حمید عن ابیہ عن جدہ مین فرمایا ہے صلوۃ الھجیر مثل صلوۃ اللیل رواہ الطبرانی
یعنی نماز ظہر کی برابر نماز شب یعنی تہجد کے ہے **وقف** حق مین سنت عصر کے حدیث
ابن عمر مین رفعًا آیا ہے رحم اللہ امرءً صلی قبل العصر اربعا رواہ ابوداؤد والترمذی
ام حبیبہ کا لفظ مرفوع یہ ہے من حافظ علی اربع رکعات قبل العصر بنی اللہ عزوجل
لہ بیتا فی الجنۃ رواہ ابو یعلی یعنی جو کوئی چار رکعت قبل عصر کے ہمیشہ پڑہتا ہے اللہ
اوسکے لیئے ایک گھر جنت مین بناتا ہے **وقف** دربارہ نماز مابین مغرب وعشا حدیث
ابو ہریرہ مین یون فرمایا ہے من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینھن
بسوء عدلن بعبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ یعنی چھ رکعت
بعد مغرب کے پڑہنا برابر بارہ سال کی عبادت کے ہے عائشہ کا لفظ رفعًا یہ ہے من صلی
بعد المغرب عشرین رکعۃ بنا اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رواہ ابن ماجۃ والطبرانی

یعنی بعد مغرب کے بیس رکعت پڑھنے پر ایک گھر جنت میں طیار کیا جاتا ہے **ق**
نماز بعد العشا کے باب میں حدیث عائشہ میں آیا ہے ما صلی العشاء قط فدخل بیتی
الا صلی اربع رکعات او ست رکعات رواہ ابوداؤد یعنی ہمیشہ بعد عشا کے گھر میں
آکر چار یا چھ رکعت نفل پڑھتے **ق** وتر کے حق میں حدیث خارجہ بن حذافہ میں
فرمایا ہے قد امرکم اللہ بصلوٰۃ ھی خیر لکم من حمر النعم وھی الوتر فجعلہا لکم
فی ما بین العشاء الآخرۃ الی طلوع الفجر رواہ ابوداؤد یعنی وتر کا وقت عشا سے لیکر
تا صبح باقی رہتا ہے **ف** نوافل نماز کی کئی قسم ہے ایک وہ جن پر مواظبت کیجاتی ہے
جیسے رواتب یہ سنن ہیں دوسرے وہ جنکی فضیلت میں کوئی حدیث آئی ہے بلا مواظبت کے
یہ مستحب ہیں ہر قسم کے درجات کا تفاوت مطابق ورود اخبار اور بحسب طول وقصر مواظبت
ہوتا ہے ولہذا کہا ہے کہ سنن الجماعۃ افضل وافضلہا صلوٰۃ العید ثم الکسوف ثم الخسوف
ثم الاستسقاء وافضل سنن الانفراد الوتر ثم رکعتا الفجر پھر نوافل دو طرح پر ہیں
ایک وہ جنکا تعلق سبب سے ہے جیسے نماز خوف دوسرے وہ جنکا تعلق وقت سے ہے پھر
یہ تین طرح پر ہیں یا تو ہر رات دن میں مکرر ہوتے ہیں یا ہر ہفتہ میں یا ہر سال میں تو یہ
سب چار قسم ٹھیرے پس جو ہر دن رات میں بار بار آتے ہیں وہ آٹھ ہیں ایک رواتب فرائض
یہ پانچ ہوئے چھٹے نماز ضحی ساتوین احیاء ما بین العشائین آٹھوین تہجد اول ۱ دو رکعت
فجر کا وقت طلوع فجر صادق مستطیر سے ہوتا ہے نہ صبح کاذب مستطیل سے انکا ادا کرنا قبل
فرض فجر کے مسنون ہے لکن اگر اقامت فرض ہوگئی تو پھر فرض ہی پڑھے بعد فرض کے
انکو ادا کرے اور مستحب یہ ہے کہ سنت صبح کو گھر میں پڑھے پھر مسجد میں آکر تحیۃ المسجد
ادا کرے اور کچھ نہ پڑھے مگر فرض پھر ما بین طلوع وصبح فکر وذکر میں مشغول رہنا محبوب تر ہے
۲ دو رکعت بعد ظہر کے پڑھنا سنت موکدہ ہے اور چار پہلے ظہر کے پڑھے یہ تاکید میں
دو رکعت مذکور سے کمتر ہیں انکا وقت زوال شمس سے شروع ہو جاتا ہے ۳ چار رکعات

قبل عصر کے ہین انکا وقت وہ ہے کہ سایہ ہر شئے کا برابر اوس شئے کے ہو ۴ دو رکعت بعد مغرب کے ہین انکا وقت اوس وقت ہے کہ زمین ہموار پر سورج آنکھون سے غائب ہو جاوے اگر پہاڑ مین چھپ گیا ہے تو پھر وقت اونکا آمد سیاہی ہے طرف مشرق کے ۵ چار رکعت ہین بعد عشا کے ۶ وتر ہے یا ایک رکعت سے گیارہ رکعت تک ہے اور تیرہ مین تردد ہے اور ایک حدیث مین سترہ رکعتین آئی ہین یہ رکعات جنکا نام ہمنے وتر رکھا ہے یہ نماز شب ہے جسکو تہجد کہتے ہین ۷ صلوٰۃ الضحی یہ آٹھ رکعتین ہین یا چار یا چھ یا دو یا بارہ یہی صحیح ہے اسکا وقت مابین ارتفاع آفتاب واستواء شمس کے ہوتا ہے ۸ احیاء ما بین العشائین یہ بیس رکعات ہین **دوسری قسم** جو ہر ہفتہ مین مکرر ہوتی ہے۔ اسکو غزالی نے احیاء مین ذکر کیا ہے جیسے چار رکعت دن شنبہ کے یا چار رکعت بعد سنت ظہر کے یا بیس رکعت شب جمعہ مین یا دو رکعت دن دوشنبہ کے یا بارہ رکعت یا چار رکعت شب دوشنبہ مین اسکو نماز حاجت کہتے ہین یا دس رکعت دن سہ شنبہ کے پہر بہر دن چڑھے یا بارہ رکعت دن چہار شنبہ کے یا چھ رکعت یا دو رکعت بین الظہرین دن پنجشنبہ کے یا دو رکعت تسبیحۃ الضحی یا چار یا آٹھ یا بارہ رکعت قبل نماز جمعہ کے یا دس رکعت بعد سنت عشا کے یا چار رکعت دن شنبہ کے یا بارہ رکعت شب شنبہ مین پھر ان سب نماز وںمین جو سورتین پڑھی جاتی ہین غزالی نے اونکو نام بنام ذکر کیا ہے لکن یہ نمازین کسی حدیث سے ثابت نہین ہین ولہذا زیادہ تفصیل اسجگہ نہین کی گئی احیاء الاحیاء مین کہا ہے هو مما لم يرد فی عينه خبر لكن يرغب فيه من حيث انه مناجاة الله تعالی انتہی مین کہتا ہون حدیث صحیح مین کثرت نوافل کو موجب اللہ کے تقرب کا فرمایا ہے اسلئے یہ سب صلوات داخل ہین نیچے اوس کثرت کے بلکہ اگر اس سے بھی زیادہ پڑہے تو اور بھی زیادہ مرتبہ بڑہے ومن زاد زاد الله فی حسناته لکن بلا خصوصیات مذکورہ کے **تیسری قسم** وہ ہے جو ہر سال مین آتی ہے۔ وہ چار نمازین ہین ایک نماز عیدین

دوسرے نماز تراویح یہ بیس رکعتیں ہیں بہت سے چالیس پڑہنا بہی جائز ہے پہر بعض نے
کہا کہ جماعت سے پڑہنا اچہا ہے اور بعض نے کہا تنہا پڑہنا بہتر ہے حضرت اس
نماز کے لئے دو دیا تین ہی شب باہر آئے تہے پس پہر مسجد سے گہر مین پڑہنا انکو
افضل ہے تیسری نماز رجب یہ بارہ رکعتیں ہیں درمیان عشائین کے اول جمعہ ماہ رجب
مین اسکا صلوۃ الرغائب کہتے ہین یہ کسی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف سے ثابت نہین
بلکہ محققین نے اسکو بدعت کہا ہے شہرت سے بچنا دلیل قوت ایمان ہے چوتہی نماز
شعبان یہ سو رکعتیں ہین شب نصف ماہ مین اسکی بہی کچہہ اصل سنت مطہرہ سے ثابت
نہین ہے چوتہی قسم جو متعلق اسباب عارضہ ہے وہ ایک نماز خوف ہے دوسری نماز
کسوف تیسری استسقا چوتہی نماز جنازہ یہ سب مشہور ہین پانچوین تحیۃ المسجد یہ دو رکعتین
ہین سنت موکدہ یہ ساقط نہین ہوتین اگرچہ امام خطبہ جمعہ کا پڑہتا ہو اور ہر چند وقت کراہت
مین ہون احیاء الاحیاء مین کہا ہے ولو اشتغل بفرض او قضاء تادی بہ التحیۃ
وحصل الفضل اذ المقصود ان لا یخلو ابتداء دخولہ عن العبادۃ الخاصۃ
بالمسجد قیاما بحق المسجد ولہذا اکرہ دخول المسجد بغیر وضوء فان دخل لعبور
او جلوس فلیقل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اربع
مرار انتہی چہٹے دو رکعت بعد وضو کے ساتوین دو رکعت وقت آنے کے گہر مین اور
نکلنے کے گہر سے خصوصا وقت ارادہ و مراجعت سفر کے آٹہوین نماز استخارہ نوین
نماز حاجت دسوین صلوۃ التسبیح یہ چار رکعتیں ہین اسمین علماء کا اختلاف ہے یہ نماز
کسی طریق صحیح سے ثابت نہین ہے اگرچہ ایک جماعت فقہاء وغیرہم نے اسکا ذکر
کیا ہے اسکی حدیث کو محققین ضعیف بلکہ موضوع کہتے ہین احیاء الاحیاء مین کہا ہے
اعلم ان تحیۃ المسجد وما اوردناہا قبلہا لا تکرہ فی الاوقات المکروہۃ
وما اوردت بعدہا تکرہ انتہی مین کہتا ہون بہتر یہ ہے کہ اوقات مکروہہ مین دخل

مستحب ہو تاکہ جمع بین الادلہ حاصل آئے اور جو نماز بین سنت صحیحہ سے ثابت نہین ہین اونکا اپنی
طرف سے پڑہنا اور اونکے لئے تعداد رکعات کی اور تخصیص سور کی اور خصوصیت اذکار کی اور شمار
تکرار اذکار کا مقرر کرنا کچہہ ضرور نہین ہے سوا نماز پنجگانہ اور اون نمازون کے جو حضرت
نے خود پڑہی ہین جیسے تہجد وغیرہ یا جسکے پڑہنے کا حکم دیا ہے جیسے کسوف و استسقاء وغیرہا
اور جس کیفیت سے اونکو پڑہا ہے اگر اور نماز پڑہنا منظور ہو تو پہر مطلق نیت تطوع سے رات دن
یا ہفتہ وار یا ماہوار یا سال وار جسقدر رکعات پڑہنا ہو پڑہے کوئی مانع شرعی نہین ہے یہ نوافل
صلوات جو مذکور ہوئے اور اونپر کوئی نشان علم کا نہین ہے یہ نمازین اہل عبادت و سلوک نے واسطے
عمارت اوقات کے نکالی تہین لکن پہر اونہین وہ تخصیصات اور آداب مقرر کئے جس سے محققین
علماء کو یہ موقع ملا کہ وہ قائل اونکی ابتداع کے ہوئے بنا ء علی ہذا اقتصار کرنا صلوات ثابتہ صحیحہ
پر احوط و اولی ہے فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة بلکہ بعض سلف نے فرمایا ہے
کہ جس عمل حسن کو حضرت نے نہین کیا ہے وہ داخل غلو فی الدین ہے اللہ تعالی ایسے عمل
پر ہرگز اجر نہین دیتا ہے جسکو اوسکے پیغمبر نے نہین کیا ہے یا اوسکا حکم نہین فرمایا ہے حلاوت
ایمان و طلاوت احسان و کرامت اسلام اسی مین ہے کہ لا یزید علیہ ولا ینقص منہ
جسطرح کہ ایک اعرابی نے حضرت سے انہین ارکان خمسہ اسلام کو سنکر یہی مضمون عدم زیادت
و نقصان کا عرض کیا تہا اور اوسپر حضرت نے فرمایا تہا کہ یہ شخص بہشتی ہے واللہ اعلم بالفلاح
ف مسافر کو جمع کرنا دو نمازونکا سفر مین مسنون ہے حدیث انس مین آیا ہے کان
رسول اللہ صلعم یجمع بین الظہر والعصر و بین المغرب والعشاء فی السفر اخرجہ
احمد والبخاری و زاد عن ابن عمر عن ابیہ اذا جد بہ السیر و رواہ مسلم ایضاً
یہ جمع احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے لکن مذاہب اہل علم اسمین مختلف ہین شافعی و احمد و
اسحق موافق ظاہر حدیث کے ہین جمہور کا قول بہی یہی ہے ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین
و ائمہ کی اسی طرف گئی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وقت جد سیر کے جائز ہے اسامہ بن زید

اور ابن عمر اور قول مشہور امام مالک کا بھی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ وقت ارادہ قطع طریق کے جائز ہے مگر ابن العربی نے کہا کہ نفس سفر قطع طریق ہے چوتھا قول یہ ہے کہ جمع مکروہ ہے پانچواں قول یہ ہے کہ جمع تاخیر جائز ہے نہ جمع تقدیم ابن حزم نے اسی کو اختیار کیا ہے چھٹا قول یہ ہے کہ مطلقًا جائز نہیں ہے بسبب سفر کے بلکہ عرفہ و مزدلفہ میں جائز ہے یہی مذہب ہے حنفیہ کا ابن مسعود و سعد ابن ابی وقاص بھی اسی طرف گئے ہیں ذکرہ ابن رشد فی کتاب دلائل الاحکام لکن قول راجح و قوی وہی قول اول ہے جسکی طرف جمہور گئے ہیں

## فصل بیان میں حقیقت و روح نماز کے

یہانتک جو کچھ کہا گیا ہے وہ بیان تھا کالبد و صورت نماز کا اس صورت کے لئے ایک حقیقت ہے جو نماز کی روح ہے ہر عمل و ہر ذکر جو اندر نماز کے ہوتا ہے اوسکی ایک روح جداگانہ ہوتی ہے کہ اگر وہ روح نہو تو نماز مثل آدمی مردہ اور قالب بے جان کے ٹھیرتی ہے اور اگر اصل ہوئی لکن اعمال و آداب پورے نہو لئے تو وہ مثل اوس آدمی کے ہوتی ہے جسکی آنکھ نکال لی ہے ناک کان کاٹ ڈالے ہیں اور اگر اعمال ہو لئے اور حقیقت و روح نہوئی تو وہ مثل اوس آدمی کے ہے کہ وہ آنکھ تو رکھتا ہے لکن بینائی نہیں رکھتا ہے کان رکھتا ہے لکن شنوائی نہیں رکھتا ہے سو اصل روح نماز کی حاضر رکھنا دل کا ہے ساری نماز میں اول سے آخر تک کیونکہ مقصود نماز سے یہی ہے کہ دل ساتھ اللہ کے راست و درست رہے اور اللہ کی یاد کو بر سبیل ہیبت و تعظیم کے تازہ و تر کرے جسطرح فرمایا ہے واقم الصلوة لذکری یعنی میری یاد کرنیکے لئے نماز قائم رکھ ظاہر امر واسطے وجوب کے ہے اور غفلت ضد ذکر ہوتی ہے ولہذا فرمایا ہے ولا تکن من الغافلین یہ نہی ہے اور ظاہر نہی تحریم ہوتی ہے اور فرمایا حتی تعلموا ما تقولون

یہ شامل غافل بہی ہے احیاء الاحیاء مین کہا ہے والتحقیق فیہ ان المصلی مناجی
ربہ والکلام مع الغفلۃ لیس بمناجاۃ انتہی حضرت نے فرمایا ہے بہت سے لوگ ایسے
مین کہ نصیب اونکا نماز سے سواے رنج و تہکنے کے اور کچہہ نہین ہے یہ اسلیئے کہ وہ
لوگ کالبدسے تو نماز پڑہتے ہین مگر دل سے غافل ہین اور یہہ بہی فرمایا ہے کہ کسی کی
نماز مین ایک حصہ سے دس تک لکہتے ہین یعنی اوسقدر کہ جتنا دل نماز مین حاضر تہا
اور فرمایا ہے کہ تو نماز اس طرح پڑہ کہ گویا کسی کو تو وداع کرتا ہے یعنی اس نماز سے
آپ کو اور اپنے ہوای نفس کو رخصت کر دے بلکہ جو کچہہ سواحق کے ہے اوس سب
کو رستہ بتا کے اسی جگہہ سے عائشہ نے کہا ہے کہ حضرت سے باتین کرتے ہم
او نسے باتین کرتے جب وقت نماز کا آتا تو گویا ہرگز نہ وہ ہمکو پہچانتے اور نہ ہم
اونکو پہچانتے یعنی بسبب مشغولی کے عظمت خدا تعالی مین حضرت نے فرمایا ہے
جس نماز مین دل حاضر نہین ہوتا ہے اللہ اوس نماز کی طرف نہین دیکہتا حضرت جب نماز
مین کہڑے ہوتے آپکا دل مثل ہانڈی کے جوش مارتا علی مرتضی جب نماز کا ارادہ
کرتے کانپنے لگتے رنگ چہرہ کا بدل جاتا اور کہتے اوس امانت کے اداکرنیکا وقت
آیا جسکو ساتون آسمان وزمین پر عرض کیا تہا اور او نکو طاقت اوسکے برداشت کی
نہوئی سفیان ثوری نے کہا ہے جو شخص نماز مین خاشع نہوا اوسکی نماز نہ ہوئی حسن
بصری نے کہا ہے جس نماز مین دل حاضر نہین ہے وہ نماز عقوبت سے نزدیک تر
ہے معاذ بن جبل نے کہا جو کوئی نماز مین عمداً نگاہ کرے کہ داہنے بائین کون کہڑا ہے
اوسکی نماز نہین ہوتی ہے **ف** ابو حنیفہ و شافعی اور بہت سے علماء نے
اگرچہ یہ بات کہی ہے کہ نماز درست ہے جبکہ وقت تکبیر اول کے دل حاضر و فارغ
ہو لکن یہ فتوی اس ضرورت کی وجہ سے دیا ہے کہ خلق پر غفلت غالب ہے اور اس
درستی کے یہ معنی ہین کہ تلوار اوسکی گردن پر سے اوٹہا لیگی مگر زاد آخرت کے لیے

اوسوقت چاہیے کہ دل حاضر ہو یا نہ بوقت نماز پڑہنے کے دل اگر وقت تکبیر کے حاضر ہے تو امید ہے کہ ایسے شخص کا حال بہ نسبت اوس شخص کے جو بالکل حاضر نہیں ہوتا ہے بہتر ہوگا لیکن اس بات کی ڈر لگی ہوئی ہے کہ کہین اوسکا حال بدتر نہ ہوا سلیے کہ جو کوئی تہاون کے ساتھہ واسطے خدمت بجالانے کے حاضر ہوتا ہے شاید کہ تشدید اوسپر زیادہ کیجاتی ہے بہ نسبت اوس شخص کے جو کہ اصلا حاضر نہین ہوتا ہے اسی وجہ سے حسن بصری نے یہ بات کہی ہے کہ ایسی نماز عقوبت سے نزدیک تر ہے بلکہ جسکی نماز فحشا و منکر سے نہ روکے اور باز نرکہے اوسکو نماز سے کچہہ فائدہ نہین ہوتا مگر اسی قدر کہ وہ اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے فحشا سے مراد ہر بیحیائی کا کام ہے اور منکر سے مراد ہر امر خلاف شرع ہے یہ دونون لفظ شامل ہین جملہ مہلکات ظاہر و باطن کو اللہ نے فرمایا ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر سو جسکی نماز اس صفت پر نہین ہے اوسکی نماز دراصل نماز ہی نہین ہے وہ بمنزلہ بے نماز کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ پوری نماز مع جان و تن کے وہ نماز ہوتی ہے کہ جسمین دل حاضر اور خاطر فارغ ہو اور جو نماز ایسی ہے کہ اوسمین سوائے وقت تکبیر کے دل حاضر نہین ہوتا ہے کہ اوسمین سوائے ایک رمق کے اور کچہہ حصہ روح کا نہین ہے جیسے وہ شخص زندہ کہ اوسمین فقط ایک سانس باقی ہو دکہہ سیج قال فی احیاء الاحیاء والحاصل ان حضور القلب روح الصلوٰۃ وان اقل رمق الروح الحضور عند التکبیر انتہی اقول دل کے حاضر کرلینے کی علاج یہ ہے کہ غفلت دل کی نماز مین دو سبب سے ہوتی ہے ایک ظاہر ایک باطن سبب ظاہر یہ ہے کہ ایسی جگہہ نماز پڑہے کہ وہان کچہہ نظر آتا ہے یا سنائی دیتا ہے جسمین دل مشغول ہوجاتا ہے کیونکہ دل تابع چشم و گوش ہوتا ہے اسکی علاج یہ ہے کہ نماز ایسی جگہہ مین پڑہے کہ خالی ہو غل غپاڑا نہو تاکہ کوئی آواز سنائی نہ دے اور تاریک جگہہ مین ادا کرے تاکہ آنکہہ کو کچہہ سجہائی نہ دے یا آنکہہ بند کرلے اکثر عبادت کرنیوالے ایک ذرا سا گہر تنگ و تاریک واسطے نماز کے بنالیتے تہے کیونکہ جای فراخ مین دل پراگندہ ہوجاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ

وقت نماز کے مصحف اور تلوار اور ہر قماش جو انکے پاس ہوتا اوسکو جدا کر دیتے تاکہ دل اوسمین مشغول نہو سبب باطن یہ ہے کہ اندلیشہ و خطرات پراگندہ جمع ہون یہ سب سے زیادہ سخت تر و دشوار تر ہے اور یہ سبب دو طرح پر ہوتا ہے ایک اوس کام سے کہ کسی وقت دل اوسمین مشغول تہا اسکی تدبیر یہ ہے کہ اوس کام کو پورا کرے اور دل کو اوسکے طرف سے فارغ کر لے تب واسطے نماز کے کہڑا ہو اِسی لئے حضرت نے فرمایا ہے کہ جب طعام شام و نماز عشا حاضر ہو تو پہلے کہانا کہا لے اِسی طرح اگر کوئی بات کسی شخص سے کہنا ہے تو وہ بات اوسکو کہہ کے دل خالی کر لے دوسری طرح یہ ہے کہ ایسے کام کی فکر ہے جو ایک ساعت مین تمام نہین ہوتا ہی یا خود اندلیشہ ہای پراگندہ جمع ہوتے ہین اور دل پر غالب آجاتے ہین کیونکہ عادت اِسی طرح پر ہے تو اِسکی علاج یہ ہے کہ دل کو معنی ذکر و قرآن مین لگا لئے جو قرارت نماز مین کرے کوئی سورت ہو یا آیت اوسکے مطلب و مراد مین غور کرنے لگے اِس طرح پر اس خطرہ کو دور کرے اور اس تسکین کا اندلیشہ کرے اگر سخت غالب نہو اور خواہش اوسکی قوی نہو اور اگر شہوت قوی ہے تو یہ اندلیشہ اِس طور پر دفع نہوگا اوسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل لے تاکہ مادہ علت باطن کا اندر سے بالکل اوکہڑ جائے یہ مسہل یون ہوتا ہے کہ جس چیز کا اندلیشہ دامنگیر دل ہو اوس چیز کو ترک کر دے ؏

| | | | |
|---|---|---|---|
| گزشتم از سر مطلب تمام شد مطلب | | حجاب چہرۂ مقصود بود مطلبہا | |

اگر یہ کام نکریگا تو ہرگز اس اندلیشہ و خطرہ سے رہائی نہوگی ہمیشہ نماز اوسکی حدیث نفس سے آمیختہ رہیگی اِس نمازی کی مثال اوس شخص کی سی ہے کہ وہ نیچے ایک درخت کے بیٹہے اور یہ چاہے کہ مین چڑیون کی چون چون نہ سنون اور ایک لکڑی لیکر اونکو بہگا لے تو وہ اوڑکر پہر اوسی درخت پر آبیٹہین گی پس اگر اس مشغلہ سے رہائی چاہتا ہے تو تدبیر اوسکی یہ ہے کہ اوس درخت ہی کو جڑ سے اوکہیڑ کر پہیکدے جب درخت ہی نہوگا تو چڑیان کس پر آکر بسیرا کرینگی اسیطرح جب تک کہ خواہش کسی کام کی دل پر غالب و مستولی رہتی ہے

تب تک اندیشہ اس پراگندہ اور خطرات گوناگون بالضرور اوسکے ساتھ لگے رہتے ہین حضرت کو ایک صحابی نے ایک بیادہ چلمدار تحفہ مین دیا تھا تو زمین اوسپر نظر پڑی اور اسکو اوتار کر پھر انا کپڑا پہن لیا طلحہ رضی اللہ عنہ نخلستان مین نماز پڑہتے تھے ایک چڑیا درختون مین اوڑتی پھرتی تھی اوسکو رستہ نکلنے کا نہین ملتا تھا انکا دل اوس طرف مشغول ہو گیا معلوم نہوا کہ کتنی رکعتین نماز کی پڑہی ہین حضرت کے پاس آکر یہ حال ذکر کیا اور اپنے دل کا شکوہ کیا اور اس قصور کے کفارہ مین باغ صدقہ کر دیا سلف نے اس طرح پر بہت کام کئے ہین دل کے حاضر کرنے کی اونہون نے یہی علاج رکہی تھی غرضکہ اگر نماز سے پہلے اللہ کا ذکر دل پر غالب نہو تو نماز مین حاضر نہو کیونکہ جب تک دل اس اندیشہ سے فارغ و آسودہ وخالی نہوگا تب تک ہرگز نماز ساتھ حضور دل کی نہوگی سو جو شخص یہ چاہے کہ نماز ساتھ حضور دل کے ادا کرے اوسکو یہ چاہئے کہ نماز سے پہلے علاج دل کی کرلے اور دلکو خالی کرلے یا یون ہرتی ہو کہ دنیا کے شغلون کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور دنیا سے قدر حاجت پر قناعت کرے اور اس قدر حاجت سے بہی مقصود اوسکا یہی ہو کہ عبادت کے لئے فرصت و فراغت حاصل آئے پہرا گر ایسا نکریگا تو دل نماز مین نہ لگے گا اور نہ قلب حاضر ہوگا مگر بعض نماز میں قال فی احیاء الاحیاء اوحی اللہ الی موسی یا موسی اذا ذکرتنی فکن عند ذکری خاشعا مطمئنا واذا قمت بین یدی فقم قیام العبد الذلیل وناجنی بقلب وجل ولسان صادق یا موسی قل لعصاۃ امتك لا یذکرونی فمن ذکرنی ذکرتہ فاذا ذکرونی ذکرتہم باللعنۃ ھذا فی عاص غیر غافل فکیف العاصی الغافل علیھا وقال بعض الصحابۃ یحشر الناس یوم القیامۃ علی مثال ھیئاتھم فی الصلوۃ من الطمانینۃ والھدوء ومن وجود النعیم بھا واللذۃ وھذا حق فقد یحشر کل علی ما مات علیہ ویموت علی ما عاش علیہ انتھی پھر کہا ہے کہ الاصل المجمع للخواطر حب الدنیا فمن مال الی شیء منھا لا لیستعین بھا علی تحصیل الاخرۃ فلا

تصفو له لذة المناجاة في الصلوٰة فالدواء النافع الاعراض عن امور الدنيا
ولمرارته استبشعه الطباع فبقيت العلة مزمنة والداء عضالا حتى ان
الاكابر عجزوا عن اداء ركعتين لا يحدثون فيهما انفسهم بامور الدنيا فاذن
لا مطمع لامثالنا وليت يسلم بعض صلوتنا فتكون ممن خلط عملا صالحا و اٰخر
سيئا انتهى اب يه چاہيے كه مسلمان نوافل زيادہ كردے اور دل كو بقدر چار ركعت كے حاضر كرے اور يون جاں
كر نوافل مين فرائض كے نقصان كا جبر ہوتا ہے پھر نماز جماعت كا اہتمام ركھے سلف مين جس شخص كى تكبير
اول فوت ہو جاتى وہ تين دن تك اپنى تعزيت كرتا تھا اگر جماعت فوت ہوتى تو سات
دن تك تعزيت كرتا سعيد بن مسيب نے بيس برس تك اذان مسجد ہى كے اندر سنے بہت سے
علماء نے كہا ہے كه جو شخص بلا عذر تنہا نماز پڑھتا ہے اوسكى نماز درست نہين ہوتى اسيواسطے
جماعت كو ايك امر مہم سمجھ كر آداب امامت و اقتدا كو نگاہ ركھے **فصل** نماز كى حقيقت
و روح كو اس طرح پيدا كرتے ہين كه سب سے پہلے نماز مين اذان سنتا ہے جب بانگ نماز كان
مين آئے جس كام مين ہو اوسكو چھوڑ كر دل طرف اوسكے لگائے سلف كا دستور يہى تھا
لوہار اذان سنكر وہين اپنا ہاتھه كام سے روك ليتا كفش گر اوسيدم اپنا اوزار تھام ليتا
ذرا جنبش نكرتا سو اس ندا سے قيامت كى ندا كو ياد كرے جو كوئى سنتے ہى اس ندا كے
شتابى كريگا اوسكو وقت نداى قيامت كے سواى بشارت كے اور كچھه رنج نه پہنچے گا پھر اگر اس ندا پر
اپنے دل كو آلودہ شادى و رغبت پائے تو جان لے كه وہان كى پكار پر بھى يہى حال ہوگا طہارت
جامه و بدن كو يه سمجھے كه ايك غلاف ہے روح اس طہارت كى يه ہے كه دل پاك صاف ہو
يعنى توبه و ندامت و دورى اخلاق ناپسنديدہ سے كيونكه دل نظارہ گاہ خالق ہے اور جگہه
حقيقت نماز كى دل ہے رہا تن سو جگہه صورت نماز كى ہے ستر چھپانے كا مطلب يه سمجھے كه
جو كچھه چشم خلق مين اسكے ظاہر حال سے زشت نظر آتا ہے اوسكو اسنے چھپايا ہے آپ جو كچھه
باطن حال سے نظر مين حقتعالى كے زشت ہے اوسكو چھپانا چاہيے كيونكه الله سے كوئى چيز

نفع نہیں دے سکتی ہے سو باطن اسطرح پر پاک ہوتا ہے کہ حال گذشتہ پر پشیمان ہو اور پکا عزم
کرے کہ پھر ایسا کام آئندہ نکرونگا اور حال مین اوس کام سے دست بردار ہو جاوے حضرت نے
فرمایا ہے توبہ کرنیوالا گناہ سے مانند بے گناہ کے ہو جاتا ہے اگر یہ نہو سکے تو ایک پردہ
خجالت و بیم و شرم کا بنا کر اون عیبون کے منہ پر ڈالدے اور شکستہ و خستہ و شرمسار
ہو کر سامنے خدا کے کھڑا ہو جسطرح پر کہ کوئی غلام گریختہ گنہگار ساتہہ دل پر تشویر کے سامنے
اپنے آقای نامدار کے سر نیچے کئے ہوئے آتا ہے اور اپنی فضیحتون سے سخت خجل و شرمسار
ہوتا ہے استقبال قبلہ کا ظاہر تو یہی ہے کہ ہر طرف سے منہ پھیر کر ایکطرف کر لیتا ہے لیکن
بھید اسکا یہ ہے کہ روی دل کو دونون عالم سے پھیر کر حقتعالی ہی مین مشغول ہو تاکہ ایک صفت
اور ایک حالت ہو جائے جسطرح کہ قبلہ ظاہر ایک ہے اسی طرح قبلہ دل بھی ایک ہے وہ قبلہ
ذات حقتعالی ہے جب دل مین طرح طرح کے افکار و خطرات ہونگے تو فقط ظاہر مین وہ سب
جانب سے روگردان ہو گا نہ باطن مین سو جسطرح پر کہ وہ صورت نماز کی نہوئی اسیطرح حقیقت
نماز کی نہوئی حضرت نے فرمایا ہے الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ
فانہ یراک رواہ الشیخان عن عمر رضی اللہ عنہ پس جو شخص نماز مین کھڑا ہوا
اور اوسکے ہوی اور روی دل اور خود دل تینون ساتھہ حقتعالی کے ہوئی وہ نماز سے
یون پھرتا ہے جیسے کہ آج اوسکی مان نے اوسکو جنا ہو یعنی سارے گناہون سے پاک
ہو جاتا ہے غرضکہ جسطرح روی ظاہر کو قبلہ کی طرف سے پھیر لینے مین صورت نماز کی باطل
ہو جاتی ہے اسی طرح جب روی دل طرف سے حق کے پھر جاتا ہے اور اندیشے اوسپر ہجوم
لاتے ہین اور خطرات ہر طرف سے اوسکو گھیر لیتے ہین اور وسوسے لگاتار آتے رہتے ہین
تو حقیقت اور روح نماز کی باطل ہو جاتی ہے اسلیئے کہ ظاہر خلاف باطن کے ہی اور سارا کام
جو اسنے کیا ہی وہ نرا غلاف تہا غلاف کی چندان قدر و منزلت نہین ہوتی ہے قیام کا ظاہر یہ ہے
کہ جسم سے سامنے حق تعالی کے کھڑا ہوا اور بندہ وار سر در پیش افگندہ ہو اور سر و حقیقت

یہ ہے کہ دل ساری حرکات سے رک جائے اور بلازم خدمت کا بطریق تعظیم و انکسار کے ہو
اسوقت اپنا کہڑا ہونا قیامت مین سامنے واحد قہار کے یاد کرے اور جانے کہ وہان سارے
اسرار آشکار ہو جائینگے سو اوسی طرح اسوقت بہی وہ اسرار خداوند کردگار پر آشکار ہین
جو کچہہ کہ اسکے دل مین ہے اور ہوگا وہ سب اوسکو معلوم ہے وہ اسکو دیکہہ رہا ہے اور
باطن و ظاہر پر اسکے آگاہ ہے تعجب تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صالح اسکو نماز پڑہتے
دیکہتا ہے تو یہ اپنے سارے اعضا کو ادب و تہذیب پر لگاتا ہے اور بہت سا سکون
و وقار ظاہر کرتا ہے اسلئے کہ اوسکے نظارہ کو جانکر اوس سے شرماتا ہے اور نماز مین
شتابی و التفات نہین کرتا لکن باوجود اسکے کہ حق تعالی اسکو دیکہہ رہا ہے یہ اللہ سے
شرم نہین کرتا ہے بلکہ ہر وادی مین سرگردان پہرتا ہے صدہا خطرات و افکار اپنے
دل مین لاتا ہے اونکو بزور ایمان و قوت احسان زیر نہین کرتا اس سے بڑہکر اور کیا
جہل ہوگا کہ ایک بندہ بیچارہ سے جسکے ہاتہہ مین کچہہ بہی نہین ہے شرماتا ہے اور
اوسکے دیکہنے سے باادب بنتا ہے اور اللہ کے دیکہنے کی کچہہ پروا نہین کرتا اور ملک الموت
کی نظر سے نہین ڈرتا اسکو آسان جانتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک گروہ صحابہ کا نماز
مین اس طرح ساکن ہوتا تہا کہ چڑیان اونسے نہ بہاگتین بلکہ اونکو ایک جماد جانتین
سو جس دل مین اللہ کی عظمت و جلالت و ہیبت آرام پکڑتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ میرا
رب حاضر ناظر ہے اوسکے سارے اطراف و جوانب فروتنی خاکساری کرنے لگتے ہین
ایک شخص کو دیکہا کہ نماز مین ڈاڑہی پر ہاتہہ لگاتا تہا کہا اگر اسکا دل خاشع ہوتا تو ہاتہہ
بہی دل کی صفت پر ہو جاتا ظاہر رکوع و سجود بہی تواضع تن ہے لکن مقصود اصلی اوس سے
خاکساری دل کی ہے چہرہ سے چیز کا جو کہ عزیز ترین اعضا ہی خاک پر رکہنا ایسی خواری ہے
کہ اوس سے بڑہکر کچہہ نہین یہ اسلئے کہ ہے تاکہ یہ بات جان لے کہ اصل اوسکی یہی مٹی
ہے اور وہ پہر اسی مٹی مین جا ملے گا منہا خلقناکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارۃ

آخر ہی ہوا تب کسی بات پر کبھی بلکہ آپ نا کسی دو بیماری کو خوب طرح پہچان لے اسیطرح
ہر کلام مین ایک بھید حقیقت ہے کہ جب اوس سے غفلت ہوتی ہے تو نماز سے سوای
صورت کے اور کچھہ نصیب نہین ہوتا قف نماز مین جو قرارت و اذکار ہین ہر کلمہ
کے لئے ایک حقیقت ہے جسکا معلوم کرنا ضرور ہے کہنے والا اوسکا ایسا ہونا چاہئے
جو کہ اوسکے کہنے مین صادق ہو سنو اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ اللہ اس سے بڑا ہے کہ
کوئی اوسکو اپنی عقل و معرفت سے شناخت کر سکے اگر یہ معنی اسکو معلوم نہین ہین
تو جاہل ہے اور اگر معلوم ہین لیکن اوسکے دلمین کوئی اور چیز اللہ سے زیادہ بڑی اور
بزرگ ہے تو پھر وہ اس کہنے مین سچا نہین ہے اوس سے یہ بات کہی جائیگی کہ یہ کلمہ
تو حق ہے لیکن تو کاذب ہے اسی طرح جب کسی شے کا اللہ سے زیادہ مطیع ہوگا تو وہ چیز
نزدیک اوسکے اللہ سے بزرگ تر ٹھیریگی اور وہی شے گویا اوسکی اللہ و معبود ہوئی
افرأیت من اتخذ الٰهه هواه جب وجهت وجهی کہا تو یہ معنی ہوئے کہ مینے اپنا
روی دل ساری جہان سے پھیر کر طرف اللہ کے کرلیا اب اگر دل اوسکا اسوقت کسی
اور چیز کی طرف نگران ہوگا تو یہ کہنا اوسکا دروغ ٹھیریگا اور جبکہ پہلی ہی بات مناجات
مین حقتعالی کے دروغ ٹھیری تو خطر اوسکا معلوم ہے جب حنیفا مسلما کہا
تو گویا دعوی مسلمانی کا کیا اور حضرت نے فرمایا ہے مسلمان وہ ہے کہ اوسکے ہاتھہ
زبان سے سارے مسلمان سلامت رہین تو اب چاہئے کہ یہ نمازی اس صفت پر ہو
یا ارادہ و عزم اس صفت کا کرے کہ مجکو اس طرح پر ہونا چاہئے جب الحمد للہ کہے
اللہ کی نعمتون کو اپنے دل پر تازہ کرے اور سارے دل سے شکرگزار بنجائے اسلئے
کہ یہ کلمہ شکر کا ہے اور شکر دل سے ہوا کرتا ہے جب ایاك نعبد کہے حقیقت اخلاص کی
دل پر تر و تازہ ہو جائے سارے علاقے شرک جلی و خفی کے ٹوٹ جائین کسی کو سوا
اللہ کے لائق عبادت کے نہ جانے جب ایاك نستعین کہے تو ساری خلق سے ناامید ہو جائے

اور اللہ ہی کو اپنا معین و ناصر و ولی سمجھے جب اھدنا الصراط المستقیم کہے تو دل صفت تضرع و زاری پر ہو کیونکہ ہدایت کا سوال کرتا ہے پھر اس سوال مین یہ خیال کرے کہ مین اپنے معبود قادر سے وہ چیز مانگتا ہون جو کہ اوسنے اپنے بڑے عالی رتبے مقبول بندون کو دی تہی جو انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین ہین مجکو اس سوال کی قدر و منزلت کرنا چاہئے اور تمام عزم و ہمت سے مانگنا لازم ہے پہر جبکہ یہ خواستگار رحمت کا ٹہیرا اور اللہ کے دوستون کا اسنے ذکر کیا تو اب اللہ کے دشمنون سے اسکو بیزاری ظاہر کرنا بہی ضرور ہوا کہ تمام اخلاص یہی ہے اسلئے مغضوب علیہم و ضالین سے الگ ہوا پہر اس سوال کی اجابت لفظ آمین سے چاہئے اسی طرح ہر کلمہ تسبیح تہلیل و قراءت مین خیال کرے اور جسطرح کہ ان الفاظ کو جانتا ہے اوسی طرح پہر دل کو متصف معانی ان الفاظ سے کرے اسکی شرح بہت لمبی چوڑی ہے اگر حقیقت نماز سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے تو اس طرح نماز کیا کرے ورنہ پہر وہ ایک صورت بےمعنی پر قانع ٹہیریگا ○

| کس کام کا وہ دل ہے جس دل مین تو نہووے | کس کام کا وہ گل ہے جس گل مین بو نہووے |
|---|---|

قال تعالی قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون اسجگہ بعد ایمان کے اوس نماز پر مدح کی جو مقرون بخشوع ہے پہر فرمایا اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس احیاء الاحیاء مین کہا ہے قال الامام ما عندی ان ھذہ رمۃ اللسان مع غفلۃ القلب ینتھی درجتہا الی ھذا الحد وکان بعضہم من شدۃ غضہ للبصر واطراقہ یظن بعض الناس انہ اعمی وبعضہم لم یشعر بسقوط اسطوانۃ المسجد وقیل ان الصلوۃ من الآخرۃ فاذا دخلت فی الصلوۃ خرجت من الدنیا وقیل لبعضہم ھل تذکر فی الصلوۃ شیئا فقال وھل شیء احب الی من الصلوۃ فاذکرہ فیہا وکان بعضہم یخفف الصلوۃ خیفۃ الوسواس وقال بعضہم ان العبد لیسجد السجدۃ وعندہ انہ یتقرب بہا الی اللہ تعالی ولو قسمت ذنوبہ فی سجدۃ

علی اہل مدینۃ ھکذا قیل وکیف ذالک قال یکون ساجدا غمۃ اللہ وقلبہ مصغر الی صوری مشاھد لباطن انتھی

## فصل بیان میں ترکیب نماز کی تقریر دیگر بطور مختصر

صورت ظاہری نماز پنجگانہ کی وہی ہے جسکے ارکان وآداب واحکام واذکار پہلی فصلوں میں گذر چکے ہیں رہی حقیقت نماز کی سو اوسکا بیان بھی مختصر تقریر میں پہلے ہو چکا ہے اس جگہہ پہ ترکیب نماز کی ایک سہل طریق پر لکھی جاتی ہے جو کہ جامع ہے درمیان صورت و معنی و ظاہر و باطن کے سب سے پہلے اہتمام اسی بنیاد اسلام کا درکار ہے کیونکہ یہ عبادت ہر رات دن میں پانچ بار کرنا پڑتی ہے بخلاف روزہ و زکوٰۃ کے کہ وہ سال میں ایکبار فرض ہیں اور بخلاف حج کے کہ وہ تمام عمر میں ایک بار واجب ہے پس بس ولہذا یہ نماز ساری عبادتوں میں اعظم الشان اوضح البرہان انفع فی النفس اشہر فی الناس ہے شارع نے بیان میں تفصیل و تعیین اوقات و شروط و ارکان و آداب و رخص و نوافل نماز کے اعتبار عظیم فرمایا ہے کہ اوس طرحکا اعتنا رسائر انواع طاعات میں نہیں کیا اسکو اعظم شعائر دین ٹھیرایا ہے یہانتک کہ یہ عبادت یہود و نصاریٰ و مجوس و بقایای ملت اسمٰعیلیہ میں بھی مسلم تھی اگرچہ اوسکی تفاصیل و احکام میں تحریف و تبدیل کی دست درازی ہوئی ہے مگر شرع اسلام نے آکر اصلاح اوسکی فرمائی اور ملت اسلامیہ کو اونکے ملتوں سے نہایت درجہ کا تمیز بخشا اور در بارۂ ادا نماز تاکید بلیغ فرمائی یہانتک کہ یوں ارشاد کیا کہ تم حکم دو اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا جبکہ وہ سات برس کے ہوں اور مارو اونکو ترک نماز پر جبکہ وہ دس برس کے ہوں اور جدا کرو اونکو بستروں میں یہ اسلیے ہے کہ بلوغ بچہ کا دو طرح پر ہوتا ہے ایک حصول صلاحیت ہے سقم و صحت نفسانی میں اسواسطے اوس کو عقل آ لگتی ہے سو امارت ظہور عقل کی سال ہفتم عمر ہوتی ہے سات برس کا بچہ ضرور

ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ظاہر مین نقل کرنے لگتا ہے اور امارت اس ظہور کے اتمام کی سال دہم عمر ہے دس برس کا بچہ وقت سلامت مزاج کے اتنی عقل رکہتا کہ اپنے نفع ونقصان کو سمجہ لے اور تجارت وغیرہ کرنے لگے دوسرا درجہ بلوغ کا حصول صلاحیت سے جہاد و حدود و مواخذات مین ترک کرنے پر ان امور کے اس درجہ پر پہنچکر وہ ان رجال مین داخل ہوجاتا ہے کہ جو مشقت محنت اوٹہاتے ہین اور سہامات مدنیہ وملیہ مین اعتبار اونکے حال کا کیا جاتا ہے اور اونکو بزور راہ راست پر لاتے ہین اور تمام عقل وتمام جثہ پر اعتماد کیا جاتا ہے اسکا وقت عمر پانزدہ سالہ ہے اسکی علامت احتلام و انبات عانہ ہے سو نماز کے لئے دو اعتبار ہین اس اعتبار سے کہ نماز ایک وسیلہ ہے درمیان بندہ اور مولی کے اور اسفل سافلین مین گرنے سے بچاتی ہے حکم اوسکا وقت بلوغ اول کے کیا اور اس اعتبار سے کہ وہ منجملہ شعائر اسلام کے ہے اور اوسپر پکڑ دہکڑ کیجاتی ہے اور زبردستی پڑہوائی جاتی ہے خواہ جی چاہے یا نچاہے حکم اوسکا حکم سائر امور کا ہے سو عمر دہ سالہ ایک برزخ ہے درمیان ان دو حدکے اور جامع ہے ان دونوں جہتوں کو اس وجہ سے اوسکو ان دونوں طرحکے اعتبار سے ایک حصہ دیا گیا ہے بہرحال اصل نماز کی تین چیزین ہین ایک خضوع کرنا واسطے اللہ کے دل سے دوسرے ذکر کرنا اللہ کا زبان سے تیسرے نہایت تعظیم کرنا اللہ کی بدن سے امم کا اسپر اجماع ہے کہ یہ ہر سہ امر منجملہ نماز کے ہین اگرچہ وہ ماسوا مین انکے مختلف ہین حضرت نے غیر مین ان ہر سہ امر کی رخصت دی ہے مگر انمین رخصت نہین دی بالجملہ وہ نماز جو حضرت سے بتواتر روایت و توارث امت ماثور ہے وہ یہ ہے ٭

## ترکیب نماز مطابق حجۃ اللہ البالغہ

تطہیر وستر عورت کے بعد کہڑے ہوکر روبقبلہ ہو اور دل سے اللہ کی طرف توجہ کرے

اور خالص اللہ کے لئے عمل بجا لائے زبان سے اللہ اکبر کہے پہر فاتحہ کہے دو رکعت اول
مین سورت پڑہے نہ رکعت سوم و چہارم مین پہر جہکا کر رکوع کرے اور سر پاؤن تک
سے اللہ کی بڑائی کر کے مطمئن ہو پہر سر اوٹہا کر سیدہا کھڑا ہو پہر سجدہ کرے ہفت اعضا
پر یعنی ہر دو دست و ہر دو پای و ہر دو زانو اور وجہ پہر سر اوٹہا کر برابر ہو کر بیٹھے پہر
دوسرا سجدہ کرے یہ ایک رکعت ہوئی پہر ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور تشہد پڑہے
اگر آخر نماز ہو تو حضرت پر درود بہیجے اور جو دعا چاہے وہ کرے پہر ملائکہ و مسلمین پر
سلام بہیجے فہذہ صلوۃ النبی صلعم لم یثبت انہ ترک شیئا من ذلک قط
عمدا من غیر عذر فی فریضۃ وصلوۃ الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم
من ائمۃ المسلمین وہی التی توارثوا انما سمی الصلوۃ وہی من ضروریات
الملۃ انتہی اسکے بعد حکمت افعال نماز و اذکار نماز کا بیان کیا ہے عوام کو اوسکی طرف
حاجت نہین ہے جسقدر جاننا اون حکمتون اور بہیدون کا ضرور ہے اوسکا بیان
ہو چکا اور کچہہ آئیگا اس اجمال کی تفصیل مطابق سفر السعادۃ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جب نماز کو کہڑے ہوتے اللہ اکبر کہتے تکبیر سے پہلے نیت زبان یا لفظ سے مروی
نہین ہے اللہ اکبر کے ساتہہ ہی دونون ہاتہہ اوٹہاتے کبہی برابر گوش کے اور کبہی برابر دوش کے پہر
داہنا ہاتہہ بائین ہاتہہ پر برابر سینہ کے رکہتے صحیح ابن خزیمہ مین اسیطرح پر آیا ہے پہر
دعای استفتاح پڑہتے یہ دعا کئی وجہ صحیح پر مروی ہے اسجگہ پر اصل کتاب مین سات صیغے
لکہے ہین پہر اعوذ پڑہتے پہر فاتحہ اور بسم اللہ کو کبہی آواز سے اور کبہی آہستہ کہتے قرات
آپکی مرتب و مرتل ہوتی ہر آیت کے آخر پر وقف کرتے اور کلمہ آخر کو کہینچتے آخر فاتحہ
پر آمین کہتے نماز جہری مین جہر سے نماز سری مین سر سے اور سارے صحابہ ہمراہ آپکے
آمین پکارتے اور نماز مین دو سکتون کی رعایت فرماتے ایک سکتہ درمیان تکبیر و
قرارت فاتحہ کے کرتے اور دوسرا سکتہ درمیان فراغ کے فاتحہ سے اور قرارت سورہ کے

اور کبھی درمیان قرات و رکوع کے اس حساب سے تین سکتہ ہوتے ہین سکتہ سوم غایت
لطف و قلت مین ہوتا تہا نماز صبح مین بعد فاتحہ کے سورۂ مطول بقدر شصت آیت تا
صد آیت کے پڑہتے کبھی سورۂ قاف کبھی سورۂ روم اور کبھی اتنی تخفیف کرتے کہ قرات
اذا زلزلت پر اقتصار فرماتے اور کبھی معوذتین پر جبکہ سفر مین ہوتے اور کبھی اذا الشمس
کورت پر اور جمعہ کے دن نماز فجر مین سورۂ الم تنزیل السجدہ رکعت اول مین اور ہل اتی
رکعت دوم مین پڑہتے وجہ تخصیص ان دو سورت کی ساتہہ جمعہ کی یہ ہے کہ انمین
ذکر مبدء و معاد و دخول جنت و نار کا ہے اور یہ معانی دن جمعہ کے ہوئی تہی اور قیامت
بہی دن جمعہ کے ہوگی اسلئے لوگون کو اسدن یہ سورتٔ سناتے جسطرح کہ محافل کلان و
مجامع بزرگ مین سورۂ ق و اقتربت اور مثل اونکے پڑہتے ظہر کی نماز مین تطویل
کرتے یہانتک کہ بعد اقامت کے کوئی شخص قبا تک جو دو کروہ ہے جاتا اور پہر آتا
اور ہنوز رکوع رکعت اول کا نہ کیا ہوتا اور کبھی بقدر الم سجدہ کی رکعت اول مین پڑہتے
اور کبھی سبح اسم ربک الاعلی یا سورۂ بروج یا واللیل یا انشقاق یا والسماء والطارق
اور مانند اسکے اور عصر کی نماز نصف مقدار ظہر پر درازی مین ہوتی کبھی اس سے
بہی کم نماز مغرب مین کبھی تطویل کرتے سورۂ اعراف دو رکعت مین پڑہتے ہر رکعت
مین نصف نصف سورت کبھی والصافات و سورۂ حم دخان کبھی سبح اسم ربک الاعلی
کبھی والتین کبھی معوذتین کبھی مرسلات کبھی قصار مفصل ان سور کا پڑہنا روایات
صحیحہ سے ثابت ہے اور سنت یہ ہے کہ ایک طرز پر تخفیف و تطویل مین مواظبت
نکرے بلکہ کبھی تطویل کبھی تخفیف موافق حال اور وقت کے عمل مین لائے نماز عشا
مین معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے سورۂ والشمس و سبح اسم ربک الاعلی اور واللیل مقرر
فرمادی تہی اور قرات سورۂ بقرہ و نحوہا سے منع کیا تہا اور بعض احادیث مین آیا ہے
کہ اذا السماء انفطرت و انشقاق و بروج و طارق کو مقرر کر دیا تہا نماز جمعہ مین سورۂ جمعہ

و منافقین ہر ایک رکعت مین پڑہتے اور کبہی واسطے تخفیف کے سبح اسم و غاشیہ پڑہتے مگر آخر
سورۂ جمعہ کا رکعت اول مین اور آخر منافقین کا پڑہنا رکعت دوم مین مخالف سنت
نماز عیدین مین سورۂ ق و اقتربت اور کبہی سبح اسم و غاشیہ پڑہتے آخر وقت تک اسی پر
مواظبت رکہی اسی لئے خلفاء راشدین بہی اسی راہ پر چلے صدیق رضی اللہ عنہ نماز صبح
مین سورۂ بقر پڑہتے تہے عمر صبح مین کبہی سورۂ یوسف و نحل پڑہتے اور کبہی سورۂ ہود و بنی اسرائیل
اگر نماز کا لنبا کرنا منسوخ ہوتا تو خلفاء راشدین ایسا کام نکرتے سنن نسائی مین ابن عمر سے
آیا ہے کہ کان صلعم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات معلوم ہوا کہ صافات کا پڑہنا
داخل ہے تخفیف مین باقی نمازون مین تعیین کسی سورت کی نفرماتے مگر اسی جمعہ
و عیدین مین ابن عمر نے کہا ہے مفصل مین کوئی ایسی سورت نہین ہے جسکو مین نے
حضرت سے سنا ہو طویل ہو یا قصیر کہ وہ اوسکو نماز فرض مین پڑہتے اور غالباً ہر سورت پوری
پڑہتے بر سبیل ندرت کبہی کوئی سورت واسطے بیان جواز کے ناتمام پڑہی ہوگی اور اگر
بعض سورت پر اقتصار کرتے تو اول سورت پر کرتے آخر سورت یا وسط سورت کا پڑہنا
مروی نہین ہے اور ہمیشہ پہلی رکعت دوسری رکعت سے درازتر ہوتی سب سے زیادہ
لمبی نماز صبح کی ہوتی تہی اسلئے کہ اللہ پاک کا نزول ثلث آخر شب مین تا انقضای نماز
صبح ہوا کرتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ طلوع فجر تک ہوتا ہے دونون طرح پر مروی ہے
ف جب قرات سے فارغ ہوتے ذرا ٹہیر کر تکبیر کہتے اور دونون ہاتہہ اوٹہا کر
رکوع مین جاتے اور دونون کفدست سے زانو کو مضبوط پکڑتے اور کہنیونکو پہلو سے الگ
رکہتے اور پشت کو سیدہا کرتے اور سر کو برابر پشت کے رکہتے نہ اونچا نہ نیچا اور تین بار
سبحان ربی العظیم کہتے اور کبہی اس ذکر سے سبحانک الخ ملا لیتے درازی رکوع
کی غالباً اتنی ہوتی کہ کوئی دس بار سبحان ربی العظیم کہے سجود بہی اسی قدر ہوتا اور
وہ جو صحیحین مین براء سے آیا ہے کہ آپکا قیام و رکوع و اعتدال و سجدہ و جلسہ مابین سجدتین

قریب یکدیگر کے تہا سو تحمول ہے قیام طویل پر اور جب قیام خفیف ہوتا تو سب ارکان خفیف ہوتے یہ تاویل متعین ہے اسلئے کہ کبھی نماز شام مین سورۂ اعراف پڑہتے اگر اسی قدر سجود رکوع اعتدال وجلسہ ہوتا تو نماز نیمۂ شب تک تمام ہوتی ہان کبھی رکوع وسجود وغیرہ بمقدار قیام فرماتے جیسے نماز خسوف کسوف مین یا نماز تہجد مین ورنہ غالب حال اعتدال تہا کبھی رکوع مین سبوح قدوس الخ کہتے یہ نماز تہجد مین ہوتا تہا جب سر رکوع سے اوٹہاتے دونون ہاتھہ اوٹہا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ان تین جگہون مین ہاتھہ اوٹہانا ثابت ہوا ہے اور کثرت رُوات سے یہ بات تواتر کو پہونچی ہے چار سو خبر واثر اس باب مین ثابت ہوئی ہین اور اسکو عشرۂ مبشرہ نے روایت کیا ہے اسی کیفیت پر لایزال رہے یہانتک کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اسکے سوا اور کچہہ ثابت نہین ہوا ہے رکوع سے سر اوٹہا کر سیدہے کہڑے ہوتے اسی طرح بین السجدتین سیدہے بیٹہتے اور فرماتے جس نماز مین اندر رکوع وسجدہ کے پشت راست نہین کیجاتی ہے وہ نماز کافی نہین ہوتی پہر ربنا لک الحمد کہتے اس رکن کو بقدر رکوع کے دراز کرتے کبہی اس رکن مین دعای ملاء السموات والارض تا آخر پڑہتے اور کبہی بار بار لربی الحمد لربی الحمد کہا کرتے اور کبہی اتنی دیر کرتے کہ جماعت کو یہ گمان ہوتا کہ بہول گئے اسی طرح کبہی سجدہ مین تطویل کرتے کہ لوگون کو گمان نسیان ہوتا

ف

سجدہ مین جاتے وقت ہاتھہ نہ اوٹہاتے البتہ تکبیر رفع وخفض مین کہتے اور زانو ہاتھون سے پہلے زمین پر رکہتے پہر ہاتھہ پہر ماتہا پہر ناک ترتیب بدن پر رکہتے ہان مالک واوزاعی اور ایک گروہ اہل حدیث ہاتھون کا رکہنا پہلے زانو سے درست بتاتے ہین لکن جمہور کا قول وہی ہے کہ پہلے زانو پہر ہاتھہ رکہے اور حضرت نے کبہی کور عمامہ پر سجدہ نہین کیا بلکہ پیشانی کو خاک پر رکہا ہے اور کبہی گل وآب پر اور کبہی سجادہ وچٹائی پر اور کبہی پوست مدبوغ پر پہر سجدہ مین ماتہا ناک زمین پر رکہتے اور ہاتھون کو پہلو سے جدا کرکے برابر دوش کے زمین پر رکہتے اور فرماتے سجدہ مین کفین کو رکہو اور کہنیون کو اونچا کرو اور انگلیون کو

رکوع مین کبھی دو رکعت اور سجدہ مین ذرا کم کر لیتے اور سبحان ربی العظیم وغیرہ کہتے اور کہا
فرماتے کہ سجدہ مین خوب دعا کرو کہ ساجد کی دعا قبول ہوتی ہے اور دعا دو طرح پر ہے ایک ثنا
و تمجید دوسرے طلب و سوال یہ دعای سجدہ دونون قسم کو شامل ہے اور اجابت بھی دو طرح پر
ہے ایک یہ کہ مسئول سائل کا دیا جائے دوسرے یہ کہ مقابل مین دعا کے ثواب ملے اجیب
دعوة الداع اذا دعان کی تفسیر دونون وجہ اجابت پر کی ہے یہی صحیح بھی ہے انتہی
حاصلہ اور حضرت سے سجدات نماز پنجگانہ مین دونون طرح کی دعا ماثور ہے **ف** رکعات
نماز شب مین برخلاف رکعات روز کے زیادہ تطویل کرتے یہانتک کہ ایک رکعت مین
سورہ بقرہ و آل عمران و نساء پڑہتے لکن گنتی رکعتونکی گیارہ سے زیادہ نہوتی اسی جگہہ
علماء نے قیام و سجود مین اختلاف کیا ہے کسی نے کہا قیام افضل ہے کسی نے کہا سجود
افضل ہے بعض نے کہا شب مین طول قیام افضل ہے اور دن مین کثرت رکوع و سجود اور
بعض نے کہا یہ دونون رکن فضل مین برابر ہین قیام مین قرآن پڑہا جاتا ہے اور سجدہ مین
تذلل و خشوع ہوتا ہے اسلئے ذکر قیام افضل ہے ذکر سجود سے اور ہیئت سجود افضل ہے قیام
سے بہرحال جب سجدہ اول سے سر اوٹہاتے بقدر سجدہ درمیان دونون سجود کے بیٹھتے
پہر رب اغفر لی الخ کہتے کبھی اتنی دیر لگاتے کہ گمان نسیان کا ہوتا جب دوسرے سجدہ
اوٹہنا چاہتے تو جلسہ استراحت کرتے اسکو بعض نے سنت سمجہا ہے اور بعض نے حمل
حاجت پر کیا ہے جسکو حاجت نہین ہے اوسکے حق مین سنت بھی نہین ہے پہر اوٹہکر بے توقف
قراءت شروع کر دیتے اور جو سکتہ رکعت اول مین کرتے وہ باقی رکعات مین نہ کرتے
اور دوسری تیسری چوتہی رکعت مانند رکعت اولی کے بجا لاتے مگر چار چیزین سکتہ
و دعای استفتاح و تکبیر احرام و تطویل کہ یہ مختص ہین ساتہہ رکعت اول کے جب تشہد
مین بیٹہتے پای چپ کو بچھاتے اوسپر نشست کرتے پای راست کو کہڑا رکہتے اور داہنا
ہاتہہ داہنی ران پر رکہکے عقد پنجاہ و سہ باندہتے اور انگشت مسبحہ کو کلمہ تشہد پر اوٹہاتے

اور حرکت ندیتے اور تشہد اول کو سبک کرتے جب تیسری رکعت کو اوٹھتے دونون ہاتھہ اوٹھاکر
تکبیر کہتے اور پڑہنا شروع کرتے اور رکعت دوم سوم مین غالبًا قرارت فاتحہ پر
اقتصار کرتے اور احیانًا کوئی سورت مختصر بر سبیل ندرت پڑہ لیتے اور تشہد اخیر مین
پای چپ کو نیچے پای راست کے رکہتے اور مقعد کو زمین پر جماتے یہ کیفیت جلسہ اولی
مین ہرگز نہ تہی اس کیفیت مین علما کا اختلاف ہے چارون امام نے اس مسئلہ مین چار
قول اختیار کئے ہین اور ہر ایک قول کے ساتہہ ایک گروہ صحابہ و تابعین و علما کا موافق ہے ظاہر
ترین سیاق بیان مین صفت نماز نبوی کی حدیث ابی حمید ساعدی ہے جسکو مسلم و ابن حبان
نے روایت کیا ہے اس حدیث مین آیا ہے وجلس علی شقہ الایسر متورکا اور نماز
صبح مین کبہی قنوت پڑہتے اور کبہی ترک کرتے اور بسم اللہ کبہی جہر سے کہتے اور کبہی خفیہ
کہتے اور ظہر و عصر مین اسرار قرارت فرماتے کبہی بعض آیات کو آواز بلند سے پڑہ دیتے
کہ مقتدی سنتے مگر نماز مین التفات نکرتے اور التفات کو جلسہ شیطان فرماتے اور
بعد ہر دو رکعت کے التحیات پڑہتے اور سات محل مین دعا کرتے ایک بعد تکبیر احرام کے
دوسرے قبل رکوع کے اور بعد فراغ کے قرارت وتر مین تیسرے بعد اعتدال کے رکوع
سے چوتہے اندر رکوع کے پانچوین سجدہ مین غالب دعا سجود ہی مین ہوتی چہٹے
مین السجدتین ساتوین بعد تشہد کے سلام سے پہلے یہ دعا جو ائمہ مساجد بعد سلام کے کرتے
ہین عادت اسکی نہ تہی اس باب مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی ہے بلکہ ساری ادعیہ
نماز کے اندر نماز کے تہے بعض ائمہ علم نے کہا ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو تو ذکر و تہلیل و
تسبیح و تحمید کرنا مشروع ہے بلا خلاف اور حضرت پر درود بہیجنا مستحب ہے بعد درود کے حضرت
عزت سے طلب حاجات کی کرے ف بعد تشہد کے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و
برکاتہ کہتے اور طرف جانب راست کے التفات کرتے چنانچہ رخسارہ مبارک
نظر آتا اسی طرح جانب چپ کو سلام دیتے عمل دائمی اسی طور پر تہا پندرہ صحابی نے

اسکو روایت کیا ہے اسانید صحیحہ سے۔ اسامنے سلام کرنا یا ایک سلام کرنا سو ضعیف السند ہے جو دعا نماز مین کرتے مجموع اونکا بلفظ افراد ہوتا جیسے رب اغفر لی وغیرہ انتہے حاصلہ الغرض جو مسلمان مشتاق نماز مقبول کا ہو اوسکو چاہیئے کہ اس کیفیت و ترکیب کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرے جو اذکار اس نماز مین آتے ہین کچھہ اوپر گزر چکے اور باقی سفر السعادہ و حصن حصین مین لکھے ہین اور کتب حدیث مین بھی مذکور ہین جیسے ترغیب و ترہیب منذری

## فصل بیان مین حقیقت نماز کے

یہانتک جو کچھہ لکھا گیا تھا صورت ظاہری نماز کی تھی رہی حقیقت نماز کی سو کتاب ضوء الشمس مین لکھی ہے اور شرح اوسکی کتاب احیاء العلوم سے دریافت ہو سکتی ہے مختصر تقریر اس حقیقت کی رسالہ حقیقۃ الصلوٰۃ سے جو کسی عالم دیندار کا ہے اسجگہ بقدر حاجت نقل کیجاتی ہے تاکہ نمازی حقیقت نماز پر آگاہ ہو کر رعایت اون اسرار کی اپنی نماز مین ہمیشہ پیش نہاد خاطر رکھے اگر ایسا کریگا تو دو رکعت نماز اوسکی صد ہا رکعات سے اور لوگون سے بہتر و مقبول تر ہوگی صاحب رسالہ مذکور نے لکھا ہے مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اوسکی صفتین جانے اور اوسکے حکم کو معلوم کرے اور مرضی و نامرضی اوسکی تحقیق کرے کہ بغیر اسکے بندگی نہین ہوتی ہے اور جو بندگی بجا نہ لاوے وہ بندہ نہین ہے سو بڑی بندگی رب کی نماز ہے کہ بدون اوسکے کوئی بندگی قبول نہین ہوتی ہے کیونکہ سر سب بندگیون کا اور بچنے کا برے کامون سے یہی ہے اور اس نماز سے کوئی غافل نہین ہے نہ درخت نہ عمارت نہ پرند نہ حیوان نہ حشرات زمین نہ پہاڑ نہ ستارہ نہ آسمان نہ زمین نہ ارواح نہ فرشتے جیسے کہ نماز درخت و عمارت کی قیام ہے اور پرند و حیوانات کے رکوع اور تمام حشرات کے سجود اور زمین و پہاڑ کے قعود اور ستارون اور آسمانون کی حرکت اور ارواح و فرشتون کی طہارت اور تسبیح اور کلمہ شہادت و تلاوت قرآن اور

ذکر و دنا اور اس انسان کو کہ خاص سرکاری جیلہ ہے ساری خوبیان تھوڑی مدت مین مرحمت فرمائی ہین اور خلیفہ کر کے سب کو اوسپر حکم دیا جسنے فرمانبرداری کی اور حکم بجالایا اوسکا منصب قائم رہا اور بہشتی ہوا اور جسنے نافرمانی کی اور اوسپر قائم نہ رہا وہ بے منصب ہوا اور اولٹے پاؤن دوزخ مین گرا سو جو کوئی نماز پنجگانہ اوا کرتا ہے اوسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے زکوۃ اور حج و روزہ و جہاد کا اس طرح کہ خرچ پانی اور کپڑے کا جو خدا کی بندگی کے سلئے کیا ہے بجای زکوۃ کے ہے اور رخ کرنا طرف کعبہ کے حج ہے اور تکبیر تحریمہ بجای احرام کے اور روبقبلہ ہونا بجای طواف کے اور کھڑا ہونا بجای وقوف عرفات کے اور رکوع وسجود اور رکعات مانند دوڑنے کے درمیان صفا و مروہ کے اور بند کرنا کھانے پینے کا بجای روزہ کے ہے اور دفع کرنا شیطان کا اور مشقت مین ڈالنا نفس کا اوسکی سستیونکی اوقات مین بجای جہاد ہے لکن نماز مین حضوری دل کی شرط ہے کہ بے اسکے نماز پوری نہین ہوتی بلکہ کبھی آدہی کبھی تہائی کبھی چوتھائی یا پانچوان حصہ یا چھٹا یا ساتوان یا آٹھوان یا نوان یا دسوان حصہ لکھا جاتا ہے یہ اسلیئے ہے کہ ہر رکن نماز مین اتنا ٹھیرے کہ کوئی لحظہ حضوری میسر ہو اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن کا خیال کرے اور آپکو سامنے اپنے رب کے جانے اور اوسکو متوجہ اپنے حال کا سمجھے اور جو کئی سورت پڑھے اوسکے مضمون کا خیال کرے اگر مقام عتاب و غصے کا ہے تو خوف کرے اللہ سے پناہ مانگے اور اگر مقام رحمت و عنایت کا ہے تو اوسکو طلب کرے اسکے سوا اور بہی باتین ہین جو واسطے خواص کے ہین نہ واسطے عوام کے اور حضوری بغیر تاثیر دل کے میسر نہین ہوتی اور تاثیر دل کی بے دانست معانی الفاظ کے حاصل نہین ہوتی ایک فائدہ یہ ہے کہ اگر معنی الفاظ کے جانے تو سب بُرے کامون سے جنسے ایمان کا نقصان ہے بچے اور جان لے کہ جو اقرار اپنے رب کے سامنے کیا ہے اوسی پر قائم رہے ہر طالب ایمان کو چاہیئے کہ حقیقت نماز کی راس طور پر جانے کہ حضرت حق

مجھکو تمام خلق میں سے بہتر پیدا کر کے بڑی تاکید سے پانچ بار دربار میں حاضر ہونے کا اذن مطلق دیا ہے
اور محتاج کسی اور کے اذن کا اور احسان مند کسی دربان یا نقیب کا نہین کیا اور غیر حاضر
پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا ہے سو ایسی نعمت عظمی سے محروم رہنا اور عذاب سخت سر پر
لینا بڑی نادانی اور کمینہ پن ہے اس طرح عظمت نماز کی سمجھکر تمام آداب کہ لائق قبولیت بارگاہ
بادشاہ حقیقی کے ہین بجا لاوے پہلی طہارت و پاکیزگی کرے یعنی وضو کرے اور حاجت
نہانی کی ہو تو نہاوے جیسے کوئی بادشاہی دربار میں جانا چاہتا ہے تو پہلے حمام کرتا ہے
پھر کپڑے پہنکر جاتا ہے پھر منہہ طرف کعبہ کے کر کے کھڑا ہو بھید اسمین یہ ہے کہ کعبہ ناف زمین
ہے تمام زمین اوسی سے پھیلائی گئی ہے اور پیدایش جسم آدمی کی خاک سے ہے سو جسطرح
جسم ظاہر کو طرف اوسکی اصل کے متوجہ کرتا ہے اسی طرح باطن یعنے روح کو بھی طرف
اوسکی اصل یعنے حقتعالی کے جو اوسکا خالق ہے متوجہ کرے اور ہمیشہ اوقات پنجگانہ
نماز کو بے شبہ وقت دربار اور حضور کا جانے اور اپنی حاجات عرض کرے مثلاً جسوقت
کوئی بندہ قصد مناجات و عرض حاجات کا دلمین مقرر کر کے حاضر دربار خاص ہوا اور
نہایت تعظیم و درستی عقیدہ و نیت خالص سے روبرو اوس بادشاہ عالیجاہ کے کھڑا ہو کر
اور رخ عرض و التفات کا ہر طرف سے پھیر کر اللہ اکبر کہے یعنی اللہ بہت بڑا ہے تو اوسیوقت
وہ بادشاہ عالیجاہ اپنے بندے کے قصد و ارادے پر مطلع ہو کر عنایت خاصہ فرماتا ہے
اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا تکبیر مین مراد اوس سے دست بردار ہونا ہے دونون جہان
سے نیت و تکبیر فرض ہے پھر دعای استفتاح ہے کہ اوسمین تعظیم و توحید ہے یہ دعا سنت ہے
پھر جسقدر الفاظ تعظیم و توحید کے بندہ کی زبان سے صادر ہوتے ہین عنایت شاہی اوس
بندہ کے حال پر دو چند ہوتی ہے اوسی وقت نزول رحمت الٰہی کا کہ حضوری بادشاہ کی میسر ہے
دل اپنا حاضر کر کے حاجات اپنی عرض کرے لکن پہلی عرض کہ مضمون ہے دفع شیطان
کا کہ وہ بڑا حاسد اور دشمن قدیم ہے ہوشیار ہو کر دلمین لاوے اور زبان سے آعوذ پڑہکر

بسم اللہ کہنے یہ شروع ہوا عرضداشت کا عرضداشت یہ ہے الحمد للہ تا ولا الضالین
یہ عرضداشت اللہ پاک نے اپنے بندون کی زبان سے فرمائی کہ جسوقت جی چاہے اس طرح
کہا کرین اسکے بعد آمین ہے یعنی ہماری عرض قبول کر اور یہ مسنون ہے نہ جزو قرآن بالاتفاق
پھر نماز مین فاتحہ کے ساتھہ ایک اور سورہ ملانے یہ واجب ہے اور مطلق قرآن بقدر تین
آیت کے فرض ہے اور پڑہنا اعوذ وبسم اللہ کا سنت ہے سورۂ اخلاص مین اللہ کی توحید
وصمدیت و بیچونی و بڑائی کا ذکر ہے اسی لئے ثلث قرآن ٹہیری ہے احد ایک کو کہتے
ہین جسکا کوئی شریک نہو صمد یعنی بے نیاز وہ ہے جو کسی کا محتاج نہو سب اوسی کے
محتاج ہون اوسنے نہ کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اوسکے جوڑ کا کوئی نہین اس
سورت مین رد ہے شرک اور وحدت وجود اور بدعت عقیدہ کا غرضکہ اس عرضداشت
کے مضمون کو اسطرح سمجھے جیسے مفلس سے مفلس تونگر سے تونگر بادشاہ کے سامنے
ہاتھہ باندہکر کہڑا ہوکر اپنی عاجزی ومفلسی اور اوسکی بزرگی و بڑائی بیان کرتا ہے اور
پھر امیدوار ہوکر کچھہ مانگتا ہے اور جب وہ مفلس عنایت بے نہایت اوس بادشاہ
کی معلوم کرتا ہے تو بڑی تعظیم سے آرزوی پابوسی کرکے جہکتا ہے اور کہتا ہے سبحان
ربی العظیم رکوع دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ بسبب حضوری کے عظمت مین
پیٹھہ میری جہک گئی اس تعظیم کے بعد کہڑا ہوکر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے اور
اس رکن کی دعا وثنا کرتا ہے یہ کہڑا ہونا پیچھے رکوع کے دلیل ہے اسپر کہ مین عاجزی
پر مستقیم ہوا اور یہ کہڑا ہونا واجب ہے قول صحیح پر اور یہ دعا پڑہنا سنت ہے اب
وقت پابوسی کا آیا سجدہ کرے اور کہے سبحان ربی الاعلی رکوع وسجود مین بقدر
ایک تسبیح کے پڑہنا فرض اور تین بار کہنا سنت ہے لکن مضمون اس مدح وثنا کا بقدر
اپنے حوصلہ کے سمجہنا بہت ضرور ہے کہ بعد تعظیم کے پہر کہڑا ہونا اور مدح وثنا کا عرض کرنا
اور پورا استعمال کہ زمین پہ سر رکہنا سبب اسکا کیا ہے سو رکوع جو مقام بڑی تعظیم کا ہے

اس بندہ کو معلوم ہوا کہ تجہہ پر بڑی عنایت صاحب کی ہے جو ایسے مقام معزز مین تو بے منت احسان
کسی چوبدار نقیب کے داخل ہوا اسی شے سجدہ مین تعریف کرتا ہے اور اس نعمت عظمی
کا شکر بجالاکر یا تہا اپنا سر پر گرتا ہے اور بار بار کہتا ہے سبحان ربی الاعلی
یہ سجدہ مقام نہایت قرب وظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مارے ہیبت
کے بیٹہے مضمون جو نہین کہنے پایا اسلئے حکم ہوا کہ دم بہر ٹہیر کر دوسری بار عرض کر
یہ مضمون ہے جلسہ کا اور جلسہ مین ان الفاظ کا کہنا نہایت خوب ہے اور سنت ہے وہ
الفاظ حدیث صحیح مین یون آئے ہین اللہم اغفرلی الخ پہر اللہ اکبر کہکے زمین پر سر
رکہے اور سبحان ربی الاعلی کہے یہ کلمہ دلیل ہے اللہ کے علو واستوا پر جسوقت
رکوع یا سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہے تو اس اللہ اکبر کے مضمون کو اوسیطرح سمجہے کہ جیسے
پہلی تکبیر مین سمجہا تہا جسوقت یہ بندہ عرضداشت اور تعظیم اور عرض حاجات وتسبیح
موافق اپنے حوصلہ کے کر چکا تو قابلیت بیٹہنے کی حاصل کی اگرچہ بیٹہنا ایسے بادشاہ
عالیجاہ کے روبرو ترک ادب ہے لکن یہ بیٹہنا سامنے اپنے مالک کے اسلئے ہے کہ
مثلاً مالک جسوقت پاؤن اپنا دراز کرے اور یہ بندہ کہ اسپر خدمت پا چپی کی لازم ہے
بجالاوے یا یہ کہ منتظر حکم کا ہے لکن اس مقام کو بہی خالی عبادت سے نہین رکہا جیسے
درود وتحیت وسلام اور پڑہنا تشہد کا مقرر ہوا ہے پڑہنا التحیات کا قعدۂ اولی
مین سنت اور دوسرے مین واجب ہے قعدۂ آخر کو اس طرح سمجہے کہ یہ وقت دربار
کے رخصت کا ہے السلام علیکم کر کے باہر آجاوے سو التحیات اوس دربار
کا سلام ہے پہر نبی صلعم پر سلام ہے پہر اپنے اور سب بندون کے لئے ہے پہر تشہد
ہے یعنی گواہی توحید ورسالت کی بنایہ گواہی اس بات کی ہے کہ اللہ کو ایک جانے
اوسکی بندگی مین کسی کو شریک نکرے حضرت کو اوسکا بندہ ورسول پہچانے اور جانے
کہ ایسے مضمون زبان پر لانے اور دل مین یقین کرنے سے مسلمان ہوا ہے اور نماز

درمیں ہوئی اور اسی مضمون پر ختم ہوئی اور معلوم کرلے کہ جس مضمون پر مدار کسی کام کا ہوتا ہے
تو تکرار اوسی مضمون کی اول اور آخر آیا کرتی ہے اسی لئے بعد تکبیر تحریمہ کے وجہت وجھی الخ
پڑہتے ہین کہ اوسمین اثبات توحید ونفی شرک کا مضمون ہے اور اندر نماز کے بہی یہ مضمون
بہت ہے جیسے لا الہ غیرک و ایاک نعبد و ایاک نستعین اور جسوقت
دربار سے رخصت ہو تو یہی عہد و پیمان کرکے اوٹھے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اسکے بعد درود معمولی پڑہے پہر اللھم صل علی
محمد وازواجہ وذریاتہ کما صلیت علی ابراھیم اللھم بارک علی محمد
وازواجہ وذریاتہ کما بارکت علی ابراھیم انک حمید مجید کہے پہر یہ
دعا مانگے اللھم انی ظلمت نفسی الخ پہر یہ دعا کرے اللھم انی اعوذ بک من
عذاب القبر واعوذ بک من عذاب جھنم واعوذ بک من شر المسیح
الدجال واعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات اللھم انی اعوذ بک من المأثم
والمغرم یہ دعائین پڑہنا بہتر ہے اسلئے کہ وقت قبولیت دعا کا ہے اور درود پڑہنا
واجب ہے بدلیل صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور اوٹہنا یعنی دربار سے باہر آنا
اسی کلام پر مقرر ہوا ہے کہ وہ بہی خالی عبادت سے نہین ہے اسطرح کہ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ اسکا مضمون اسطرح پر سمجہے کہ جسوقت پہلا سلام ہوا وسوقت مقتدی
جو پیچہے امام کے اور برابر اوسکے ہے امام دہنی طرف والی مقتدی و فرشتون کے نیت
کرے اسیطرح بائین طرف کے سلام مین امام بائین مقتدی اور فرشتون کے نیت کرے
اور جو مقتدی کہ امام کے دہنے تہے سلام مین مقتدی و فرشتون کے جو اوس سے دہنی
طرف ہین نیت کرے اور بائین سلام مین امام و مقتدی و فرشتون کے جو اوسکے بائین
طرف ہین نیت کرے اسیطرح جو مقتدی کہ امام کے بائین ہے اور جو مقتدی کہ دہنی
کنارے صف کے ہے دہنے سلام مین فرشتون کی نیت اور بائین سلام مین امام

وسعت دی و فرشتون کی آمد تم دی بائین طرف کے کنارے والون کے وعلی ہذا القیاس
اور مستغفر وقت سلام کے ملائکہ کرام کا تابعین کی جماعت کے داہنے و بائین مین نیت کرے
سب خوبیان جماعت کی ہین کہ آپس مین سلام و رحمت تحیت ہین اور سوا نماز کے بھی سلام
ورحمت کے تحفے بازی ہین کہ مسلمان کا پیشہ یہی ہے اسکے بعد یہ دعا پڑھنا سنت ہے
اللهم أنت السلام الخ اسکے سوا اور بھی بہت دعائین ہین جو نسی چاہے پڑھے لیکن
معنی ہر دعا کے معلوم کر لے یعنی اپنی حاجت پر مطلع ہونا اور یہ مضمون دل مین لانا کہ
جو مانگتا ہون مقرر ملیگا نہایت ضرور ہے وتر مین دعای قنوت پڑھے اللهم انا نستعینك
الخ یہ قنوت عمر رضی الله عنہ ہے دوسرا قنوت وہ ہے جو امام حسن کو حضرت نے سکھایا تھا
وہ اصح صحیح ہے اوسی کو پڑھے یا ان دونون کو جمع کرکے وہ یہ ہے اللهم اهدنی فیمن
هدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت
وقنی شر ما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك انه لا یذل من والیت ولا
یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرك ونتوب الیك وصلی الله علی
النبی ترمذی نے کہا ہے کہ بہترین احادیث جو قنوت مین مروی ہین یہ حدیث ہے امام احمد نے
کہا ہے قنوت وتر مین ہرگز ثابت نہین ہے جو کچھ ثابت ہے وہ نماز صبح مین ہے ان تمام
الفاظ قنوت اول وثانی کو جدا جدا سمجھے کہ ایک ایک لفظ اوسکا سارے علائق غیر خدا کو قطع
کرتا ہے اور طرف رب کے پھیرتا ہے یعنی اوس سے مدد چاہنا اور بخشش مانگنا اور ایمان
لانا اور اوسی پر بھروسا کرنا اور خوب تعریف کرنا اور شکر کرنا اور ناشکر نہونا اور گناہگار سے
جو گناہ کرتا ہو نفرت کرنا اور خاص اوسی کی بندگی کرنا اور نماز پڑھنا اور اوسی کو سجدہ کرنا اور
اوسی طرف قدم رکھنا اور حکم بجالانا اور اوسکی رحمت کا امیدوار رہنا اور اوسکے عذاب سے
ڈرنا اور جسنے اوسکی نافرمانی کی اوسپر عذاب ہے اور الله ہی سے سوال ہدایت و عافیت
و ولایت و حفظ شر و طلب عزت کا ہمراہ برکت و ثنا و استغفار و توبہ کے کرنا جسوقت کوئی

مسلمان اسطرح سمجھکر کیفیت نماز کی حاصل کرے تو بعد نماز کے اس کیفیت کو بھی ہاتھہ سے نہ دے اور بندگی سے اپنے رب کے باہر نجاوے کہ باہر ہونا بندگی سے کام بندے کا نہین ہے بندہ وہی ہے کہ اپنے رب کو اپنے پاس ہی جانے یہ نہین کہ نماز مین مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین کہے اور بعد نماز کے اوسکی مالکیت و بندگی مین اور کو بھی شریک کرے اور ہر کام مین نام اور دن کا مدد کے ساتھہ پکارے یا دل مین غیر کا خیال لاوے اور جسطرح نماز مین اپنے رب کے سامنے سیدھی راہ طلب کرے یعنی اهدنا الصراط المستقیم کہے تو پھر اوسی راہ کی تحقیق بھی کرے اور غافل نہ رہے جس قدر انسان بسبب غفلت و شرک و بدعت اور اوس چیز کے کہ رخ اوسکا طرف شرک و بدعت کے ہو رغبت کرتا ہے راہ سیدھی اور طریق محمدی سے دور پڑتا ہے یعنی سنتی نہین رہتا اگرچہ علم بھی رکھتا ہو اوس علم کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی واسطے بڑھانے اور تیز کرنے نظر کے دوربین رکھتا ہے سو جسکی بینائی نہو اوسکو دوربین کیا کام آتی ہے علم کا حاصل فرمان بردار ہونا اپنے رب کا ہے نہ کہ ہر چیز کی تحقیق مین رہنا اور مقصود اصلی کو نہ سمجھنا یہ سب خرابیان عقیدے کی سستی سے ہوا کرتی ہین درستی عقیدہ کے لیے مضمون آیۃ الکرسی کا کسی عالم دیندار خداشناس یزدان پرست سے سنا چاہیے کہ یہ آیت واسطے درستی عقیدہ کے نازل ہوئی ہے کہ جو اکثر لوگون کے دل مین بعضے مضمون بے ایمانی کی جگہہ پکڑ گئے تھے اونکے جواب اللہ تعالی نے اس آیت مین آپ فرمائے اور اس آیت کی تعریف حضرت نے تمام قرآن سے بڑھکر فرمائی ہے انتہے حاصلہ اسمین کچھہ کم و بیشی الفاظ کی کی گئی ہے ۰

## فصل

جب بندہ اپنے مالک کے فرضون سے ادا ہوچکا تو اسوقت مین وہ بقدر فرصت کچھہ

وظیفہ بھی پڑھ لیا کرے کہ واسطے کشائش امور دین و دنیا کے بہت مفید ہے سوا اسکے
پانچون وقت کے وظائف مین سے ایک ایک دو دو وظیفے لکھے جاتے ہین اگر زیادہ
ہوسکے تو انہین کلمات کو پڑہے ہرگز غفلت نکرے کہ تہوڑی سی فرصت مین بہت
سا ذخیرہ عاقبت کا جمع ہوجائیگا یہ وظیفے بعد نماز پنجگانہ کے مقرر ہین انکے پڑہنے سے
ثواب آخرت کا اور فائدہ دنیا کا حاصل ہوتا ہے انہین بعض وظیفے حدیث اور بعض
قرآن پاک سے ثابت ہین ہر انسان کو لازم ہے کہ اس ثواب سے محروم نرہے ف
حدیث الحارث تمیمی مین فرمایا ہے کہ جو کوئی بعد نماز فجر و مغرب کے سات بار اللہم
اجرنی من النار کہیگا اور اوسدن مین یا رات مین مرجائیگا تو اوسکے لیے آگ دوزخ
سے پناہ لکہی جائیگی رواہ ابو داؤد وابن حبان اسی طرح جو کوئی بعد نماز صبح و مغرب کے
دس بار قبل پاؤن بدلنے کے یہ کہیگا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک
ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر تو اوسکے لیے دس نیکیان لکہی جائینگی
اور دس برائیان اوسکی دور ہونگی اور دس درجے اوسکے بڑہینگے اور اوس دن وہ
شیطان سے بچاؤ مین رہیگا رواہ الترمذی عن ابی ذر واحمد والنسائی وابن
حبان عن ابی ایوب مجمع الزوائد مین کہا ہے رجالہ ثقات انتہی ام سلمہ کہتی ہین حضرت
بعد نماز فجر کے کہتے تہے اللہم انی اسئلک رزقا طیبا وعلما نافعا وعملا
متقبلا رواہ الطبرانی وقال فی مجمع الزوائد ورجالہ ثقات احمد وابن ماجہ وابن سنی
مین بہی اسیطرح کہا ہے کہ اس دعا کو بعد صبح کے پڑہتے تہے ۵

ای خالق ہر بلند و پستی — شش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراخ دستی — ایمان و امان و تندرستی

ثوبان نے کہا ہے حضرت جب نماز پڑہ چکتے تین بار استغفر اللہ کہتے حدیث ابو ہریرہ
مین رفعا آیا ہے کہ جو کوئی پیچہے ہر نماز کے ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ

اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہے گا تو اوسکے گناہ بخشدے جاینگے گو برابر کف دریا کے ہون اخرجہ مسلم ترمذی مین لا الہ الا اللہ کا دس بار کہنا اور اللہ اکبر کا ۳۴ بار ابن عباس سے رفعاً آیا ہے اور فرمایا ہے کہ انکا کہنے والا سابق کو پالیگا اور اوسپر کوئی سبقت نکریگا عقبہ بن عامر کا لفظ یہ ہے کہ حضرتؐ نے مجکو حکم دیا کہ مین بعد ہر نماز کے معوذتین پڑہا کرون رواہ اہل السنن وابن حبان والحاکم ابو امامہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ جو کوئی بعد ہر نماز کے آیۃ الکرسی پڑہیگا اوسکو کوئی چیز دخول جنت سے سوا موت کے نروکے گی رواہ النسائی وابن حبان براء بن عازب کہتے ہین حضرتؐ بعد نماز کے کہتے رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک رواہ مسلم معاذ سے فرمایا تہا مین تجکو وصیت کرتا ہون کہ تو بعد کسی نماز کے اس دعا کا کہنا نہ چہوڑ اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک اخرجہ ابو داؤد اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد حدیث صحیح مین آیا ہے کہ پڑہنا سورۂ تبارک الذی کا ہر شب عذاب قبر سے مانع ہوتا ہے اسکو بعد نماز عشا کے دو رکعت نفل مین پڑہتے ہین حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے مین چاہتا ہون کہ یہ سورت ہر مومن کے دلمین ہو رواہ الحاکم ف سورۂ اذا زلزلت کو ربع بلکہ نصف قرآن اور کافرون کو ربع قرآن اور اذا جاء نصر اللہ کو ربع قرآن اور سورۂ اخلاص کو ثلث قرآن فرمایا ہے ایک شخص کو سنا کہ قل ھو اللہ احد پڑہتا ہے کہا اسکے لئے جنت واجب ہوگئی رواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ معوذتین کے حق مین فرمایا ہے کہ اقرء بھما کلما نمت وقمت یعنی سوتے وقت اور جاگتے وقت انکو پڑہا کر اسکو ابن ابی شیبہ نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے ابن عمر کہتے ہین حضرتؐ یہ دعا کیا کرتے تھے اللھم انی اعوذ بک من زوال نعمتک وتحول

عافیتک وفجاءة نقمتک وجمیع سخطک رواه مسلم حصین والد عمران کو
فرمایا تھا یہ دعا کیا کر اللهم الهمنی رشدی واعذنی من شر نفسی رواه الترمذی
عائشہ کہتی ہیں حضرت یوں دعا کرتے تھے اللهم اجعل اوسع رزقک علی عند کبر
سنی وانقطاع عمری رواه الحاکم والطبرانی حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے کہ یوں کہا کرو
اللهم انا نعوذ بک من جهد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتة
الاعداء رواه البخاری حدیث بسر بن ارطاة میں آیا ہے کہ یوں دعا کرتے تھے
اللهم احسن عاقبتنا فی الامور کلها واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرة
رواه ابن حبان دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ جو اس دعا کو پڑھے گا وہ مرنے سے پہلے
کسی مصیبت میں نہ پھنسے گا رواه الطبرانی یعنی اوسکو کوئی بلا مرنے تک نہ پہنچے گی
وللہ الحمد انس کہتے ہیں اکثر دعا حضرت کی یہ تھی ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة
حسنة وقنا عذاب النار اخرجه الشیخان مسلم نے کہا ہے انس اسکو ہر دعا کے ساتھ
پڑھا کرتے تھے یہ دعا جامع ہے جملہ خیرات دارین وحسنات کونین کو سوال عافیت کی احادیث
صحیحہ میں بہت تاکید آئی ہے اللهم انا نسألک العفو والعافیة فی الدین والدنیا
والآخرة اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنا فرمایا بعد یقین کے کوئی چیز عافیت سے
بڑھ کر نہیں دیگئی ہے حدیث معاذ میں آیا ہے کہ حضرت نے ایک شخص کو سنا وہ کہتا تھا
یا ذا الجلال والاکرام فرمایا قد استجیب لک فسل رواه الترمذی وحسنه
یعنی تیرا کہنا قبول ہوا اب تو جو مانگتا ہو مانگ وہ تجھکو ملیگا حدیث ابو امامہ میں فرمایا ہے جو کوئی
تین بار یا ارحم الراحمین کہتا ہے فرشتہ موکل کہتا ہے ان ارحم الراحمین قد اقبل
علیک فسل رواه الحاکم حدیث انس میں مرفوعا آیا ہے کہ جو کوئی اللہ سے سوال جنت کا
کرتا ہے جنت کہتی ہے اللهم ادخله الجنة رواه الترمذی وابن حبان وصححه
اللهم انی اسألک الجنة واعوذ بک من النار حدیث سعد بن ابی وقاص میں فرمایا ہے

کہ جو مسلمان کسی شئے مین یہ دعا کرتا ہے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
اللہ اوسکی دعا قبول فرماتا ہے رواہ الترمذی والحاکم واحمد قرآن مین فرمایا ہے
فنجیناہ من الغم وکذلک ننجی المومنین یہ دعا واسطے رفع بلا کے تریاق مجرب ہے
اسکو دوسری حدیث مین اسم اعظم فرمایا ہے حدیث ابوہریرہ مین ہے کہ جو کوئی اسماء حسنی
یعنی نو دو نہ نام کو یاد کرلیتا ہے وہ جنت مین جائیگا رواہ البخاری وغیرہ **ف** حدیث
عثمان رض مین رفعاً آیا ہے کہ جو کوئی ہر صبح وشام تین بار بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ
شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم کہے گا تو ہر ضرر اوس سے دور
رہیگا ابوہریرہ کی حدیث مین کہنا اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق کا
تین بار صبح وشام آیا ہے رواہ الطبرانی وحسنہ الترمذی اسکے کہنے والے کو
کوئی ڈنک کسی کیڑے کا اوس رات دن مین نہ پہنچیگا ابوداؤد مین عبداللہ بن خبیب سے
رفعاً آیا ہے کہ پڑھنا قل ھو اللہ و معوذتین کا تین بار کفایت کرتا ہے ہر شئی سے یعنی صبح وشام
حدیث سلام خادم حضرت مین رفعاً آیا ہے جسنے کہا صبح وشام رضینا باللہ ربا وبالاسلام
دینا وبمحمد صلعم نبیا واسکو لاحق ہے اللہ پر کہ اوسکو راضی کردے رواہ اھل السنن
والطبرانی حضرت نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا تو میری وصیت نہین سنتی صبح وشام یون کہا
یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین
رواہ النسائی والحاکم وصححہ حدیث اوس بن اوس مین بابت سید الاستغفار کے فرمایا ہے
کہ اگر شام کو کہا اور مرگیا جنت مین گیا اور اگر دن کو کہا اور مرگیا جنت مین گیا رواہ البخاری
ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس نعمت عظمی کی قدر کرے اور ہر صبح وشام ایکبار تو ضرور ہی حضور
دل سے اسکو پڑھ لیا کرے وہ یہ ہے اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا
عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر
ما صنعت ابوءلک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب

الا انت حدیث ابو الدرداء مین فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح و شام سات بار یہ کلمے کہا

حسبی اللّٰہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم اللّٰہ اوسکے

ہر رنج و اندوہ دنیا و آخرت کو کفایت کریگا اس کہنے مین خواہ وہ سچا ہو یا جہوٹا اخرجہ ابو

داؤد و ابن السنی اور اگر کسی قرض یا رنج و فکر مین مبتلا ہو تو یہ دعا صبح و شام بعد نماز کے

مانگے یا ہر نماز کے اللّٰھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذ بک من العجز

والکسل واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من غلبۃ الدین وقہر

الرجال رواہ ابو داؤد من حدیث ابی سعید الخدری حدیث ابو سعید خدری

مین فرمایا ہے جسنے کہا وقت جانیکے بستر پر تین بار استغفر اللّٰہ الذی لا الہ الا

ھو الحی القیوم واتوب الیہ بخشے گئے گناہ اوسکے اگرچہ برابر کف دریا کے یا شمار برگ درخت

یا عدد ریگ بیابان یا عدد ایام سال کے کیون نہون رواہ الترمذی وقال حسن غریب

اسمین بڑی فضیلت ہے مغفرت ذنوب کی سو اللّٰہ کا فضل واسع اور اوسکی عطا بےحساب

ہے حدیث انس مین فرمایا ہے جب تو بستر پر لیٹے فاتحہ و قل ھو اللّٰہ پڑہ تو ہر شے سے امن

مین رہیگا مگر موت سے رواہ البزار السحاس دعوات ماثورہ بہت ہین سب کا اسجگہ لکہنا

خصوصًا مطولات کا مشکل ہے اگر اسمین چند ادعیہ مختصرہ و کلمات موجزہ پر مواظبت

کیجائے تو بہی غنیمت ہے اسمین کوتاہی کرنا خیر کثیر سے محروم رہنا ہے حقیقۃ الصلوٰۃ

مین کہا ہے بعد نماز صبح کے سو بار لا الہ الا اللّٰہ الملک الحق المبین پڑہے عذاب

آخرت سے نجات اور دنیا مین کشایش رزق کی ہوگی اور بعد ظہر کے پانچ سو بار حسبنا

اللّٰہ ونعم الوکیل کہے فرصت نہو تو ۵۰ بار ضرور پڑہ لے حدیث مین آیا ہے لا الہ

الا اللّٰہ افضل الذکر ہے پہر کہا ہے کہ جو شخص ستر ہزار بار عمر بہر مین اسکو پڑہیگا

وہ بلاشک جنتی ہوگا اور اگر والدین و قرابت کے لئے اتنی بار پڑہے گا تو وہ بہی بخشے

جائینگے اور بعد نماز عشا کے سو بار درود پڑہے پہر اللّٰہ تعالیٰ توفیق عبادت کی اگر زیادہ دے

تو زیادہ پڑھے لیکن اتنا ہر مسلمان کو پڑھنا ضرور چاہیے اور اوسکے ثواب سے کہ بہت بڑا اجر ہے محروم نرہے انتہی

# باب دوم بیان مین روزہ کے

اس باب مین کئی فصلین ہین

## فصل بیان مین جو وب وفضل صوم کے

قال الله تعالی یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم الی قولہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے قال الله عزوجل کل عمل ابن آدم لہ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ والصیام جنۃ من النار والصیام جنۃ من النار فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی صائم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم عند الله اطیب من ریح المسک للصائم فرحتان یفرحہما اذا افطر فرح بفطرہ واذا لقی ربہ فرح بصومہ رواہ البخاری واللفظ لہ ومسلم وفی روایۃ لمسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ عشر امثالہا الی سبعمأۃ ضعف قال الله تعالی الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ وطعامہ من اجلی الحدیث یعنی ہر عمل آدمی کا آدمی کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے مین ہی اوسکا بدلا دونگا روزہ سپر ہے آگ دوزخ سے تم مین جب کسی کا روزہ ہو تو وہ بے شرمی کا کام نکرے اور شور وغوغا نہ مچاوے اگر کوئی اوسکو گالی دے برا کہے یا لڑے تو کہدے کہ میرا روزہ ہے والله بدبو روزہ دار کے دہن کی نزدیک الله کے بو مشک سے بھی زیادہ تر پاکیزہ ہے صائم کو دو طرح کی خوشی ہوتی ہے جب وہ خوش ہوتا ہے

ایک وقت افطار کے دوسرے وقت ملاقات خدا کے ہر عمل آدمی کا دس گنے سے سات
سو گنے تک ہوتا ہے مگر روزہ کہ اللہ نے فرمایا وہ میرے لئے ہے میں ہی اوسکی جزا دونگا
میرے لئے اپنی خواہش اور غذا ترک کر دیتا ہے معلوم ہوا کہ اجر صوم کا بے حساب ہے سات
سو گنے سے بھی زیادہ ہوتا ہے حدیث سہل بن سعد میں فرمایا ہے جنت میں
ایک دروازہ ہے ریان نام اوس سے روزہ دار ہی بہشت میں دن قیامت کے داخل
ہونگے اور کوئی نہ جائیگا پھر وہ دروازہ بند کر دیا جائیگا رواہ الشیخان ترمذی نے
اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ جو اوس دروازہ میں گھسیگا وہ کبھی پیاسا نہوگا حدیث ابوہریرہ
میں صوم کو ایک حصن حصین نار سے فرمایا ہے رواہ احمد ابوامامہ نے کہا تھا حضرت
مجکو ایسا کام بتاؤ جس سے میں جنت میں داخل ہوں فرمایا روزہ رکھ کہ اسکے برابر کوئی عمل
نہیں ہے رواہ النسائی وابن حبان ابوسعید نے رفعاً کہا ہے روزہ نہیں رکھتا کوئی
بندہ راہ خدا میں لیکن دور کر دیتا ہے اللہ منہ اوسکا آگ سے ستر برس کی راہ تک رواہ الشیخان
حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے روزہ شفاعت کریگا دن قیامت کو اللہ اوسکی شفاعت
قبول فرمائیگا رواہ احمد ابوہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ جمعہ تک
اور رمضان رمضان تک کفارہ ہیں درمیان کے گناہوں کے جبکہ کبائر سے بچا رہے
رواہ الشیخان حسن نے رفعاً کہا ہے اللہ ہر رات کو رمضان میں چھ لاکھ آدمی آگ
سے آزاد کرتا ہے اور جب آخر رات ہوتی ہے تو بعدد گذشتہ آزاد فرماتا ہے رواہ البیہقی
مرسلاً عمرو بن مرہ جہنی کہتے ہیں ایک مرد نے کہا اے رسول خدا بھلا اگر میں گواہی دوں
اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور نماز پنجگانہ پڑھوں اور زکوۃ ادا
کروں اور رمضان کا روزہ رکھوں اور قیام رمضان کروں تو پھر میں کون ہونگا فرمایا
تو منجملہ صدیقین وشہداء کے ہوگا رواہ ابن حبان روزہ میں صبر کرنا پڑتا ہے طعام وشراب
وجماع سے اور صبر کا اجر بنص قرآن انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب بے شمار ہے

اللہ نے اسکو اپنی طرف نسبت کیا ہے اگرچہ ساری عبادتین اللہ ہی کے لیے ہوتی ہین جیسے
کعبہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اگرچہ سارا جہان اوسی کا ملک ہے روزہ مین
دو خاصیتین ہین جسکے سبب سے مستحق اس نسبت کا ہوا ہے ایک یہ کہ حقیقت روزہ
کی نکرنا ہے اور یہ باطن ہے آنکھون سے مخفی ہے ریا کو اوسکی طرف راہ نہین ہے دوسرے
یہ کہ اللہ کا دشمن ابلیس ہے ابلیس کے لشکر شہوات ہین روزہ اس لشکر کو شکست دیتا ہے
کیونکہ حقیقت اوسکی ترک شہوات ہے ؛

## فصل

روزہ ایک رکن ہے ارکان اسلام سے اور ایک ضروری ہے ضروریات دین سے جسطرح
تارک عمداً نماز بلا عذر کافر ہو جاتا ہے اسی طرح تارک صوم بہی عمداً بلا عذر کافر ہو جاتا ہے
بلا تفاوت دونون تارکون کا ایک ہی حکم ہے نماز عمل الیوم واللیلہ ہے روزہ عمل سال تمام ہے
وہ ہر دن مین پانچ بار ہے یہ سال بہر مین ایکبار جب ایک مرد عادل ہلال رمضان کو دیکہے
تو روزہ رکہنا واجب ہو جاتا ہے ابن عمر نے حضرت سے کہا تہا کہ مینے ہلال دیکہا ہے لوگون
کو حکم صوم کا دیا اسکو ابو داؤد و دارمی و ابن حبان نے روایت کیا ہے حاکم نے صحیح کہا ہے
احمد و شافعی کا یہی مذہب ہے مالک کے نزدیک دو گواہ اور ابو حنیفہ کے نزدیک جمع کثیر
درکار ہے حق وہی قول اول ہے یا شعبان کی گنتی پوری ہو جائے بدلیل حدیث ابو ہریرہ
صوموا للرویتہ وافطروا للرویتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین
رواہ الشیخان یعنی صورت اشتباہ مین رجوع طرف اس اصل کے کرنا چاہیے پہر رمضان
کے تیس روزے رکہے جب تک کہ ہلال شوال نظر نہ آئے قبل اکمال کے اور جب ایک شہر
والے ہلال دیکہہ لین تو سارے اور شہر والون کو اونکی موافقت کرنا چاہیے بدلیل حدیث
صوموا للرویتہ الخ کیونکہ یہ خطاب ہے ساری امت کو کسی جگہہ ہون اور حدیث کریب

مین ذکر امر حضرت کا منہین ہے اس جگہ ابو حنیفہ رح کا مذہب قوی ہے شافعی شہر قریب کا اعتبار کرتے ہین روزہ اکل و شرب و قیئی عمد سے باطل ہوجاتا ہے اور جو شخص عمداً انشا کرے و دش کفارہ ظہار کے کفارہ دے یعنی ایک گردن آزاد کرے یا پیاپے دو ماہ تک روزہ رکھے یا ساٹھہ مسکینون کو کھلا دے روزہ مین تعجیل فطر اور تاخیر سحور کی مندوب ہے اور وصال حرام حضرت خود وصال کرتے لکن اورون کو منع فرماتے جب پوچھا تو کہا مین تمہاری طرح منہین ہون مین پاس اپنے رب کے بسر کرتا ہون وہ مجھکو کھلاتا پلاتا ہے سبب کہا یہ طعام و شراب محسوس تہا کسیکے کہا مراد غذای روحانی ہے یہی قول دوسرا مختار ہے کیونکہ اگر حقیقت طعام و شراب پر حمل کیا جاوے تو پہر وصال کہان ہوا ۰

لها احادیث من ذکراك تشغلها ۔ عن الشراب وتلهیها عن الزاد

لها بوجهك نور تستضیئ به ۔ ومن حدیثك فی اعقابها حاد

اذا اشتكت من كلال السیر واعدها ۔ روح القلوب فتحیی عند میعاد

**ف** جو شخص کسی عذر شرعی سے جیسے مرض و سفر ہے روزہ افطار کرے تو اوسپر قضا کرنا اوس روزہ کا واجب ہے اور یہ فطر واسطے مسافر کے اور جو اوسکی طرح ہو رخصت ہے لکن اگر ڈر تلف یا ضعف کا قتال سے ہو تو پہر عزیمت ہے اس باب مین احادیث صحیحہ آئی ہین اور میت کی طرف سے اوسکا ولی روزہ رکھے بدلیل حدیث عائشہ رض مرفوعاً من مات وعلیه صیام صام عنه ولیه رواه الشیخان مختار محققین علما و اہل حدیث یہی ہے اور جو شخص اتنا بوڑہا ہو کہ ادا و قضا دونون سے عاجز ہو وہ ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کہلائے اسی طرح بوڑہی عورت اور حمل والی اور دودہ پلانے والی ابن عباس اسی طرف گئے ہین اور یہی راجح بہی ہے **ف** صوم تطوع مین ایک تو چہہ روزے شوال کے ہین انکو حدیث ابو ایوب مین صوم دہر ٹہیرایا ہے رواہ مسلم یہ گویا بمنزلہ سنن رواتب کے نماز مین ہین دوسرے نو روزے ذی حجہ کے انمین سب سے زیادہ تاکید روز عرفہ کی ہے

حدیث ابو قتادہ مین فرمایا ہے کہ یہ روزہ کفارہ ہے دو سال گذشتہ و آیندہ کا رواہ مسلم
تیسرے دس روزے محرم کے ہین یہ بعد رمضان کے افضل صیام ہین انمین سب سے زیادہ تاکید
یوم عاشورا کی ہے حضرت نے خود بھی رکھا اور دوسرون کو بھی اوسکے رکھنے کا حکم دیا اور
فرمایا کہ اگر سال آیندہ تک زندہ رہونگا تو نوین محرم کو بھی روزہ رکھونگا رواہ مسلم چوتھا
روزہ شعبان کا ہے حضرت اس ماہ مین بہت روزے رکھتے پانچوین روزہ دوشنبہ و
پنجشنبہ کا ہے انمین قصد کر کے روزہ رکھتے اور فرماتے ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اعمال عرض
کئے جاتے ہین اخرجہ احمد من حدیث ابی هریرة چھٹے تین روزے ایام
بیض کے ہین انکو صیام دہر فرمایا ہے ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - اور کبھی عشرۂ اولی یا اخیر مین
رکھتے اور افضل تطوع یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے حضرت داود
علیہ السلام اسی طرح کیا کرتے تھے اور صوم دہر مکروہ ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ حضرت
نے فرمایا ہے لا صام من صام الابد رواہ الشیخان وغیرهما اور تنہا روزہ
رکھنا دن جمعہ کے یا دن شنبہ کے مکروہ ہے بدلیل حدیث جابر نهی عن صوم یوم الجمعة
رواہ الشیخان و بدلیل حدیث صماء بنت بسر جو نزدیک احمد و ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ
و ابن حبان کے آئی ہے اور ابن السکن نے اوسکو صحیح کہا ہے لا تصوموا یوم السبت
الحدیث اور روزہ رکھنا دن عیدین کے حرام ہے اسی طرح استقبال کرنا رمضان کا ایک دو
دن کے روزہ سے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جو صحیحین مین آئی ہے لا یتقدمن احدکم
رمضان بصوم یوم او یومین الا ان یکون رجل کان یصوم صوما فلیصمہ
ف اہل علم نے کہا ہے روزہ مین چند چیزین فرض ہین ایک طلب کرنا ماہ رمضان کا
تاکہ یہ بات معلوم کرسکے کہ ۲۹ یا ۳۰ کا ہے اسمین گواہی ایک عدل کی کافی ہے دوسرے
نیت کرنا رات سے کہ ہر رات نیت کرے اور یاد رکھے کہ یہ روزہ رمضان کا ہے اور فرض
واجب الادا ہے سو جو مسلمان اسکو یاد رکھیگا اوسکا دل خود نیت سے خالی نہ ہوگا

تیسرے یہ کہ کوئی چیز اپنے باطن میں پہنچائے حقنہ اور نسعوط حجامت کرنا سرمہ لگانا کان میں
سلائی ڈالنا پنبہ احلیل میں رکھنا زیان نہیں کرتا اسلئے کہ باطن وہ ہے جو کسی چیز کو قرار دے
جیسے دماغ و شکم و معدہ و مثانہ چوتھے یہ کہ بی بی سے مباشرت نکرے اور اگر رات کو
صحبت کی ہے اور بعد صبح کے نہایا تو جائز ہے پانچویں یہ کہ قصداً منی باہر نکالے چھٹے
یہ کہ قصداً قی نکرے اور اگر بے اختیار قی ہو جاویگی تو روزہ بجا رہیگا سنن صوم جو
بھی چھ ہیں سحری میں تاخیر کرنا افطار میں جلدی کرنا خرما کہا کر یا پانی پی کر اور صدقہ کرنا اور کھانا
کھلانا اور بہت پڑہنا قرآن کا اور مسجد میں اعتکاف کرنا خاصۃً عشرۂ آخر میں کہ لیلۃ القدر
اسی عشرہ میں ہوتی ہے حضرت اس رات جاگتے اور خوب عبادت کرتے یہ رات ۲۱ یا
۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ کو ہوتی ہے ۲۷ ممکن تر ہے اولی یہ ہے کہ اعتکاف ایک دہائی کا پیوستہ
کرے **ف** اعتکاف بلا اختلاف مشروع ہے ہر وقت میں اندر مسجدوں کے ہو سکتا ہے
اور رمضان میں موکد تر ہے خصوصاً عشرۂ اخر رمضان میں اور کوشش بجا لانا عمل میں
اندر اعتکاف کے اور شبہای قدر میں قیام کرنا مستحب ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے
من قام لیلۃ القدر ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ الشیخان
تعیین لیلۃ القدر میں قریب چالیس قول کے ہیں حجۃ البالغہ میں کہا ہے لیلۃ القدر دو رات
ہیں ایک وہ رات جسمیں سارا قرآن یکبارگی اترا پہر پارہ پارہ ہو کر آیا یہ رات اندر سال
کے ہوتی ہے کچھ واجب نہیں ہے کہ رمضان ہی میں ہو ہاں رمضان مظنۂ غالب ہے
جب قرآن اترا تہا تو اتفاقاً یہ شب رمضان ہی میں پڑی تہی دوسری وہ رات ہے جسمیں
ایک طرح کا انتشار روحانیت و آمد ملائکہ کی زمین پر ہوتی ہے اس رات میں مسلمان
طاعات پر متفق ہوتے ہیں اور ملائکہ انکے نزدیک اور شیاطین دور ہو جاتے ہیں
اور دعا قبول ہوتی ہے یہ رات ہر رمضان میں اندر شبہای طاق کے ہوا کرتی ہے اور
اس سے خارج نہیں ہوتی جسنے کہا کہ لیلۃ القدر ہر سال میں ہوتی ہے اوسکی مراد اول ہے

اور جسنے کہا کہ عشرہ اخیر رمضان مین ہوتی ہے اوسکی مراد ثانی ہے اختلاف صحابہ کا اس شب مین مبنی ہے اختلاف وجدان پر جو اس شب کو پالئے وہ یہ دعا کرے اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا انتھی ابو حنیفہؒ نے فرمایا یہ رات رمضان مین ہوا کرتی ہے ہم نہین جانتے کہ کونسی رات ہے پہر معتکف کو چاہیے کہ جائے اعتکاف سے باہر نہ نکلے مگر قضاءً حاجت کو اگر کسی بیمار کا پوچہنا ہو تو راہ چلتے پوچہہ لے **ف** روزہ کے تین درجے مین ایک روزہ عوام کا دوسرا روزہ خاص کا تیسرا روزہ خاص الخاص کا عوام کا روزہ تو وہی ہے جسکا ذکر ہو چکا اسکی نہایت یہی روکنا ہے بطن وفرج کا طعام وشراب وجماع سے یہ ادنی درجہ ہے روزہ خاص الخاص کا یہ ہے کہ دل کو اندیشۂ غیر حق سے نگاہ رکہے اور اپکو بالکل حوالہ خدا کردے اور جو کچہہ سوا خدا کے ہے اوس سے ظاہر وباطن مین روزہ دار ہو اگر سوا حدیث حق کے اور جو کچہہ کہ متعلق حق ہے کسی اور چیز کا اندیشہ کریگا تو روزہ جاتا رہیگا اسی طرح اگر غرض دنیاوی مین فکر کریگا گو مباح ہو روزہ باطل ہو جائیگا مگر وہ اندیشۂ دنیا جو دین پر یاور ہو کہ وہ خود دنیا نہین ہے یہانتک کہ اگر دل مین یہ تدبیر کریگا کہ مین روزہ کس چیز سے کہولون تو اوسپر خطا کاری لکہی جائیگی کیونکہ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جس رزق کا اللہ نے اوس سے وعدہ کیا ہے اسکو اوسپر وثوق نہین ہے سو ایسا روزہ انبیاء وصدیقین کا ہوتا ہے ہر کوئی اس درجہ کو نہین پہنچتا روزہ خواص کا یہ ہے کہ سارے اعضا کو نا بایست سے باز رکہے اور شکم وشرمگاہ پر اقتصار نکرے یہ روزہ چہہ چیزون سے تمام ہوتا ہے ایک یہ کہ آنکہہ کو ہر اوس چیز سے بچالئے جو خدا سے مشغول کرے خصوصًا اوس چیز سے جو شہوت انگیز ہو انسؓ نے رفعًا کہا ہے کہ پانچ چیزون سے روزہ جاتا رہتا ہے کذب وغیبت دسخن چینی وسوگند ناحق ونظر شہوت دوسرے یہ کہ زبان کو بیہودہ کہنے سے اور اوس چیز سے جس سے کہ بے نیاز ہے باز رکہے یا ذکر وتلاوت قرآن مین مشغول ہو یا خاموش رہے مناظرہ ولجاج کرنا منجملہ بیہودگی کے ہے بعض کے نزدیک غیبت وکذب سے بہی

روزہ جاتا رہتا ہے تیسرے یہ کہ کان کو ناشنیدنی بات سے باز رکھے کیونکہ جو بات لائق کہنے کے نہیں ہوتی ہے وہ لائق سننے کے بھی نہیں ہوتی سننے والا شریک کہنیدہ کا ہوتا ہے معصیت و کذب و غیبت میں حدیث میں آیا ہے المغتاب والمستمع شریکان فی الاثم اور اللہ نے فرمایا ہے سماعون للکذب اکالون للسحت چوتھے یہ کہ ہاتھ پاؤں اور سارے جوارح کو ناشایستہ سے نگاہ رکھے جو روزہ دار ایسا نہیں کرتا ہے اوسکی مثال اوس بیمار کی سی ہے کہ میوہ کھانے سے بچتا ہے اور زہر کھاتا ہے کیونکہ معصیت زہر ہے اور طعام غذا ہے زیادہ کھانا اوسکا زیان ہے اگرچہ اصل اوسکی زیان کار نہیں ہے ولہذا حضرت نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزہ دار ہیں کہ نصیب اونکا روزہ سے نہیں ہے مگر یہی بھوک و پیاس یہ وہ شخص ہے جو حرام پر افطار کرتا ہے یا غیبت کرتا ہے یا جوارح کو معاصی سے نگاہ نہیں رکھتا پانچویں یہ کہ وقت افطار کے رزق حرام و شبہ نہ کھائے بلکہ حلال خالص سے بھی زیادہ نہ کھائے کیونکہ جب رات کو اوس چیز کا تدارک کیا جو دن کو فوت ہوگئی تھی تو پھر کیا مقصود حاصل ہوگا اسلئے کہ مقصود روزہ سے ضعیف کرنا شہوات کا ہے اور جب دو بار کا کھانا ایک بار میں کھالیا تو شہوت اور زیادہ ہوگئی خصوصاً جبکہ طرح طرح کے طعام جمع کئے حالانکہ جب تک معدہ خالی نہوگا دل صاف نہوگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے تاکہ اثر ضعف و گرسنگی کا اپنے اندر پائے اور جب رات کو تھوڑا نہ کھایا اور جلد سو رہا تو نماز شب ادا نکریگا ولہذا حضرت نے فرمایا ہے کہ کوئی برتن جسکو پر کیا جائے نزدیک اللہ کے معدہ سے دشمن تر نہیں ہے چھٹے یہ کہ بعد افطار کے دل درمیان بیم و امید کے ہو کیا معلوم کہ روزہ قبول ہوا یا نہیں حسن بصری کا گزر دن عید کے ایک قوم پر ہوا وہ لوگ ہنس رہے تھے اور کھیلتے تھے کہا اون لوگوں سے بڑا تعجب ہے جو ہنستے ہیں اور اپنے حقیقت حال سے واقف نہیں ہیں اگر پردہ اوٹھا لیا جائے تو پھر کوئی نہ ہنسے اور کھیل میں نہ لگے غرضکہ جو شخص روزہ میں ترک طعام و شراب پر قصر کرتا ہے اوسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے حقیقت روزہ کی یہ

کہ ملائکہ کے مشابہ ہو کہ انکو اصلا شہوت نہین ہے اور بہائم کو شہوت غالب ہوتی ہے سو
جس آدمی پر شہوت غالب ہوگی وہ درجۂ بہائم مین ہوگا اور جب شہوت مغلوب ہوگی تو
مشابہ ملائکہ کے ہوگا یعنی صفت مین نہ مکان مین اور ملائکہ مقرب حضرت حق ہین تو اب
یہ بھی حق سے نزدیک ہوجائیگا ورنہ بہائم سے نزدیک رہیگا پھر جبکہ شام کو تدارک کیا اور
شہوت پوری کر لی اور جو چاہا خوب کھایا پیا تو اب شہوت قوی ہوئی نہ ضعیف اور روح
روزہ کی ہاتھہ نہ آئی احیاء الاحیاء مین کہا ہے فان قلت ان الفقہاء یصححون صوم من
اقتصر علی کف البطن والفرج وترک ہذہ المعانی قلت الفقہاء یثبتون
شروط الظاہر ولیس الیہم ما تیسر علی العموم فاما علماء الآخرة فیعنون بالصحة
القبول وبالقبول الوصول الی المقصود وبالمقصود التخلق بخلق من اخلاق اللہ
والاقتداء بالملائکة فی الکف عن الشہوات بحسب الامکان انتہی

## صفت روزہ

حضرت سالار یون تو ہمیشہ اجود ناس تھے لیکن رمضان مین سب سے زیادہ جود و کرم کرتے تھے
ان دنون مین سخاوت و بخشش و صدقات و خیرات سب ایام و لیالی سے زیادہ کرتے اور
ذکر و نماز و اعتکاف و تلاوت قرآن مین تمام ساعات کو مشغول رکھتے اور اس ماہ عظیم کو
ساتھہ عبادات گوناگون کے مخصوص فرماتے ایک شخص کی شہادت پر روزہ رکھتے دو شخص
کی شہادت پر افطار کرتے اور وقت افطار کے یہ دعا کرتے اللہم لک صمت وعلی رزقک
افطرت رواہ ابوداؤد اور کبھی کہتے ذہب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر
ان شاء اللہ اور شب ہای رمضان مین اگر حاجت غسل کی ہوتی تو رات ہی کو نہا لیتے اور جو کوئی
بھولے سے کھا پی لیتا اوسکو حکم قضا کا نفرماتے اور کہتے ان اللہ ہو الذی اطعمہ وسقاہ
اور مضمضہ و استنشاق مین مبالغہ نکرتے ایک بار رمضان مین اعتکاف فوت ہوگیا تھا تو

شوال مین اوسکو قضا کیا یکبار عشرۂ اول مین یکبار عشرۂ وسط مین اعتکاف کیا تھا جب معلوم ہوا کہ شب قدر عشرۂ اخیر مین ہوتی ہے تو پہر عشرۂ اخیر پر مواظبت کی نماز صبح پڑھکر معتکف مین داخل ہوتے معتکف ایک خیمہ تھا جو مسجد مین کھڑا کیا جاتا وہان تنہا بیٹھتے آخر سال عمر مین بیس دن اعتکاف کیا اور دو بار قرآن حضرت جبریل کو سنایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

# باب سوم بیان مین زکوٰۃ کے

اس باب مین کئی ایک فصلین ہین

## فصل بیان مین وجوب زکوٰۃ وغیرہ کے

حدیث ابن عمر مین بجملہ بناء پنجگانہ اسلام کے ذکر زکوٰۃ دینے کا بھی آیا ہے رواہ الشیخان یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جیسے فرضیت شہادتین ونماز وروزہ وحج کی ہے ایسیہ فرضیت زکوٰۃ کی بھی ہے اور جو حکم تارک نماز وروزہ وحج کا عمداً ہے وہی حکم تارک زکوٰۃ کا بھی ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے اکفلوا لی بست اکفل لکم بالجنۃ الصلوٰۃ والزکوٰۃ والامانۃ والفرج والبطن واللسان رواہ الطبرانی یعنی تم میرے لیے ان چہہ چیزون کے ذمہ دار ہو مین تمہارے لئے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہون نماز زکوٰۃ امانت شرمگاہ شکم زبان مطلب یہ ہے کہ ان اعضا کے گناہون سے بچو کہ یہ مہلک ہوتے ہین اور نماز وزکوٰۃ بجالاؤ گویا ذکر منجیات ومہلکات دونون کا فرمایا اور اوسپر ضمانت بہشت کی دی ابو ہریرہ کہتے ہین ایک اعرابی نے کہا ای رسول خدا مجہے ایسا کام بتاؤ کہ مین جنت مین جاؤن فرمایا عبادت کر اللہ کی بے شرک نماز فرض قائم رکھہ زکوٰۃ فرض دے روزہ رمضان کا رکھہ اوسنے کہا واللہ مین نہ اسپر کچہہ زیادہ کرون نہ اس سے کچہہ کم جب وہ پشت پہیر کر چلا تو فرمایا من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی

هذا رواه البخاری ومسلم یعنی جسکا جی بہشتی آدمی کے دیکھنے کو چاہے تو وہ اس شخص
کو دیکھے بہشتی ہے دوسری حدیث طویل ابوہریرہ مین فرمایا ہے کہ جو سونے چاندی والا حق
زر وسیم ادا نہین کرتا ہے قیامت کے دن آگ کی تختیان بنا کر اوس سے اوسکے پہلو و پیشانی
و پشت کو داغ دینگے جب وہ ٹھنڈی ہو جاینگی تو پہر گرم کرلینگے پچاس ہزار سال تک کے دن
مین یہی ہوا کریگا یہانتک کہ بندون کا فیصلہ ہو پہر وہ اپنا رستہ طرف جنت یا نار کے لے سیگا
حق مین شتر و گاؤ و گوسفند والون کے فرمایا ہے کہ یہ بہائم اوسکو اپنے پاؤن سے پامال کرینگے
تا آخر رواہ الشیخان ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہین دیتا ہے
وہ مال دن قیامت کے ایک گنجا سانپ بنکر اوسکے گلے کا ہار ہوگا اِسکا مصداق اللہ کی کتاب
مین ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاھم اللہ من فضلہ الآیہ رواہ ابن ماجۃ
حدیث ابوہریرہ مین منجملہ اون تین شخصون کے جو سب سے پہلے داخل نار ہونگے ایک اوس شخص
کو ذکر کیا ہے جو اپنے مال مین سے اللہ کا حق ادا نہین کرتا ہے رواہ ابن خزیمۃ ابن مسعود
نے کہا امرنا باقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ومن لم یزک فلا صلوٰۃ لہ رواہ الطبرانی
وفی روایۃ من اقام الصلوٰۃ ولم یؤت الزکوٰۃ فلیس بمسلم ینفعہ علمہ
یعنی تارک زکوٰۃ کی نماز قبول نہین ہوتی اور نہ وہ مسلمان ہے اور نہ اوسکو علم نفع دے عمارہ
بن حزم کا لفظ رفعاً یہ ہے اربع فرضھن اللہ فی الاسلام فمن جاء بثلث لم یغنین
عنہ شیئاً حتی یاتی بھن جمیعا الصلوٰۃ والزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت
رواہ احمد یعنی جب تک یہ چارون کام نکریگا تب تک تین کام کا کرنا کچھہ بکار آمد نہین
ہوگا اللہ نے قرآن مین نماز و زکوٰۃ کو ملا کر بہت جگہہ ذکر کیا ہے جیسے اقیموا الصلوٰۃ و
اٰتوا الزکوٰۃ اور فرمایا ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ وذلک دین القیمہ ایک شخص
نجدی نے حضرت سے سوال اسلام کا کیا تہا اوسکے جواب مین ذکر نماز پنجگانہ وصوم رمضان و زکوٰۃ
کا کیا اوس نے کہا اِسکے سوا مجھپر کچھہ اور بہی فرض ہے فرمایا لا الا ان تطوع اوس نے کہا

واللہ لا ازید علی ھذا ولا انقص فرمایا افلح الرجل ان صدق متفق علیہ من حدیث طلحہ بن عبید اللہ ابن عباس کہتے ہیں جب معاذ کو طرف یمن کے بھیجا تھا فرمایا اعلمھم ان اللہ قد افترض علیھم صدقۃ توخذ من اغنیائھم وترد علی فقرائھم متفق علیہ حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ ابو بکر صدیق نے کہا تھا واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال الحدیث متفق علیہ غرضکہ زکوۃ ایک فرض ہے فرائض دین سے اور ایک رکن ہے ارکان اسلام سے اور ایک ضروری ہے ضروریات شرع سے لکن اوسی مال مین واجب ہے جسمین کہ شارع نے واجب کی وہ ایجاب شارع بیان ہے اس آیت کا خذ من اموالھم صدقۃ وآتوا الزکوۃ جس طرح کہ بیان اقیموا الصلوۃ کا کیا ہے اہل علم نے اسجگہ بہت توسیع کی اور ایسے اموال پر زکوۃ کو واجب کہا ہے جنپر اللہ و رسول نے زکوۃ واجب نہین کی بلکہ بعض اموال مین حضرت نے عدم وجوب کی صراحت فرمادی ہے جیسے یہ کہ گھوڑے اور غلام پر صدقہ نہین ہے صحابہ اموال وجواہر وتجارات وخضراوات رکھتے تھے حضرتؐ نے اونسے نہین کہا کہ تم ان چیزون کی زکوۃ دو اور نہ مطالبہ کیا اگر اون اموال مین زکوۃ واجب ہوتی تو ضرور بیان فرماتے

## فصل

زکوۃ مالک مال پر جب واجب ہوتی ہے کہ وہ مکلف ہو اسی لیے صبی ومجنون پر واجب نہین ہے اور نہ انکی اولیاء پر اخراج زکوۃ کا انکے مال سے واجب ہے آیت قرآنی اسی پر دلیل ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا تطہیر وتزکیہ صبی ومجنون کے معنی نہین ہین بلکہ اموال عباد کے حرام ہین بنص کتاب وسنت حلال نہین ہوتے ہین مگر تراضی وطیبت نفس سے یا ورود شرع سے جیسے زکوۃ دیت ارش شفعہ ونحوہا یہ مسئلہ اگرچہ

خلاف رائی اہل فقہ مصطلح ہے لکن حق یہی ہے جو اسجگہ لکہا گیا واللہ اعلم انواع زکوٰۃ چہ ہین
ایک زکوٰۃ چوپایہ جیسے شتر وگاو وگوسفند رہا اسپ وخر ودیگر حیوانات انمین زکوٰۃ نہین ہے
اسکی تفصیل اسجگہ ضرورت نہین دوسری قسم زکوٰۃ کی معشرات ہین کہ عشر پیداوار لیا جاتا ہے
جیسے گندم جو خرما مویز تیسری زکوٰۃ زر وسیم چوتہی زکوٰۃ مال تجارت لکن یہ ثابت نہین ہے اگرچہ
فقہا نے واجب کہا ہے پانچوین زکوٰۃ فطر چہٹی زکوٰۃ رکاز یعنی دفین جاہلیت اسمین ایک
خمس واجب ہے بلا اعتبار حولان حول ونصاب **ف** سونے چاندی پر جب ایک سال
پورا گزر جائے تو اوسپر ربع عشر واجب آتا ہے نصاب سونے کے بیس دینار اور نصاب چاندی
کے دوسو درہم ہین اس مقدار سے کم پر زکوٰۃ واجب نہین ہے زیور کی زکوٰۃ مین احادیث
متعارضہ آئی ہین اطلاق کنز کا زیور پر بعید ہے اگرچہ معنی کنز کے حاصل ہین اور نکلنا
اختلاف سے احوط ہے ہرسال زیور کا وزن کر کے ربع عشر نکالا جائے اگر وزن بست دینار
و دو صد درہم سے کم ہو تو پہر اوسپر کچہہ زکوٰۃ نہین ہے اسی طرح سوتی ومشک وعنبر پر زکوٰۃ نہین ہے
اور نہ اموال تجارت پر کیونکہ کوئی دلیل اوسکے وجوب پر قائم نہین اور جو استدلال قائلین وجوب
کا مال تجارت پر ہے وہ مخدوش ہے قابل حجت کے نہین ہے بلکہ یہی حدیث ابوہریرہ رفعاً
لیس علی المسلم صدقۃ فی عبدہ ولا فرسہ جو صحیح مین آئی ہے ظاہر اسکا عدم وجوب
زکوٰۃ ہے جمیع احوال مین کیونکہ سوداگری گہوڑے اور غلام کی مروج ہے اور یہ کہنا ابن منذر کا
کہ زکوٰۃ تجارت پر اجماع ہے صحیح نہین ہے سب سے پہلے مخالفت اس اجماع کی تو ظاہریہ ہی نے
کی ہے اور یہ ایک بڑا گروہ ذی علم اہل اسلام کا ہے اس گروہ مین بڑے بڑے عالم باللہ وعارف
باللہ گزرے ہین جیسے داؤد وابن حزم وشیخ محی الدین بن عربی وغیرہم رضی اللہ عنہم اسی طرح
مستغلات مین زکوٰۃ نہین ہے جیسے گہر اور جانور کرایہ کے کیونکہ دلیل وجوب کی موجود
نہین ہے اور حدیث مذکور اسکو بہی شامل ہو سکتی ہے اگرچہ حاجت استدلال کی اس جگہ
نہین ہے کیونکہ قیام بمقام منع کافی ہے **ف** گندم وجو وذرہ وتمر وزبیب مین عشر

پیداوار واجب ہے اور چاہے مین نصف عشر حدیث جابر مین فرمایا ہے کہ جسکو نہر و باران نے
پانی دیا اوسمین دسوان حصہ ہے اور جسکو بیلون سے سینچا اوسمین نصف عشر ہے رواہ احمد
ومسلم والنسائی ابوداود نے لفظ عثری بھی زیادہ کیا ہے نصاب اسکے پانچ وسق ہین اس سے
کم مقدار مین زکوٰۃ نہین آتی ہے ابن ماجہ واحمد کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ وسق ساٹھہ صاع کا
ہوتا ہے ابوداود کا لفظ یہ ہے کہ ساٹھہ مختوم کو وسق کہتے ہین مین کہتا ہون کہ صاع چار
مد کا ہوتا ہے مد بحساب آثار انگریزی جو فی الحال رائج ہے نیم پاؤ کم ایک سیر ہوتا ہے اس
مقابلہ پر ساٹھہ صاع کی بحساب فی صاع سہ نیم آثار دو صد و دہ آثار ہوئے یہ ایک وسق کا
وزن ہے پانچ وسق کا وزن یکہزار و پنجاہ آثار ہوا حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ دانہ و تمر
مین اندازہ پنج وسق کا اسلیے مقرر کیا ہے کہ اسقدر غلہ ایک گھر والے کو ایک سال تک
کفایت کرتا ہے کیونکہ اقل بیت ایک میان ایک بی بی تیسرا خادم یا بچہ ہوتا ہے اور
غالب قوت انسان کا ایک رطل یا ایک مد طعام ہوتا ہے سو جب ہر واحد انہین کا اس قدر
کھائیگا تو اونکے لیے ایک سال کو یہ مقدار کفایت کریگا اور کچھہ واسطے سالن وغیرہ حوائج
کے بچ جائیگا ان پانچ چیزون کے سوا جو اور چیزین ہین جیسے ساگ بھاجی وغیرہ اونپر کچھہ
زکوٰۃ نہین ہے سفر السعادۃ مین کہا ہے حضرت کی عادت نہ تھی کہ گھوڑے و غلام و خچر
خربزہ وفواکہ سے جو کہ وزن مین نہین آتے ہین اور اونکو ذخیرہ نہین کیا جاتا ہے زکوٰۃ
لین مگر رطب وعنب کہ انکی زکوٰۃ لیتے اور خشک و تر مین کچھہ فرق نکرتے انتہی لیکن
عسل مین ایک عشر لینا بدلیل حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ واجب ہے رواہ
ابن ماجہ پھر زکوٰۃ مین شتابی کرنا جائز ہے چاہے ایک دو سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے
امام پر واجب ہے کہ ہر جگہہ کے تونگرون سے مال زکوٰۃ لیکر اوسی جگہہ کے فقیرون کو دے
دلیل اسکی حدیث معاذ ہے جو اوپر گذر چکی دوسری دلیل حدیث ابی جحیفہ ہے کہ ہمارے یہان
صدقہ لیکر حضرت کا آیا ہمارے اغنیار سے لیکر ہمارے فقرار کو دیگیا مین ایک یتیم بچہ تہا

مجکو بہی ایک شتر دیا اخرجہ الترمذی وحسنہ تیسری دلیل حدیث عمران بن حصین کی ہے اونکو صدقہ پر عامل کیا تہا وہ جب پہر کر آئے کہا مال کہان ہے کہا کیا مجہے مال کے لئے بہیجا تہا ہم جہان سے عہد حضرت صلعم مین لیکر جہان خرچ کرتے تہے وہان سے لیکر اب بہی ہمنے وہین رکہا اخرجہ ابوداؤد وابن ماجہ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ملک شہر کی زکوۃ دوسرے ملک شہر مین نہ بہیجے جس جگہہ کا مال ہے اوسی جگہہ کے اہل فقر پر تقسیم کرے یہی مذہب ہے حنفیہ کا بہی لکن بعض نے کہا ہے کہ جب اسجگہ کے صرف سے فاضل ہو تو پہر اور جگہہ صرف کرنا جائز ہے واللہ اعلم پہر مالک مال نے زکوۃ سلطان کو دیدی گو وہ ستمگار تہا تو ذمہ مزکی کا پاک ہوگیا احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہین جمہور کا مذہب بہی یہی ہے کہ دینا زکوۃ کا بادشاہ کو یا اوسکے حکم سے اوسکے نائب کو کفایت کرتا ہے گو سلطان اوس مال کو غیر مصرف مین صرف کرے اور خواہ عادل ہو یا جائر **ف** زکوۃ دینے مین پانچ امر کا لحاظ کرنا چاہئے ایک یہ کہ نیت زکوۃ فرض کی کرے اور اگر کسی کو وکیل کرے تو وقت وکیل مقرر کرنیکے نیت کرلے یا وکیل کو اجازت دے کہ وہ وقت دینے کے نیت کرلے دوسرے یہ کہ جب سال تمام ہوجائے تو زکوۃ نکالنے مین جلد ہی کرے بے عذر تاخیر کرنا ٹہیک نہین ہے زکوۃ فطر کو عید کے دن سے تاخیر نکرے اور رمضان مین تعجیل کرنا درست ہے نہ رمضان سے پہلے اور تعجیل مال کی ساری سال مین روا ہے اگر لینے والا درویش ہو تیسرے یہ کہ زکوۃ ہر جنس کی اوسی جنس سے دے اگر زر عوض سیم کے اور گندم عوض جو کے یا اور کوئی مال بقدر قیمت کے دیگا تو مذہب امام شافعی رح مین روا نہوگا چوتہے یہ کہ صدقہ اوس جگہہ پر دے جہان مال موجود ہو کیونکہ وہان کے درویش مال پر آنکہہ لگائے ہوئے ہین اور اگر دوسرے شہر مین دے تو بہی زکوۃ ادا ہوجاتی ہے پانچوین یہ کہ زکوۃ کو آٹہہ قسم پر تقسیم کرے جسقدر کہ میسر آوین چنانچہ ہر قسم مین سے تین شخص سے کم نہون اور سب چوبیس نفر ہون اگر ایک درہم زکوۃ ہو تو مذہب امام شافعی مین واجب ہے کہ ان سب کو دے

اور آٹھہ قسم پر قسمت کرے پہر اونکو تین شخص یا زیادہ مین جسطرح چاہئے بانٹ دے کہ سب کا حصہ برابر ہو اسکے بعد غزالی نے کہا ہے کہ اس زمانے مین تین قسم کے لوگ کم ہیں آٹھ مین سے ایک غازی دوسرے مؤلفہ تیسرے عامل زکوۃ باقی فقیر و مسکین و مکاتب و ابن السبیل و قرضدار ملتے ہین انمین سے ہر کسی کو زکوۃ پندرہ آدمی سے کم کو نہ دے مذہب شافعی کا اس مسئلہ مین مشکل ہے یعنی یہ کہ بدل نکرے دوسرے یہ کہ سب کو دے اکثر لوگ اس زمانے مین بابت ان دو مسئلون کے مذہب امام ابوحنیفہ کو اختیار کرتے ہین ہمکو امید ہے کہ ماخوذ نہون انتہےٰ

## فصل

مصرف زکوۃ آٹھہ گروہ ہین بموجب نص قرآن انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفة قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضة من اللہ واللہ علیم حکیم ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ قسمت زکوۃ کا خود اللہ تعالی متولی ہوا ہے اوسنے کسی اور کو اوسمین اختیار نہین دیا آٹھہ جزو مصرف کے مقرر فرمائے حدیث زیاد بن حارث صدائی مین آیا ہے کہ ایک مرد نے حضرت سے کہا مجھے صدقہ دو فرمایا ان اللہ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فی الصدقات حتی حکم فیہا ھو فجزأھا ثمانیة اصناف فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک رواہ ابو داؤد علما کا اختلاف ہے کہ ان سب اجزا کا استیعاب کرنا چاہئے یا جو ممکن ہو ایک قول یہ ہے کہ سب کو دینا چاہئے کوئی جزو باقی نرہے شافعی اور ایک جماعت اسی کی قائل ہے دوسرا قول یہ ہے کہ استیعاب کچھہ واجب نہین ہے بلکہ ایک قسم کو بھی دینا جائز ہے بلکہ اگر باقی اقسام موجود بھی ہین اور ایک ہی قسم کو دیا تو بھی درست ہے مالک اور ایک جماعت سلف و خلف اسیکی قائل ہے عمر و حذیفہ و ابن عباس و ابو العالیہ و سعید بن جبیر

ومیمون بن مہران کا قول بہی یہی ہے ابن جریر نے کہا وھو قول عامۃ اھل العلم
اس بنیاد پر ذکر اصناف ہشتگانہ کا اسجگہ واسطے بیان مصرف کے ہے نہ واسطے وجوب
استیعاب کے ولوجوہ الحجاج والمواخذۃ مکان غیر ھذا واللہ اعلم بہر الندلے
فقرا کو بقیہ انواع پر اسلئے مقدم کیا کہ یہ لوگ بہ نسبت غیر کے زیادہ تر محتاج ہوتے ہین
بسبب شدت فقر وفاقہ وحاجت کے بحسب شہرت ابوحنیفہ رح کے نزدیک مسکین فقیر سے
بہی بدتر حال والا ہے وھو کما قال احمد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے فقیر وہ
نہین ہے کہ جسکے پاس مال نہین ہے فقیر وہ ہے جو اخلق کسب ہو ابن علیہ نے کہا
اخلاق محارب کو کہتے ہین نزدیک ہمارے لکن جمہور برخلاف اسکے ہین ابن عباس مجاہد
وحسن بصری وابن زید سے مروی ہے اور اسی کو ابن جریر اور غیر واحد نے اختیار کیا ہے
کہ فقیر وہ ہے جو پارسا ہو لوگون سے کچہہ نہ مانگے اور مسکین وہ ہے جو سوال کرے طواف
کرے لوگون کے پیچہے لگے قتادہ نے کہا فقیر وہ ہے جو دکہیا ہو مسکین وہ ہے جو
تندرست ہو ابراہیم نے کہا مراد اسجگہ فقرا مہاجرین ہین سفیان ثوری نے کہا یعنی
اعراب کو زکوٰۃ مین سے کچہہ نہ دیا جائے سعید بن جبیر وسعید بن عبدالرحمن سے بہی اسیطرح
مروی ہے عکرمہ نے کہا تم فقرا مسلمین کو مساکین نہ کہو مساکین تو اہل کتاب ہین انتہی
کلام ابن کثیر رح **ف** غزالی نے کیمیاء سعادت مین کہا ہے کہ پہلی قسم فقیر ہے فقیر وہ ہے
جو کچہہ چیز نرکہتا ہو اور کچہہ کسب نکرتا ہو اگر ایک دن کا قوت اور بدن پر کپڑا رکہتا ہے
تو وہ فقیر نہین ہے ہان اگر آدہے دن کا قوت رکہتا ہے اور اوسکے پاس پیرہن ہے دستار
یا دستار ہے پیرہن ہے تو وہ درویش ہے اور اگر آلہ سے کسب کر سکتا ہے اور کوئی آلہ نہین ہے
تب بہی وہ درویش ہے اور اگر طالب علم ہے اور کسب مین مشغول ہونیسے علم سے باز رہتا ہے
تو بہی درویش ہے سو ایسی درویشی والے کم ملتے ہین مگر اطفال اسکی تدبیر یہ ہے کہ
ایسا درویش ڈہونڈے جو عیال دار ہو فقیر کو حصہ اون اطفال کا سپرد کردے دوسری

نوع مسکین ہے سو جسکا خرچ مہم دخل سے زیادہ ہو گو وہ خانہ وجامہ رکہتا ہو تو وہ مسکین ہے
لکن جو کہ کفایت یک سالہ نہین رکہتا ہے اور کمائی اوسکو وفا نہین کرتی تو جائز ہے کہ اوسکو
اتنا دین کہ ایک سال کو بس ہو اور اگر فرش وخنور خانہ رکہتا ہے اور کتاب بہی رکہتا ہے
لکن اوسکی طرف محتاج ہے تو بہی مسکین ہے اور اگر کچہہ حاجت سے زیادہ رکہتا ہے تو پہر
مسکین نہین ہے تیسری نوع وہ لوگ ہین جو زکوٰۃ کو جمع کرتے ہین اور مستحقین کو پہنچاتے
ہین انکی مزدوری اسی مال زکوٰۃ سے دیوے نوع چوتہی مؤلفۃ القلوب ہین اگر ایک محتشم
مسلمان ہو جائے تو اوسکو اسلئے مال دین کہ اوروں کو بہی رغبت اسلام مین ہو نوع پنجم
مکاتب ہے کہ کسی کا غلام ہو اپنی جان کو آقا سے کسی قدر مال کما کر دینے پر خرید لے اور قسط
مقرر کرے چہٹی نوع وہ شخص ہے کہ قرضدار ہو لکن یہ قرض بابت کسی معصیت کے نہ کیا ہو
خواہ درویش ہو یا تونگر بلکہ وہ قرض کسی مصلحت کے لئے کیا ہو کہ فتنہ دب جائے ساتوین
نوع غازی ہین کہ انکی کچہہ تنخواہ کچہری سے مقرر نہو اگرچہ تونگر ہون راہ کا ساز وبرگ
انکو مال زکوٰۃ سے دیا جائے آٹہوین قسم مسافر ہے کہ جسکے پاس زاد راہ نہین ہے یا اپنے
شہر سے سفر کو جاتا ہے اوسکو بقدر زاد وکرایہ کے زکوٰۃ مین سے دین **ف** جو شخص
کہے کہ مین درویش یا مسکین ہون اوسکی بات قبول کرنا درست ہے جبکہ یہ معلوم نہو کہ
وہ جہوٹ کہتا ہے لکن مسافر وغازی اگر سفر وغزا کو نہ جائین تو زکوٰۃ کو اونسے واپس کر
لے باقی اقسام شش گانہ اونکا مستحق ہونا معتمد لوگون کے کہنے سے معلوم ہو سکتا ہے
انتہی کلام الغزالی رح **ف** مستوی شرح موطا مین کہا ہے فقیر نزدیک ابو حنیفہ رح کے
وہ شخص ہے جو نصاب سے کم رکہتا ہے یا بقدر نصاب کے لکن وہ نصاب بڑہتی نہین ہے
حاجت مین مستغرق ہے مسکین وہ شخص ہے جو کچہہ بہی نہین رکہتا محتاج سوال کا واسطے
قوت کے یا بدن چہپانے کے ہے اور عامل کو بقدر اوسکے عمل کے دین خواہ فقیر ہو یا غنی
اہل علم اسی پر ہین مؤلفۃ القلوب دو طرح ہین ایک وہ جو مسلمان ہو گئے اور اونکی نیت

ضعیف ہے دوسرے وہ جنکو کوئی شرف حاصل ہے اونکے دینے مین توقع ہے اسلام غیر کی
ابو حنیفہ نے کہا سہم انکا بسبب غلبۂ اسلام کے ساقط ہے رقاب سے مراد مکاتب ہین
نزدیک شافعیہ و حنفیہ کے غارم نزدیک ابو حنیفہ کے وہ ہے جسپر قرض ہے اور مالک نصاب کا
فاضل دَین سے نہین ہے یا اوسکا مال لوگون پر ہے لیکن لے نہین سکتا ہے سبیل اللہ
سے مراد غازی ہین جنکے لئے فَیء نہین ہے ابو حنیفہ کے نزدیک انکا فقر شرط ہے اور
شافعی کے نزدیک باوجود غنا کے بہی اونکو دیا جا سکتا ہے ابن السبیل سے مراد غریب
منقطع عن المال ہے نزدیک ابو حنیفہ کے یا وہ جو سفر کو جانا چاہتا ہے یا سفر مین ہے
نزدیک شافعیہ کے پہر ان اقسام ہشتگانہ مین اسلام کا ہونا شرط ہے نزدیک اہل علم کے
اور نزدیک شافعی کے استیعاب انواع ہشتگانہ کا واجب ہے اگر عامل ہو ورنہ ہفت
قسم کا اور برابری کرنا درمیان اصناف کے نہ درمیان آحاد کے واجب ہے اور ابو حنیفہ
کے نزدیک صنف واحد و شخص واحد مین صرف کرنا بہی جائز ہے مالک نے کہا امر نزدیک
ہمارے تقسیم صدقات مین یہ ہے کہ یہ تقسیم نہو مگر بوجہ اجتہاد طرف سے والی کے جو نسے
صنف مین حاجت و عدد ہو اوسی کو والی اپنی رای کے موافق اختیار کرے اور قریب ہے
کہ بعد ایک سال دو سال کے یا سالہا سال کے پہر وہ ایک صنف سے طرف دوسرے
صنف کے نقل کرے و علی ہذا ادرکت من ارضی من اہل العلم انتہی شوکانی
نے فرمایا ہے کہ ائمہ تفسیر و حدیث و فقہ و کلام نے اصناف ہشتگانہ پر اور جو کچھ ہر صنف مین
معتبر ہے کلام طویل کیا ہے حق یہ ہے کہ معتبر صادق آنا وصف کا ہے شرعاً یا لغۃً سو جسپر
یہ بات صادق آ لے کہ وہ فقیر ہے وہ مصرف ہے زکوٰۃ کا اسی طرح حال سائر اوصاف کا
ہے اور جب واسطے وصف کے کوئی حقیقت شرعیہ نہو تو پہر رجوع کرنا طرف مدلول لغت کے
اور تفسیر کرنا اوسکا بطور لغت کے واجب ہے سو جو شروط و اعتبارات اہل علم نے ذکر کئے
ہین اگر وہ مدلول وصف مین لغۃً یا شرعاً داخل ہین یا کوئی دلیل اونپر دلالت کرتی ہے

تو وہ لائق اعتبار کے ہین ورنہ کسی ایک بات کا بھی اعتبار نہین ہے غنی اور فقیر مین کہتا ہون
یہ بات ان احادیث سے ثابت ہو سکتی ہے جو کہ متعلق انواع ہشتگانہ ہین اسلئے پہلے
انکو ذکر کیا جاتا ہے پھر لغت سے معنی ہر ایک لفظ کے لکھے جاینگے ایک نوع فقرا ہین ابن عمر
نے رفعاً کہا ہے لا تحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي رواه احمد و
ابوداؤد والترمذي وللاحمد ايضا والنسائي وابن ماجة عن ابي هريرة
مثله عبید اللہ بن عدی کہتے ہین کہ دو آدمیون سے ملے اونسے کہا کہ ہم پاس حضرت کے صدقہ
کا سوال کرنے گئے تھے حضرت نے ہمکو نظر غور سے دیکھا مستنڈا پایا فرمایا ان شئتما
اعطيتكما ولا حظ فيها لغني ولا لقوي مكتسب رواه احمد وابوداؤد
والنسائي باسناد جيد قوی دوسری صنف مساکین ہین اس باب مین حدیث
ابوہریرہ رفعاً یون آئی ہے ليس المسكين بهذا الطواف الذي يطوف على الناس
فترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان قالوا فما المسكين يا رسول الله
قال الذي لا يجد غنى يغنيه ولا يفطن له فيتصدق عليه ولا يسأل
الناس شيئاً رواه الشيخان صنف سوم عاملین ہین جو مال زکوٰۃ اوگہاتے ہین
وہ اس مال سے مستحق ایک قسط کے ہین لکن یہ جائز نہین ہے کہ وہ اقربا رسول خدا صلعم
سے ہون کہ جنپر صدقہ حرام ہے کیونکہ صحیح مین آیا ہے کہ عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث
اور فضل بن عباس نے حضرت کے پاس جاکر سوال کیا تہا کہ ہمکو عامل صدقہ مقرر کرو
فرمایا ان الصدقة لا تحل لمحمد ولا لآل محمد انما هي اوساخ الناس صنف
چہارم مولفة القلوب ہین یہ کئی قسم ہین ایک وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ اسلام لاوین
جسطرح حضرت نے صفوان بن امیہ کو غنائم حنین سے دیا تہا حالانکہ وہ حنین مین بحالت
شرک حاضر ہوئے تھے صفوان کہتے ہین فلم يزل يعطيني حتى صار احب الناس
الي بعد ان كان ابغض الناس الي رواه احمد ومسلم والترمذي دوسرے

وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ پکے مسلمان ہوجائین اونکے دل مسلمانی پر ثابت رہین
جسطرح کہ حضرت نے دن حنین کے ایک جماعت صنادید طلقا و اشراف کو سو سو اونٹ
عطا کیے تھے اور فرمایا تہا انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الی منہ خشیتہ ان
یکبہ اللہ علی وجہہ فی نار جہنم صحیحین مین ابو سعید سے آیا ہے کہ علی بن ابیطالب نے
کچھہ کچا سونا مع خاک کے یمن سے پاس حضرت کے بہیجا تہا حضرت نے چار شخصون
مین تقسیم کر دیا اقرع بن حابس عیینہ بن بدر علقمہ بن علاثہ زید الخیر اور فرمایا اتالفہم
یعنی مین انکی تالیف کرتا ہون تیسرے وہ جنکو اس لئے دیا جاتا ہے کہ اونکے نظائر
یعنی ہمسر اسلام لے آئین چوتھے وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے پاس کے لوگو
سے صدقہ اوگہا کر لائین یا حوزہ مسلمین سے اطراف بلاد کا ضرر دور کرین اسکی تفصیل
کتب فروع مین ہے رہی یہ بات کہ بعد حضرت کے اب بہی مولفہ کو دیا جائے یا نہین
اسمین خلاف ہے عمر و عامر شعبی اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ اب بعد حضرت کے ندیا جا
اسلئے کہ اللہ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت بخشی بلاد مین متمکن کر دیا اور رقاب عباد کو
اونکے لیے ذلیل فرما دیا دوسرون نے کہا نہین بلکہ دینا چاہیے اسلئے کہ حضرت نے بعد
فتح مکہ اور شکست ہوازن کے دیا تہا اور یہ ایک امر محتاج الیہ ہے انمین صرف کرنا چاہیے
صنف پنجم رقاب ہین حسن بصری و مقاتل بن حیان و عمر بن عبد العزیز و سعید بن جبیر و نخعی
و زہری و ابن زید نے کہا مراد اس سے مکاتبین ہین ابو موسی اشعری سے بہی اسکی
لگ بہگ روایت ہے یہی قول ہے شافعی و لیث کا ابن عباس و حسن نے کہا آزاد
کرنا گردن کا زکوۃ سے لاباس بہ ہے یہی مذہب ہے احمد و مالک و اسحق کا یعنی لفظ رقاب
عام ہے اس سے کہ مکاتب کو دے یا کوئی بردہ خرید کرکے آزاد کر دے ثواب مین اعتاق
و فک رقبہ کی بہت سی احادیث آئی ہین اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے ثلاثۃ
حق علی اللہ عونہم الغازی فی سبیل اللہ والمکاتب والمدین یرید الاداء

رواہ احمد واہل السنن الا ابا داؤد صنف ششم غارمین ہین یہ کئی قسم پر ہین
ایک وہ جو متحمل حمالہ یا ضامن قرض ہے اور وہ قرض اسکے گلے لگا ہے اور یہ مال کی طرف سے
شکست ہوگیا ہے یا ادائے قرض مین قرضدار ہوگیا ہے یا کسی معصیت مین لکن پھر اوس سے
توبہ کرلی ہے تو ایسون کو مال زکوٰۃ مین سے دینا چاہیے اصل اس باب مین حدیث قبیصہ
بن مخارق ہلالی ہے کہا مجھپر حمالہ تہا مینے حضرت سے سوال کیا فرمایا صدقہ آنے تک ٹہیر پہر ہم
تجکو دلا دینگے پہر فرمایا یا قبیصۃ ان المسئلۃ لا تحل الا لاحد ثلاثۃ رجل تحمل
حمالۃ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیبھا ثم یمسک ورجل اصابتہ جائحۃ
اجتاحت مالہ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیب قواما من عیش او قال سدادا
من عیش ورجل اصابتہ فاقۃ حتی یقوم ثلاثۃ من ذوی الحجا من قومہ
فیقولون لقد اصابت فلانا فاقۃ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیب قواما من
عیش او قال سدادا من عیش فما سواھن من المسئلۃ سحت یاکلھا صاحبھا
سحتا رواہ مسلم صنف ہفتم سبیل اللہ ہے انمین ایک تو غازی ہین جنکا کچھہ حق
دیوان مین نہین ہے اور نزدیک امام احمد وحسن واسحٰق کے حج بہی بدلیل حدیث داخل
سبیل اللہ ہے لکن یہ لفظ اپنے عموم سے شامل جملہ وجوہ خیرات ومحاسن اسلام ہو سکتی ہے
اگرچہ تصریح اوسکی کسی جگہہ نہین دیکہی خصوصًا ایسے حال مین کہ اکثر اصناف میسر نہین آتے
یا زکوٰۃ ادنا و دیگر کچھہ مال زکوٰۃ کا فاضل بچتا ہے اس لفظ کی تحقیق کے لئے طرف تفاسیر کتاب اللہ
کے رجوع کرنا ضرور ہے صنف ہشتم ابن السبیل ہے جو کہ مسافر راہگذر ہوتا ہے اور اوسکے
پاس کچھہ نہین ہے جس سے کہ وہ اپنے سفر پر مدد لے اوسکو صدقات مین سے اتنا
دینا چاہیے کہ وہ اپنے شہر کو پہنچ جائے اگرچہ وہان اوسکا مال ہو یہی حکم اوس شخص کا ہے
جو اپنے شہر سے سفر کرنا چاہتا ہے اور اوسکے پاس کچھہ نہین ہے تو اوسکو بقدر آمد وشد
کے مال زکوٰۃ مین سے دینا چاہیے دلیل اسپر ایک تو یہی آیت ہے دوسری دلیل حدیث

ابوسعید سے ہے کہ حضرت نے فرمایا لا تحل الصدقۃ لغنی الا لخمسۃ العامل علیہا او رجل اشتراہا بمالہ او غارم او غاز فی سبیل اللہ او مسکین تصدق علیہ منہا فاھدی لغنی رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ دوسرا لفظ ابوسعید خدری کا مرفوعا یون ہے لا تحل الصدقۃ لغنی الا فی سبیل اللہ وابن السبیل او جار فقیر فیھدی لک او یدعوک رواہ ابوداؤد ان احادیث مین تامل کرنیسے اور اونکے الفاظ مین غور فرمانیسے حقیقت شعر ہرایک نوع کی ان انواع ہشتگانہ سے ظاہر ہوتی ہے رہا بیان ان انواع کا از روی لغت کے سو صراح مین کہا ہے فقیر درویش کہ اندک چیزے دارد مسکین آنکہ ہیچ ندارد و یقال بخلافہ ایضاً پھر لفظ الف کے نیچے لکھا ہے تالیف سازواری دادن دو چیز را باہم ومنہ المولفۃ قلوبہم لفظ کتب کے تحت مین لکھا ہے مکاتبۃ بہای بندہ بروی بریدہ کردن مکاتب بندہ بہا بر خود بریدہ لفظ غرم مین لکھا ہے غریم ھو الذی لہ الدین والذی علیہ الدین لفظ غزو مین کہا ہے غزو بادشمن دین جنگ کردن وھو غاز وھم غزاۃ لفظ سبیل مین کہا ہے سبیل راہ وابن السبیل روندہ وآیندہ انتہی مافی الصراح ف بنی ہاشم اور اونکے موالی یعنی غلام وکنیز پر لینا زکوٰۃ کا حرام ہے بدلیل حدیث مرفوع ابوہریرہ انا لا ناکل الصدقۃ وفی لفظ انا لا تحل لنا الصدقۃ وھو فی الصحیحین وغیرھما ابورافع کا لفظ رفعاً یہ ہے ان الصدقۃ لا تحل لنا وان موالی القوم من انفسہم رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والترمذی وصححہ وابن حبان ابن خزیمۃ وصححاہ ابن قدامہ نے کہا ہے لا نعلم خلافا فی ان بنی ہاشم لا یحل لہم الصدقۃ المفروضۃ انتہی اور ابن رسلان نے شرح سنن مین اسپر اجماع کو حکایت کیا ہے اسی طرح بنی ہاشم کا دینا زکوٰۃ فرض دوسری بنی ہاشم کو بھی منع ہے وہ آل جنپر صدقہ حرام ہے اونمین اختلاف ہے اظہر یہ ہے کہ مراد بنی ہاشم ہین اور حکم انکے موالی کا وہی حکم انکا ہے اور جو اغنیاء واقویاء مکتسبین ہین اونپر بھی زکوٰۃ لینا حرام ہے اسکی دلیل گزر چکی حجۃ بالغہ مین کہا ہے وہ تونگری جو مانع ہے سوال سے مقدار اوسکا

ایک اوقیہ یا پچاس درہم ہین اور یہ بھی آیا ہے کہ جسکے پاس صبح وشام کا کہانا ہو وہ غنی ہے سو یہ عبارتین کچہہ متعارض نہین ہین اسلئے کہ مراتب آدمیون کے مدارج مختلفہ پر ہین اور ہر شخص ایک طرح کا کسب رکہتا ہے جسکو چہوڑ نہین سکتا حرفہ والا مسعذور ہے جبتک کہ آلات حرفہ پائے کشتکار معذور ہے جب تک کہ آلات زرع پائے تاجر معذور ہے جب تک کہ بضاعت ہاتہہ آئے اور جو جہاد پر ہو اوسکو صبح وشام کا رزق غنائم سے دیا جائیگا جس طرح کہ صحابہ کا حال تہا اسلئے ضابطہ اس جگہہ یہی پچاس درہم ہین اور جو شخص حال اصحاب سے ہے اور مثل انکے ہے اوسکے لئے ضابطہ وہی قوت صبح وشام کا ہے انتہی **ف** صدقہ فطر ایک صاع ہے قوت معتاد سے طرف سے ہر فرد کے عبد وحر و ذکر و انثی وصغیر وکبیر اس باب مین احادیث کثیرہ آئی ہین اور غلام کی طرف سے سید پر واجب ہے اور صغیر کی طرف سے منفق پر ونحوہ اور نماز عید سے پہلے دیدے اور جسکے پاس ایک رات دن کا قوت ہو نہ زیادہ اوسپر فطرہ نہین اور مصرف اس صدقہ کا وہی مصرف زکوٰۃ کا ہے اسلئے کہ حضرت نے اسکا نام زکوۃ رکہا ہے اور فرمایا ہے من اداھا قبل الصلوٰۃ فہی زکوٰۃ مقبولۃ اور ابن عمر نے کہا ہے ان رسول اللہ صلعم امر بزکوٰۃ الفطر لکن فقیر کو مقدم کرے پہر جو بچے وہ سائر انواع مین صرف کرے مگر سفر السعادۃ مین کہا ہے حضرت یہ صدقہ خاص فقرا کو دیتے تہے اصناف ہشتگانہ پر تقسیم نہ فرماتے اور نہ اسکا حکم دیا ہے وبہ قال العلماء معہذا صرف کرنا اسکا اقسام ہشتگانہ پر جائز ہے اور مساکین کو خاص کرے انتہی **ف** جس مال کی زکوٰۃ نہین دیجاتی ہے اوسکو کنز کہتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ابن عمر نے کہا ہے الکنز ھو المال الذی لا تؤدی زکاتہ دوسر لفظ انکا یہ ہے ما ادّی

زکاتہ فلیس بکنز وان کان تحت سبع ارضین وما کان ظاھرا لا تؤدی زکاتہ
فھو کنز اسی طرح ابن عباس وجابر وابوہریرہ سے بھی موقوفاً ومرفوعاً مروی ہے عمر بن
خطاب نے بھی مانند اسکے کہا ہے کہ ایما مال ادیت زکوتہ فلیس بکنز وان
کان مدفونا فی الارض وایما مال لم تؤد زکاتہ فھو کنز یکوی بہ صاحبہ و
ان کان علی وجہ الارض بخاری مین ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ یہ حکم قبل نزول آیت
زکوۃ کے تھا جب آیت زکوۃ کی اوتری تو اللہ نے زکوۃ کو طہرت اموال ٹھیرایا عمر بن عبد العزیز
وعراک بن مالک نے کہا ہے اس آیت کو **قولہ تعالیٰ** خذ من اموالھم صدقۃ
نے منسوخ کر دیا ابو امامہ نے کہا حلیہ سیوف منجملہ کنز کے ہے مین تمسے وہی بات
کہتا ہون جو مینے حضرت سے سُنی ہے علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے اربعۃ الاف فما
دونھا نفقۃ فما کان اکثر من ذلک فھو کنز ابن کثیر نے کہا ھذا غریب وقد جاء
فی مدح التقلل من الذھب والفضۃ وذم التکثر منھا احادیث کثیرۃ انتھی

## صفت زکوۃ

عادت حضرت کی زکوۃ وصدقات دینے مین مراعات فقرا کی مع مراعات اصحاب اموال کے
تھی دونون جانب کو اقصی غایت تک ملحوظ رکھتے زکوۃ کو تین طرح کے مال مین جنکا دوران
درمیان خلق کے اکثر رہتا ہے اور لوگون کو اوسکی حاجت ہوتی ہے واجب فرماتے
ایک کشت ومیوہ دوم بھیمۃ الانعام جیسے شتر وگاؤ وگوسفند سوم زر وسیم کہ قوام معاش
خلق کا اسی پر ہے زرع وثمار مین وقت درو کرنے اور پکنے کا مقرر رکھا اور یہ کمال
عدل ہے اور موافق ہر شخص کے سعی کی تحصیل مال مین اور اوسکی سہولت ومشقت
کی مقدار واجب مین تفاوت فرماتے اور جو مال بے مشقت وتکلف ہاتھ آتا ہے جیسے
گنج اوسمین سال کا آنا معتبر نرکھا بلکہ جسوقت ہاتھ آئے تب ہی زکوۃ واجب دے

وہ ایک خمس ہے اور جو مال مشقت و کلفت سے ہاتھہ آتا ہے اوسمین ایک عشر واجب کیا ہے جیسے پھل کھیتی کہ آب باران سے حاصل ہو اور جو مال محتاج زیادہ تکلف کا ہو جیسے دولابی و چاہی یا خریداری آب سے یا مانند اوسکے اوسمین نصف عشر رکہا ہے غرضکہ ہر نوع مال مین مطابق مصلحت حال کے ایک نصاب مقرر فرمائی ہے نقد مین دو سو درہم اور زر سب مین بیس مثقال اور غلات و ثمار مین آٹھہ سو من شرعی کہ پانچ اونٹ کا بار شتران عربی سے ہوتا ہے اور گوسفند مین چالیس گاؤ مین تیس شتر مین پانچ پھر جسکو اہل زکوٰۃ جانتے اوسکو زکوٰۃ دیتے اور اگر کوئی زکوٰۃ مانگتا اور اوسکا حال معلوم نہوتا تو اوسکو بھی دیتے اگر معلوم ہو جاتا کہ وہ غنی ہے تو فرما دیتے کہ غنی کا حصہ اس زکوٰۃ مین نہین ہے اور نہ اوس شخص کا حصہ ہے جو کمائی کرسکتا ہے عادت شریف یہ تھی کہ جس شہر یا گاؤن کی زکوٰۃ ہوتی اوسی جگہہ کے فقرا پر صرف کرتے اگر کچھہ بچ جاتا مدینہ مین پاس حضرت کے لاتے یہان کے فقیرون کو دیتے جب کوئی پاس آپکے زکوٰۃ لاتا اوسکو دعا دیتے اللہم بارک فیہ و فی اہلہ کبھی کہتے اللہم صل علیہ اور متصدق کو اس سے منع فرماتے کہ وہ مال اپنے صدقہ کا خرید کرے اور شتران صدقہ کو اپنے دست مبارک سے داغ دیتے غالباً یہ داغ کان پر دیا جاتا تھا اور کبھی واسطے مصالح مسلمین کے مال صدقہ پر قرض لیتے اور وقت ضرورت کے زکوٰۃ دو سالہ پیشگی طلب فرماتے زکوٰۃ فطر کے لئے کوچہ و بازار مین منادی بھیجتے کہ سن لو زکوٰۃ فطر ہر مسلمان مرد و زن و آزاد و بندہ و خرد و بزرگ پر واجب ہے دو مد گندم یا ایک صاع طعام نسائی مین آیا ہے جب علی خلیفہ ہوئے کہا اللہ نے تمپر وسعت کی ہے تم بھی وسعت کرو ایک صاع گندم وغیرہ دیا کرو عادت نبوی یہ تھی کہ زکوٰۃ فطر نماز عید سے پہلے دیتے اور فرماتے من اداہا بعد الصلوٰۃ فہی صدقۃ من الصدقات ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ فطرہ بعد نماز کے کافی نہین ہوتا ہے بعض علما اسکے قائل ہین کہ صرف کرنا فطرہ انواع

ثمانیہ مین جائز نہین ہے بلکہ خاص سے ہے ساتہہ مساکین کے اور صدقہ تطوع کو بہت
دوست رکہتے اور اوسکے دینے سے ایسے خوش ہوتے جتنا کہ بخیل لینے سے خوش ہوا ورنہ
جس قدر راہ حق مین صرف کرتے اوسکو بہت نہ جانتے اور کم بہی نہ سمجہتے اور جو کوئی
آپ سے کچہہ مانگتا اگر وہ چیز حاضر ہوتی تو دیتے اندک یا بسیار اور داد و دہش آپکی
ایسی تہی کہ گویا کچہہ خوف فقر کا نہ تہا اور جب محتاج کو دیکہتے اپنا کہانا پینا دیدیتے اور عطا
و صدقہ مین تنوع فرماتے مال والے کا مال بہی دیتے اور قیمت بہی عطا کرتے کبہی قرض
لیتے اور قرض سے زیادہ ادا فرماتے اور کبہی مال سے زیادہ قیمت دیتے اور کبہی
ہدیہ لیتے اور دو چند سہ چند اوس سے دیتے غرضکہ جسطرح پہنچانا احسان و نفع کا خلق
کو ممکن ہوتا وہ کرتے اور لوگون کو صدقہ دینے پر ترغیب دلاتے اور حالاً و قالاً لوگون کو
طرف سخاوت و سماحت کے بلاتے یہانتک کہ بخیل بہی آپکا حال دیکہہ کر متاثر ہوتا اور
بذل و کرم اختیار کرتا اور جو کوئی آپسے مخالطت و مصاحبت کرتا تو اپنے نفس کا مالک
نرہتا یہانتک کہ احسان و داد و دہش کرنے لگتا اور ہمیشہ اس سبب سے منشرح القلب شادان
نفس منبسط الخاطر طیب النفس رہتے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انتہے مافی اسفر السعادۃ ملخصاً

## فصل

جسطرح کہ نماز کے لئے ایک صورت و ایک حقیقت ہے اسی طرح زکوۃ کے لئے بہی ایک صورت
و روح ہے جو شخص اوس سر و حقیقت کو نہین جانتا ہے اوسکی زکوۃ ایک صورت بے روح
ہوتی ہے وہ سر تین چیزین ہین ایک یہ کہ خلق مامور ہے کہ اللہ پاک سے محبت رکہنے اور
کوئی مومن نہین ہے کہ وہ یہ دعوی نرکہتا ہو بلکہ خلق مامور ہے ساتہہ اسکے کہ کوئی چیز
بہی اونکو اللہ سے زیادہ دوست ترنہو جسطرح قرآن مین فرمایا ہے قل ان کان اباءکم
وابناءکم الآیہ اور ہر مومن کو یہ دعوی ہے کہ وہ اللہ کو سب چیزون سے زیادہ دوست

نہ کہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مین ایسا ہی ہون اسلئے حاجت نشان وبرہان کی ہوئی
تاکہ ہر شخص دعوی بیحاصل پر دہوکا نہ کہا ئے سوال جو کہ محبوب انسان تہا اس لئے
اوس سے انسان کا امتحان لیا اور کہا کہ اگر تو اپنے دعوی مین سچا ہے تو اسمین اپنے
محبوب کو فدا کر تا کہ تجکو درجہ اپنا اللہ کی دوستی مین معلوم ہوجا ئے اسپر لوگ تین طرح کے
ہوگئے ایک طبقہ صدیقین کا تہا کہ جو کچہہ اونکے پاس تہا سب فدا کردیا اور کہا کہ دوسو
درہم مین سے پانچ درہم دینا کام بخیلون کا ہے ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم سب دیدین
کچہہ نرکہین جسطرح کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تہا کہ سارا مال اپنا پاس حضرت کے
لے آئے پوچہا عیال کے لئے کیا چہوڑا کہا اللہ ورسول کو دوسرے گروہ نے آدہا
مال دیا جسطرح عمر رضی اللہ عنہ نصف مال لائے پوچہا عیال کے لئے کیا رکہا کہا
اسی قدر فرمایا بینکما ما بین کلمتیکما تفاوت تمہارے درجہ کا موافق تفاوت کلام
کے ہے طبقہ دوم وہ نیک لوگ ہین جنہون نے اپنا مال ایک بار خرچ نکیا اور اسکی طاقت
نرکہتے تہے لیکن انتظار حاجات فقرا ووجوہ خیرات کا کرتے تہے اور خود برابر درویشون
کے رہتے تہے اور قدر زکوٰۃ پر قصر نکرتے تہے مگر جو درویش انکے پاس آتے اونکو
برابر اپنے عیال کے رکہتے تہے تیسرا طبقہ وہ ہے جسکو اس سے زیادہ طاقت نہین ہے
کہ دوسو درہم مین سے پانچ درہم دے اسنے مقدار فرض پر اکتفا کیا اور حکم شرع کو
خوشدلی اور شتابی سے مانا اور کچہہ احسان درویشون پر نرکہا یہ پچہلا درجہ ہے ایسا شخص
دوستی خدا سے بے نصیب ہے اسکی دوستی ساتہہ خدا کے سخت ضعیف ہے اور یہ شخص
زمرۂ دوستون مین بخیل ہے دوسرا بہید پاک کرنا دل کا ہے پلیدی بخل سے کیونکہ بخل
دل مین بمنزلہ نجاست کے ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے بندہ لائق قرب حضرت حق کے
نہین ہوتا جسطرح کہ نجاست ظاہر کے سبب ناشایستگی قالب کی ہوتی ہے حضور نماز
سے سو دل بخل کی پلیدی سے پاک نہین ہوتا ہے مگر اسی طرح کہ مال کو نکالے والہذا

زکوٰۃ پلیدی بخل کو دور کرتی ہے اور مثل پانی کے نجاست کو دھو دیتی ہے اسی لئے صدقہ
و زکوٰۃ حضرت پر اور اہل بیت حضرت پر حرام ہے کہ آپکے منصب کو چرک مال مردم سے
بچانا چاہئے تیسرا بھید شکر نعمت ہے کیونکہ مال ایک نعمت ہے حق مین مومن کے
اور سبب ہے راحت کا دنیا و آخرت مین سو جسطرح نماز روزہ حج شکر ہے نعمت بدن
کا اسی طرح زکوٰۃ شکر ہے نعمت مال کا تاکہ جب آپکو بسبب اس نعمت کے بے نیاز دیکھے
اور ایک دوسرے مسلمان کو جو اسیکی طرح ہے درماندہ پالے تو اپنے جی سے کہے
کہ یہ بھی بندہ خدا ہے مثل میرے مین اس امر کے شکر مین کہ مجکو اللہ نے بے نیاز
کیا اور اسکو میرا نیاز مند ٹھیرایا مین اسکے ساتھ کچھ رفق و مدارات کرون کہین ایسا نہو
کہ یہ آزمایش ہو اور اگر مین تقصیر کرون تو مجکو بھی اسیکی طرح کا کردے اور اوسکو میری طرح
کا کردے اسلئے ان اسرار زکوٰۃ کا جاننا ضرور ہے تاکہ عبادت ایک صورت بے معنی نہو

**ف** جو شخص یہ چاہے کہ اوسکی عبادت زندہ ہو اور بے روح نہو اور ثواب اوسکا
دوچند ہو اوسکو لازم ہے کہ سات وظیفے نگاہ رکھے ایک یہ کہ زکوٰۃ دینے مین شتابی
کرے اور پہلے اس سے کہ واجب ہو اندر تمام سال کے دے ڈالے اسمین تین فائدے
ہین ایک یہ کہ اثر رغبت عبادت کا اوسپر ظاہر ہوگا کیونکہ دینا بعد واجب ہونے کے
خود ضرور ہوتا ہے اگر نہ دیگا معاقب ہوگا تو اوسوقت کا دینا ڈر سے ہوا نہ دوستی سے
تو یہ بندہ ایسا ہوا کہ جو کچھ کرتا ہے بیم سے کرتا ہے نہ دوستی و شفقت کی راہ سے دوسرے
یہ کہ دل مین درویشون کی خوشی پہنچالے تاکہ وہ اخلاص سے دعا کرین اور اسکو بھی
کوئی خوشی ناگہان حاصل ہو اور دعا فقرا کی ایک حصار ہوتا ہے جملہ آفات سے
تیسرے یہ کہ عوائق روزگار سے ایمن ہو کیونکہ تاخیر مین بہت سی آفتین ہوتی ہین شاید
کوئی عائق آپڑے اور اس خیر سے محروم رہجائے اسلئے جب دل مین کسی شئی کی رغبت آئے
تو اوسکو غنیمت جانے کہ وہ نظر رحمت سے قریب ہے کہین شیطان حملہ آور نہو فاتہ

قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن ایک بزرگ غسلخانہ مین تھے اونکے
جی مین آیا کہ پیراہن ایک درویش کو دینا چاہیئے مرید کو پکارا اور پیراہن اوتارکر اوسکو دیا
اوسنے کہا ای شیخ تمنے اتنا صبر کیا ہوتا کہ نہاکر باہر آتے کہا مین ڈرا کہ مبین دوسرا خطرہ
آکر مجکو اس کام سے باز نرکہے وظیفہ دوم یہ ہے کہ جب زکوٰۃ دینا چاہے تو ماہ محرم مین دے
یہ مہینا حرمت والا ہے اور اول سال ہے یا رمضان مین دے کیونکہ وقت جسقدر شریف
ہوگا اوسی قدر ثواب مضاعف ہوگا حضرت بڑے سخی تھے مگر رمضان مین سب
ایام سے زیادہ تر سخی ہوجاتے تھے کچھہ اپنے پاس نرکہتے سب دے ڈالتے تیسرا وظیفہ
یہ ہے کہ زکوٰۃ چھپاکر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور رہے اور اخلاص سے نزدیک ہو
حدیث مین آیا ہے کہ صدقہ پوشیدہ اللہ کے غضب کو بجہا دیتا ہے قیامت مین سات
گروہ سایہ عرش کے نیچے ہونگے اونمین ایک وہ شخص بہی ہوگا جسنے داہنے ہاتہہ سے
صدقہ دیا اور بائین ہاتہہ نے نہ جانا اسکا درجہ برابر درجہ امام عادل کے ٹہیرا کہ وہ بہی
زیر سایہ عرش ہوگا اسی وجہ سے سلف اخفار صدقہ مین اتنا مبالغہ کرتے تھے کہ نابینا
طلب کرتے اور اوسکے ہاتہہ مین رکہہ دیتے اور بات نکرتے کہ وہ پہچانلے کہ کون ہے اور
کسنے دیا اور کوئی کسی درویش خفتہ کے کپڑے مین باندہ دیتا اور بات نکرتا کہ کہین جاگ
نہ اوٹہے اور کوئی کسی کو وکیل کی معرفت دیتا یہ سب کام اسلئے کرتے تھے کہ درویش بہی
نجانے غرضکہ چھپانا صدقہ کا دوسرون سے ایک امر ضروری و مہم سمجھتے تھے کیونکہ برملا دینے
مین اندیشہ ریا کے آنیکا باطن مین ہوتا ہے اگر باطن مین بخل نرہا تو ریا آئی اور یہ صفات
منجملہ مہلکات کے ہین لکن بخل بچہو کی طرح ہے اور ریا سانپ کی طرح یہ قوی تر ہے سو جب
یہ بچہو کو قوت سانپ کی دیگا تو سانپ کو اور بہی زیادہ طاقت حاصل ہوجائیگی تو اب
وہ ایک تہلکہ سے چہوٹ کر اوس سے سخت تر تہلکہ مین جا پڑیگا پہر جب گور مین جائیگا
تو زخم ان صفات کا دل پر مثل زخم مار و کژدم کے پائیگا اسلئے برملا دینے کا ضرر نفع سے

بڑہکر ہے احیاء الاحیاء مین صدقہ اخفاء مین پانچ معنی ذکر کرکے لکہا ہے فینبغی ان یراعی
ہذہ الدقائق فان اعمال الجوارح مع اہمالہا ضحکۃ الشیطان لکثرۃ التعب و
قلۃ النفع ومثل ہذا العالم ہو ما قیل فیہ ان تعلم مسئلۃ واحدۃ افضل من
عبادۃ سنۃ وعلی الجملۃ الاخذ فی الملاء والرد فی السر اسلم المسالک فلا
یدفع بالتزویقات الا ان یکمل المعرفۃ بحیث یستوی عندہ السر والعلانیۃ
وہو الکبریت الاحمر یسمع ولا یری انتہی چوتہا وظیفہ یہ ہے کہ ریا سے ایمن ہو اور
اپنے دل کو نمود سے پاک کرے اور رجا لے کہ اگر مین برملا دونگا تو اور لوگ بہی میری پیروی
کرینگے اور اونکی رغبت صدقہ وزکوۃ دینے مین زیادہ ہوگی تو ایسے شخص کے لئے برملا دینا
افضل ہے یہ حالت اوس شخص کی ہوتی ہے جسکے نزدیک مدح وذم ایک حکم رکہتی ہے
اور وہ سب کا سومنین اللہ کے علم پر کفایت کرتا ہے پانچوان وظیفہ یہ ہے کہ صدقہ کو منت
و وحشت سے حبط نکرے قال تعالی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی اذی کے
معنی ہین درویش کو آزردہ کرنا جیسے ترش روئی سے پیش آنا یا پیشانی پر بل ڈالنا اور سخت
بات کہنا اور اوسکو بسبب درویشی وسوال کے خوار رکہنا اور چشم حقارت سے دیکہنا اور یہ
حرکت دو طرح سے جہل وحماقت ہے ایک یہ کہ اسپر مال کا ہاتہہ سے دینا دشوار تہا اسلئے تنگدل
ہوکر بات زجر سے کرتا ہے سو جس شخص پر یہ بات دشوار ہے کہ ایک درم دے اور ہزار درم لے
وہ جاہل ہے کیونکہ وہ اس زکوۃ دینے سے فردوس اعلی اور اللہ کی رضامندی حاصل کریگا
اور اپنی جان کو دوزخ سے خرید لیگا تو اب اوسپر صدقہ دینا کیون دشوار وناگوار ہے اگر اسکے
انجام پر ایمان رکہتا ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ مجہکو درویش پر شرف حاصل
ہے بسبب تونگری کے اور یہ نہین جانتا کہ جو شخص پانسو برس پہلے اس سے بہشت مین
جائیگا وہ اس سے شریف تر ہے اور اوسکا درجہ اس سے بہت بلند ہے اور اللہ کے نزدیک
شرف وفخر درویشی کا ہے نہ تونگری وآسودگی کا نشان اس شرف کا اس جہان مین یہ ہے

کر تونگر کو مشغلۂ دنیا و مال و رنج دنیا مین مشغول کیا ہے حالانکہ نصیب اوسکا قدر حاجت سے
زیادہ نہین ہے اور اوسپر یہ بات واجب کی گئی ہے کہ وہ بقدر حاجت کے درویش کو
دیوے پس حقیقت مین تونگر اس جہان مین مسخرۂ درویش ہے اور اوس جہان مین پانسو
برس تک منتظر مغفرت کا رہیگا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا * چہتا وظیفہ یہ ہے
کہ منت نرکھے کیونکہ اصل منت کی جہل ہے اور یہ ایک صفت ہے دل کی یہ منت
رکھنا یون ہوتا ہے کہ اس طرح جانے کہ مینے درویش کے ساتھہ نکوئی کی ہے اور ایک
نعمت اپنے پاس سے اوسکو دی ہے اسلیے کہ وہ درویش اسکا زیردست ہے سو جب
اسطرح جانیگا تو نشان اس پندار کا یہ ہے کہ اس امر کا متوقع ہوگا کہ درویش اوسکی خدمت
زیادہ کرے اور اوسکے کاروبار مین لگا رہے اور ابتدا السلام کرے اور مجمع مین زیادہ
عزت سے پیش آئے اور اگر اوس سے کوئی تقصیر اسکے حق مین ہو جائے تو پہلے حال سے
بہی یہ زیادہ متعجب ہوا اور کہنے لگے کہ مینے اوسکے ساتھہ ایسا اور ویسا احسان کیا ہے
یہ سب جہل ہے بلکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ درویش نے اوسکے ساتھہ دوستی کی اور احسان
کیا کہ صدقہ اوس سے قبول کر لیا تاکہ وہ آتش دوزخ سے رہا ہوا اور دل اوسکا پلیدی بخل
سے پاک ہوا اگر کوئی حجام مفت مین اسکی حجامت کرتا تو اسپر احسان رکہتا کہ مینے وہ خون
جو سبب تیرے ہلاک کا تہا کہینچ لیا سو اسی طرح بخل باطن مین اور مال زکوٰۃ کا ہاتہہ مین
سبب اسکے ہلاک و پلیدی کا ہے اب جو یہ طہارت اسکو حاصل ہوئی اور نجات ملی تو چاہیے
کہ یہ اوس درویش کا احسانمند و منت پذیر ہو حضرت نے فرمایا ہے صدقہ پہلے دست
حق مین پڑتا ہے پھر ہاتہہ مین درویش کے تو گویا یہ شخص اللہ ہی کو دیتا ہے
لیکن لینے مین نائب حق ہے تو اب درویش کا ممنون ہو نہ یہ کہ درویش پر منت
رکہے اور جب تینون اسرار زکوٰۃ کے سوچیگا تو جان سکتا ہے کہ یہ منت رکھنا میرا جہل
ہے سلف منت سے بچنے کے لیے یہانتک مبالغہ کرتے تہے کہ سامنے درویش کے

متواضع وار کہڑے ہو کر سوال کرتے کہ ہم سے اس مال کو قبول فرماؤ اور بعض ہاتھہ سامنے
کر دیتے تا کہ خود درویش اپنے ہاتھہ سے اوٹھالے اور درویش کا ہاتھہ نیچا نہو کہ الید العلیا
خیر من الید السفلی اوسی کو سزاوار ہے جو منت رکہے عائشہ وام سلمہ جب کسی درویش
کو کچہہ بہیجتین تو کہدیتین کہ یاد رکہنا کہ وہ کیا دعا دیتا ہے کہ اوسکی ہر دعا کا بدلا دعا سے
کرین تا کہ صدقہ خالص رہے اوسکی مکافات نہو بلکہ لالچ دعا کا بہی نہین کرتی تہین
اس گمان پر کہین احسان کرنا نہ سمجہے کیونکہ محسن حقیقت مین درویش ہے جسنے یہہ
ذمہ داری تیری طرفسے کرلی ہے ساتوان وظیفہ یہ ہے کہ جو مال نیکو تر و بہتر و حلال تر ہو
وہ دیوے کیونکہ جس مال مین کچہہ شبہ ہوتا ہے وہ لائق قربت کے نہین ٹہیرتا اللہ تعالی
پاک ہے سوا پاک کے قبول نہین کرتا قال تعالی ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون
ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ یعنی اگر وہ چیز تمکو دین تو تم کراہت سے لو پہر اللہ کے
حصہ مین وہ چیز کیون خرچ کرتے ہو اگر کوئی شخص سامنے اپنے مہمان کے وہ چیز رکہے جو گہر
مین سب سے بدتر ہو تو بیشک مہمان کا استخفاف کریگا پہر یہ بات کس طرح روا ہو سکتی ہے
کہ بدترین اشیاء اللہ کو دے اور اوسکے بہترین بندون کو چہوڑ دے دلیل بدتر دینے پر یہہ ہے
کہ کراہت سے دیتا ہے اور جو کوئی صدقہ دل کی خوشی سے نہ دے تو اسبات کا ڈر ہے کہ وہ قبول نہو
حضرت نے فرمایا ہے ایک درہم صدقہ کا ہزار درہم پر صدقہ کے سبقت لیجاتا ہے یہ وہ
صدقہ ہوتا ہے جو دل کی خوشی سے دے اور بہتر سے بہتر دے **ف** جس درویش مسلمان
کو صدقہ دیا گیا قرض گردن سے اوتر گیا لکن تاجر آخرت کو چاہئے کہ زیادتی ربح سے ہاتہہ
نہ کہینچے صدقہ اپنی جگہہ پر دیا جاتا ہے تو اوسکا ثواب مضاعف ہوتا ہے اسلئے پانچ قسم
کے لوگ طلب کرے اول وہ جو پارسا و پرہیزگار ہون حضرت نے فرمایا ہی نہ کہائے طعام
تیرا مگر متقی اور نہ کہائے تو مگر طعام متقی کا یہ اسلئے کہ اہل تقوی جو کچہہ لیتے ہین اوس سے
اللہ کی طاعت پر استعانت کرتے ہین اور یہ شخص اونکی طاعت مین شریک ہوتا ہے کیونکہ

دست اونکی اعانت کی ایک شخص تونگر تہا وہ سوا صوفیہ کے کسی کو صدقہ نہ دیتا کہتا یہ وہ قوم ہے
جنکے سوا حق کے کچہہ ہمت نہین ہے انکو اگر کوئی حاجت ہوگی تو انکی فکر پراگندہ ہوجائیگی
اور مین ایسے ایک دلکو حضرت حق مین لیجانا دوست تر رکہتا ہون اس بات سے کہ سو دل
ایسے لیجاؤن جنکی ہمت دنیا ہو اس بات کو کسی نے جنید رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا فرمایا
یہ کلام کسی ولی اللہ کا ہے اور مینے مدت سے ایسی عمدہ بات نہ سنی تہی وہ شخص بقال
تہا مفلس ہوگیا اسلئے کہ درویش جو کچہہ اوس سے خرید کرتے یہ اونسے قیمت نہ لیتا جنید رح نے
اوسکو کچہہ مال اپنے پاس سے دیا تاکہ تجارت کرے اور کہا تجہسے شخص کو تجارت کرنا زیان
نہین کرتا دوسرے یہ کہ اہل علم سے ہو کیونکہ جب اوسکو صدقہ ملیگا تو اوسکو علم پڑہنے
کی فرصت حاصل ہوگی اور یہ شخص ثواب مین اوسکے علم کے شریک رہیگا علم اشرف
عبادات ہے اگر نیت صحیح ہو احیاء الاحیاء مین کہا ہے کان ابن المبارک یخصص معروفہ
اھل العلم فقیل لہ فی ذلک فقال انی لا اعرف بعد مقام النبوۃ افضل من مقام
العلماء فاذا اشتغل قلب احدھم بحاجتہ لم یتفرغ للعلم فتفریغہ افضل
انتھی لکن مراد اس سے علماء آخرت ہین نہ علماء دنیا جنکو فقہاء کہتے ہین تیسرے وہ شخص
جو اپنی درویشی کو مخفی رکہتا ہے اور تجمل کے ساتہہ بسر کرتا ہے یحسبھم الجاھل اغنیاء
من التعفف اس قوم نے پردہ تجمل کا اپنے منہہ پر ڈالا ہے سو ایسے کو دے نہ اونکو
جو سوال کرنیسے کچہہ باک نہین رکہتا چوتہے وہ شخص جو عیال دار ہو یا بیمار کہ جسقدر
حاجت و رنج کسی کا زیادہ ہوگا اوتنا ہی راحت پہنچانے کا ثواب زیادہ ملیگا پانچوین
وہ شخص کہ رشتہ دار ہو کہ اسمین صدقہ و صلہ رحم دونون ہین اسی طرح جو شخص اس سے
اللہ کے لئے برادری رکہتا ہے وہ بہی درجہ اقارب مین ہے اور اگر کوئی ایسا شخص ملجائے
کہ جسمین یہ سب صفات یا اکثر صفات ہون تو وہ سب سے اولی تر ہے غرضکہ ایسے لوگون
کو صدقہ دیگا تو اونکی ہمت و فکرت و دعا اسکے لئے ایک حصن حصین ہوگی اور یہ فائدہ

محمود اس سے رہا کہ بخل دور ہوا اور شکر نعمت کا بجالایا ہان مال زکوٰۃ کا علویہ و کنار کو نہ دے
اسلئے کہ یہ مال لوگون کا میل کچیل ہے اور علوی کا لینا یا کافر کا ایسے مال کو محل دریغ ہے
ف جو شخص زکوٰۃ کا مال لے اوسکو چاہئے کہ پانچ امر کا لحاظ رکھے ایک یہ جانے
کہ اللہ نے بندون کو محتاج مال کا پیدا کیا ہے اسی سبب سے ہاتھ مین بندون کے بہت سا
مال رکھا ہے لکن جن لوگون کے حال پر عنایت زائد تہی اونکو مشغلۂ دنیا و مال سے محفوظ
فرمایا اور بار و رنج کسب و حفظ دنیا کا تونگرون پر رکھا ہے اور اونکو حکم دیا کہ جو ہمارے
عزیز بندے ہین تم اونکو بقدر حاجت کے دیتے رہا کرو تا کہ وہ عزیز بار دنیا سے سبکسار رہکر
طاعت خدا مین ایک ہمت ہون سو جب وہ بسبب حاجت کے پراگندہ ہمت ہوتے ہین
تو ہاتھ سے تونگرون کے اونکو بقدر حاجت کے ملتا ہے تا کہ انکی دعا و ہمت اونکے لئے
کفارہ ہو اسلئے درویش جو کچہہ لے تو وہ اس نیت سے لے کہ اپنی کفایت مین صرف کرکے واسطے
طاعت کے فارغ البال خاطر جمع ہو اور اس نعمت کی قدر پہچانے کہ تونگر کو اوسکے لئے مسخر
کر دیا ہے وہ اسکا بیگاری ہے اور یہ عبادت مین مشغول رہے یہ ویسی بات ہے کہ دنیا کے
بادشاہ جن غلامان خاص کا خدمت سے غائب ہونا نہین چاہتے ہین اونکو نہین چھوڑتے
کہ وہ کسب دنیا مین مشغول ہون لکن روستائیون اور بازاریون کو جو لائق اونکی خدمت
کے نہین ہین مسخر انکا کر دیتے ہین اور اونسے جزیہ و خراج لیکر جاگیر غلامان خاص مقرر
کرتے ہین سو جسطرح مقصود بادشاہ کا ان سب سے استخدام خواص ہوتا ہے اسی طرح ارادہ
حقتعالیٰ کا ساری خلق سے عبادت حضرت حق ہے ولہذا فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس
الا لیعبدون غرضکہ درویش جو کچہہ لے اسی نیت سے لے ایسا کام اوسی شخص سے
بنتا ہے جسکا قصد یہ ہوتا ہے کہ دین کے لئے فراغت ملے دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ جو کچھ
لے یہ سمجھے کہ اللہ نے دیا ہے اور اوسی کی طرف سے ملا ہے تونگر کو مسخر جانے کہ اللہ نے
اوسکو دینے کے لئے اپنی طرف سے گماشتہ مقرر کیا ہے کہ وہ اللہ کا مال اسکو دے اوسکا

ایمان اوس سے یہ مال دلواتا ہے کیونکہ نجات و سعادت اوسکی وابستہ ساتھ اسی صدقہ کے ہے
اگر یہ جان نہوتا تو ایک دام بھی وہ کسیکو نہ دیتا پس سارا احسان انکا ہے کہ اونسے یہ موقع
ایمان او سپر مقرر کر دیا ہے پھر جب یہ جان لیا کہ تو نگر فقط ایک مسخر اور واسطہ ہے تو انکا شکر
اور اوسکا شکر بجا لاوے کیونکہ حدیث مین آیا ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اور
اگرچہ خالق سب اعمال جملہ عباد کا لکن اوسنے عباد پر ثنا کی ہے اور اونکا شکر ادا فرمایا ہے اور
کہا نعم العبد انہ اواب اور فرمایا انہ کان صدیقا نبیا یہ اسلیئے کہ جسکو واسطہ خیر کا بنا
ہے اوسکو عزیز کہا ہے سو اللہ کے عزیزون کی قدر پہچاننا چاہیئے یہی معنی ہین شکر کے
اور دینے والے کو دعا دے اور کہے طہر اللہ قلبک فی قلوب الابرار وزکی عملک فی
عمل الاخیار وصلی علی روحک فی ارواح الشہداء حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی
تمہارے ساتھہ نیکی کرے تم اوسکا بدلا کرو اگر نہ کر سکو تو اتنی دعا دو کہ جان لو کہ تم نے بدلا
کر دیا اور تمام شکر یہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ رکھے اور اندک صدقہ کو اندک وحقیر
نہ جانے جسطرح کہ دینے والے کے لیئے یہ شرط ہے کہ وہ گو بہت کچھہ دے لکن حقیر جانے
اور چشم تعظیم سے نہ دیکھے تیسرا وظیفہ یہ ہے کہ جو صدقہ حلال نہو اوسکو نہ لے اور ظالم کا مال
اور سود خوار کا مال نہ لے چوتھا وظیفہ یہ ہے کہ اوسی قدر لے جسکی احتیاج رکھتا ہے اور اگر واسطے
سفر کے لیتا ہے تو اوتنا لے جزادہ وکرایہ کو بس ہو نہ زیادہ اور اگر قرضدار ہے تو مقدار قرض
سے زیادہ نہ لے اور اگر کفایت عیال مین دس درہم درکار ہین تو گیارہ درہم نہ لے کہ وہ
ایک درہم حرام ہوگا اور اگر گھر مین کچھہ قماش و چیز و لباس زائد موجود ہو تو پھر زکوٰۃ نہ لے
پانچوان وظیفہ یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا اگر عالم نہو تو دریافت کر لے کہ تو یہ مال سہم مساکین
سے مجکو دیتا ہے یا سہم قرضدار سے اسلیئے کہ مذہب امام شافعی رح مین ساری زکوٰۃ ایک صنف
کو دینا نہ چاہیئے احیاء الاحیاء مین کہا ہے والمحتاج فی تقدیر حاجتہ مقامات فی
التضییق والیہ میل الورع وفی التوسع والیہ میل المتساھل واذا تحقق حاجتہ

فلا یلحقہ ن مالا کثیر ابل قوت سنتہ لانہ صلعم ادخر لنیالہ قوت سنتہ ولان
اسباب الدخل یتکرر بتکرر السنتہ ولو اقتصر علی قوت شہر او یوم کان اقرب
الی التقوی والمعتدل لکفایتہ سنتہ فماورا ءہ خطر وما دونہ تضییق ولا یترخص
القابض تملا بظاہر الفتوی نفیہ قیود وتخمینات واقتحام شبہات انتہی ا
ف صدقہ دینے کا بڑا اجر ہے حضرت نے فرمایا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ اور فرمایا
الصدقۃ تطفی غضب الرب اور اگر کچھ نہ دیسکے تو کوئی اچھی بات ہی سائل سے کہدے
قیامت مین ہر شخص سایہ مین اپنے صدقہ کے ہوگا یہانتک کہ خلق کا فیصلہ ہو اور اللہ صدقہ
کو لیکر اپنے ہاتھہ مین پالتا ہے جسطرح کہ کوئی شخص بچا اپنے اسپ کا پرورش کرتا ہے یہانتک
کہ ایک خرما برابر کوہ احد کے ہو جاتا ہے فرمایا صدقہ ستر دروازے شر کے بند کرتا ہے کسی نے
پوچھا کون صدقہ بہتر ہے فرمایا وہ صدقہ جو تو حالت تندرستی و بخل مین دے اور مفلسی سے
نہ ڈرے نہ وہ صدقہ کہ جب جان حلق مین آگئی اوسوقت کہا کہ یہ فلان فلان کا ہے کہ وہ تو
خود ہی اوسکا ہو چکا خواہ تو کہے یا نہ کہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی
سائل کو اپنے در سے محروم پھیر دیتا ہے سات دن تک اوسکے گھر مین فرشتے نہین جاتے
حضرت صلعم دو کام کسی کو سپرد نکرتے خود کرتے ایک تو صدقہ اپنے ہاتھہ سے درویش کو
دیتے دوسرے پانی طہارت کا رات کو خود رکھتے اور فرماتے جو کوئی کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا
ہے جب تک کوئی لتہ اوس کپڑے کا اوس مسلمان کے تن پر باقی رہتا ہے وہ شخص اللہ کے
حفظ مین ہوتا ہے عائشہ صدیقہ نے پچاس ہزار درہم صدقہ مین دئے اور خود پیوند دار کپڑا
پہنے ہوئے تہین اپنا پیراہن تک دوخت نکیا **حکایت** ابن مسعود نے کہا ہی ایک شخص نے ستر
برس تک عبادت کی تہی اتفاقاً اوس سے ایک بڑا گناہ ہو گیا اوسکی ساری عبادت حبط ہو گئی
ایک درویش پر اوسکا گذر ہوا اسنے اوس فقیر کو ایک روٹی دی اللہ نے وہ گناہ اوسکا
بخشدیا اور وہ عمل ستر برس کا واپس فرمایا و للہ الحمد لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تہا کہ

جب تجھسے کوئی گناہ ہو جائے تو تو صدقہ دے ابن عمر رضی اللہ عنہ صدقہ مین شکر بہت دیتے
اور کہتے اللہ نے فرمایا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اللہ جانتا ہے کہ مین
شکر کو بہت دوست رکھتا ہون شعبی نے کہا جو شخص آپ کو ثواب صدقہ کا محتاج زیادہ تر
درویش سے جانے وہ محتاج اوس صدقہ کا ہے بچا لے اوسکا صدقہ قبول نہین ہوتا ہے حسن
بصری نے پاس ایک نخاس کے ایک کنیز دیکھی وہ اچھی صورت کی تھی اوس سے کہا
تو اسکو دو درم پر فروخت کریگا اوسنے کہا نہین فرمایا جا اللہ تعالی حور عین کو دو دانہ پر فروخت
کرتا ہے جو کہ اس کنیز سے کہین زیادہ ترخوب ہے یعنی صدقہ دینے پر وللہ الحمد والمنۃ

# باب چوتھا بیان حج کے

ارکان مسلمانی مین حج ایک رکن ہے اور یہ عبادت تمام عمر مین ایک بار فرض ہے اور بعد ہر
پنج سال کے مستحب اسکی فرضیت ویسی ہی ہے جیسی کہ فرضیت نماز و روزہ و زکوۃ
کی ہے بلا تفاوت یہی چارون چیزین مع کلمۂ شہادت کے بنیاد دین اسلام کی بنص
حدیث خیر الانام صلعم اس باب مین کئی فصلین ہین۔

## فصل ترغیب و ترہیب حج مین

قال تعالی واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من
کل فج عمیق لیشہدوا منافع لهم قیل هی التجارة فی الموسم والاجر فی الاخرة
بعض سلف نے جب اس آیت کو سنا تو کہا غفر لهم ورب الکعبة حدیث ابوہریرہ مین
آیا ہے کہ حضرت سے پوچھا کون عمل افضل ہے فرمایا ایمان لانا اللہ و رسول پر کہا پھر کون فرمایا
جہاد راہ خدا مین کہا پھر کون فرمایا حج مبرور رواہ الشیخان مبرور سے مراد وہ حج ہے
جسمین کوئی معصیت واقع نہو اور جابر نے رفعاً کہا ہے بر حج کا کھانا کھلانا اور اچھی

بات کرنا اور سلام کا پھیلانا ہے دوسرا لفظ ابوہریرہ کا مسموعاً مرفوعاً یہ ہے من حج فلم
یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ رواہ الشیخان یعنی جس
حج مین بیحیائی وفسق کا کام نہین ہوتا ہے تو حاجی اپنے گناہون سے ایسا پاک ہو جاتا ہے
جیسے کہ آج اوسکو اوسکی مان نے جنا ہو اس حدیث سے مغفرت جملہ گناہون کی نکلتی ہے
لکن علماء نے حقوق عباد کو اس سے مستثنے کیا ہے بدلیل دیگر احادیث معہذا اللہ کا
فضل وسیع اور اوسکا کرم بے پایان ہے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا
العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ رواہ الشیخان
عمرو بن عاص سے فرمایا تھا اما علمت ان الحج یھدم ما کان قبلہ رواہ ابن خزیمۃ
ومسلم بطولہ حدیث حسین بن علی مین حج کو واسطے ضعیف کے بمنزلہ جہاد کے رکھا ہے
ایک شخص نے کہا تھا انی جبان وانی ضعیف فقال ھلم الی جھاد لا شوکۃ
فیہ الحج رواہ الطبرانی جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے الحجاج والعمار وفد اللہ دعاھم
فاجابوہ وسألوہ فاعطاھم رواہ البزار ورواتہ ثقات اور حدیث ابوہریرہ مین
مین کہا ہے اللھم اغفر للحاج ولمن استغفر لہ رواہ ابن خزیمۃ دوسرا لفظ ابوہریرہ
کا مرفوعاً یہ ہے من خرج حاجا فمات کتب اللہ لہ اجر الحاج الی یوم القیامۃ و
من خرج معتمرا کتب اللہ لہ اجر المعتمر الی یوم القیامۃ رواہ ابو یعلی وفی
حدیث مسند من طریق اھل البیت اعظم الناس ذنبا من وقف بعرفۃ فظن
ان اللہ لم یغفر لہ **ف** علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً کہا ہے من ملک زادا وراحلۃ
تبلغہ الی بیت اللہ الحرام فلم یحج فلا علیہ ان یموت ان شاء یھودیا وان شاء
نصرانیا وذلک ان اللہ تعالی یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع
الیہ سبیلا رواہ الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ تارک حج کا باوجود ملکیت
زاد وراحلہ کے کافر ہو جاتا ہے اور کیسا کافر جیسے یہودی یا نصرانی عیاذا باللہ تارک نماز کی

شبیہ شرک سے آئی ہے اور تارک حج کی اہل کتاب سے دی ہے یہ اسلئے کہ اہل کتاب نماز پڑہتے
مین حج نہین کرتے اور مشرکین عرب حج کرتے تہی نماز نہین پڑہتے تہے غرضکہ ترک کرنا کسی رکن کا
ارکان اسلام سے مشابہ خروج کے ہے ملت سے ابو سعید خدری کا لفظ رفعا یہ ہے یقول اللہ
عز وجل ان عبدا اصححت لہ جسمہ ووسعت علیہ فی المعیشۃ تمضی علیہ خمسۃ اعوام لا
یفد الی لمحروم رواہ ابن حبان والبیہقی یہ حدیث قدسی ہے اسمین دلیل ہے اسبات
پر کہ بندہ تندرست وآسودہ حال اگر پانچ برس تک مکہ مین نہین جاتا ہے تو سمجہو کہ وہ
خیر سے محروم ہے علی ابن المنذر کہتے ہین ہمسے بعض اصحاب ہمارے نے کہا حسن بن حی
کو یہ حدیث بہت پسند آتی تہی اور وہ اس حدیث کو اخذ کرتے تہے اور واسطے مرد
آسودہ وتندرست کے یہ بات دوست رکہتے تہے کہ پانچ برس تک وہ حج ترک نکرے
یعنی بعد تین چار برس کے ضرور حج کے واسطے جایا کرے اگرچہ یہ حج تطوع ہوتا ہو ۵

| | | | |
|---|---|---|---|
| دوبارہ حرم طلبم طوف کعبہ ای توفیس<br>بتان ہند تسلی نمی دہند آزاد | ۵ | ضداد ہد بہ پروبال من ہوای دگر<br>دوبارہ رو بسوی آہوان بطحا کن | |

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ حضرت نے حجۃ الوداع مین ہمسے کہا تہا ہی ہذہ الحجۃ
ثم الجلوس علی الحصر فی البیوت رواہ ابو یعلی یعنی یہ تمہارا حج ہو گیا فرض ساقط ہوا
اب تم گہرون کے اندر بوریون پر بیٹہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ جو حدیث سابق مین
حکم بار بار حج کرنے کا دیا ہے وہ حق مین مردون کے ہے رہین عورتین سو اونکے لئے
یہی بہتر ہے کہ وہ ایکبار حج فرض ادا کرکے خانہ نشین گوشہ گزین رہین مگر رستہ کر روا سطے
حج کے گہر سے باہر نہ نکلین اونکے لئے یہی عزلت بہتر ہے یہ بہی معلوم ہوا کہ اوس عہد
مین نشست مستورات کی اندر گہرون کے بوریے پر ہوتی تہی زمین پر بیٹہتی تہین سو زنان
اہل صلاح کو اب بہی اسیطرح کرنا چاہیے تکلف خانہ داری وفرش وبساط کا واسطے اہل
دنیا کے ہے نہ واسطے ایمان والون کے ولہذا حضرت نے فرمایا ہے ان البذاذۃ من الایمان

یعنی خاکساری کی چال اور وضع غریبانہ ایمان کی نشانی ہے **حکایت** علی بن موفق ایک بزرگ تھے وہ کہتے ہین ایک سال مین حج کو گیا شب عرفہ مین مینے دو فرشتونکو خواب مین دیکھا کہ جامہ سبز پہنے ہوئے آسمان سے اوترے ایک نے دوسرے سے کہا تو جانتا ہے کہ امسال حاجی کتنے تھے کہا نہین کہا چھ لاکھ تھے تجھے معلوم ہے کہ کتنے لوگون کا حج قبول ہوا کہا نہین کہا امسال چھ شخصون کا حج قبول ہوا پس مین اسبات کے ہول سے جاگ پڑا اور سخت اندوہناک ہوا اور مینے اپنے جی مین کہا کہ مین تو کسیطرح بہی ان چھ شخصون مین سے نہین ہون اسی اندیشہ و اندوہ مین مشعر الحرام مین پہنچا وہان سو گیا خواب مین اونہین دو فرشتون کو پہر دیکہا کہ وہی ذکر کرتے تھے اونمین سے ایک نے کہا تو جانتا ہے کہ آجکی رات اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا کہا نہین کہا ہر ایک کو اون چھ شخصون سے ایک ایک لاکھ بخشے اور اونکی طرح اونکو کردیا مین خواب سے جاگا اور نہایت خوش ہوا اللہ کا شکر ادا کیا **ف** فتنۂ اعظم و مصیبت اہل جو کثیر الوجود ہے وہ حج مین یہ ہے کہ اکثر لوگ اس سفر مبارک مین نماز نہین پڑہتے اور اگر پڑہتے ہین تو وقت پر ادا نہین کرتے اور یہ کفر ہے دلیلاً اور حرام ہے اجماعاً جسکو یہ بات ثابت ہوگئی کہ اوسکا حسب حج مین یہی ہے مرد ہو یا عورت تو پہر اوسپر حج کرنا حرام ہے ابن الحاج نے مدخل مین کہا ہے ہمارے علما کہتے ہین جس مکلف کو یہ بات معلوم ہو کہ اوس سے ایک نماز بہی سفر حج مین فوت ہوجائیگی تو حج کرنا اوس سے ساقط ہے کسی نے امام مالک سے پوچھا تہا ایک شخص دریا پر سوار ہوتا ہے وہ جگہہ سجدہ کی نہین پاتا مگر پشت برادر پر اوسکو حج کرنا جائز ہے کہا رحمہ اللہ کیا اکب حیث لا یصلی ویل لمن ترک الصلوٰۃ ویل لہ انتہی رہین عورتین سو اون مین ایسی کم ہین جو وقت پر نماز پڑہین بلکہ اکثر تو نماز ہی نہین پڑہتین انا للہ **ف** بعض علمانے مکہ مین رہنے کو مکروہ کہا ہے کئی وجہ سے ایک یہ کہ دل سے کہین حرمت مکہ کی ساقط نہوجائے مولانا عمر رضی اللہ عنہ بعد حج لوگون کو طرف اونکے بلاد کے مار کر نکال دیتے تھے دوسرے یہ کہ

دوبارہ شوق آنیکا باقی رہے قال بعضہم لان تکون فی بلد وانت مشتاق الی الکعبۃ خیر من ان تکون فیھا وقلبک فی بلد آخر یعنی بانتہوائی جسینم آرزو دست نیست یہ کہ وہاں خوف رکوب خطایا و ذنوب کا ہے یہ بڑا خطرہ ہے ابن مسعود نے کہا ہے ما من بلد یو خذ فیہ العبد بالھمۃ قبل العمل الا مکۃ قال تعالیٰ ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم ای علی مجرد الارادۃ اور بعض نے کہا ہے السیئات تضاعف فیھا کما تضاعف الحسنات لکن تحقیق یہ ہے کہ صغیرہ وہاں بمنزلہ کبیرہ کے ہوتا ہے فقط ہاں جو کوئی حق وہاں کا پورا کرے تو مقام بہر حال افضل ہے اسلئے کہ مجرد نظر کرنا طرف کعبہ کے عبادت ہے اور ایک نیکی برابر لاکھہ نیکی کے ہوتی ہے پھر بعد مکہ کے کوئی موضع مدینہ سے زیادہ اشرف وافضل نہیں ہے وہاں بھی تضاعف حسنات کا ہوتا ہے ایک نماز مسجد نبوی میں برابر ہزار نماز کے بلکہ برابر پچاس ہزار نماز کے ہوتی ہے +

## فصل

وجوب حج کا ہر مکلف مستطیع پر بنص قرآن ہے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا امت کا بھی اسی پر اجماع ہے کہ حج فریضہ محکمہ ہے منکر اوسکا کافر ہے مکلف آدمی کو جب زاد و راحلہ وامن طریق میسر آیا تو اب حج کرنا اوسپر فرض ہو گیا فوراً بدلیل حدیث ابن عباس رفعا تعجلوا الحج فان احدکم لا یدری ما یعرض لہ اخرجہ احمد عمر بن خطاب نے فرمایا ہے لقد ھممت ان ابعث رجالا الی ھذہ الامصار فینظر وا کل من کان لہ جدۃ ولم یحج فیضربوا علیھم الجزیۃ ما ھم بمسلمین رواہ سعید بن منصور مالک وابو حنیفہ واحمد وبعض اصحاب شافعی کا قول یہی ہے کہ حج علی الفور ہے شافعی و اوزاعی وابو یوسف ومحمد کہتے ہیں کہ علی التراخی ہے راجح یہی ہے کہ علی الفور ہے واللہ اعلم بہر حال جو مسلمان وقت پر حج کریگا اوسکا حج درست ہوگا وقت حج کا شوال ذیقعدہ

نودن ذیحجہ کے ہین صبح روز عید تک احرام باندہنا حج کا اس مدت مین درست ہے اس سے پہلے اگر احرام حج کا کیا ہے تو وہ عمرہ ہو گا نہ حج کو دکہ میز کا حج درست ہے غرضکہ شرط درستی حج کی وقت حج ہے اور شرط ادای فریضہ حج کی یہی ہے کہ مسلمان عاقل بالغ ہو اور شرط نیابت حج کی یہ ہے کہ قریب طرف قریب کے حج کرے نہ غریب طرف قریب کے اور شرط وجوب حج کی استطاعت ہے یہ دو طرح پر ہوتی ہے ایک یہ کہ توانا ہو اپنے تن سے حج کرے اسکے لئے تین چیزین درکار ہین ایک تندرستی دوسرے امن راہ اگر راہ مین دریای خطرناک یا البسا دشمن ہو جو مال یا جان برباد کرے تو پہر وجوب نہین ہے تیسرے اتنا مال ہو کہ آمد و شد کو بس ہو اور عیال کو واپس آنے تک کا نفقہ دیجا سکے اور کسی کا قرض نہ رکہے اور کرایہ کی سواری کر سکے پیادہ جانا لازم نہین ہے جب استطاعت حاصل ہو تو اب جلدی کرے دیر نہ لگاے گو جائز ہے پہر اگر اتنی تاخیر کی کہ مر گیا اور حج نہ کیا تو سخت عاصی ہوا اوسکے ترکہ سے کوئی رشتہ دار نیابتہً حج بجا لائے گو اوسنے وصیت نہ کی ہو کیونکہ یہ قرض اوسکی گردن پر قرض ہے ف نوع حج کا معین کرنا واجب ہے نیت ایک نوع خاص کی کرلے تمتع یا قران یا افراد تمتع یہ ہے کہ آفاقی حج کے مہینون مین عمرہ کا احرام کر کے مکہ مین داخل ہو کر عمرہ بجا لا کر احرام سے باہر آئے پہر حج کرنے تک حلال رہے اور جو ہدی میسر ہو وہ ذبح کرے قران یہ ہے کہ آفاقی حج و عمرہ کا معاً احرام باندہ کر مکہ مین آکر حج سے فارغ ہونے تک محرم بنا رہے اوسکو ایک طواف ایک سعی کافی ہے جو ہدی میسر آئے اوسکو ذبح کرے وقت واپسی کے طواف وداع بجا لائے افراد یہ ہے کہ نرے حج یا نرے عمرہ کا احرام کرے حاضر مکہ خود مکہ سے احرام باندہے ان اقسام سہ گانہ مین تمتع افضل ہے اگرچہ مسئلہ مین نزاع طویل ہے حضرت کا حج قران تہا مگر امر تمتع کا فرمایا ہے قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے احرام میقات معروف سے کرے اہل ہند کا میقات یلملم ہے اور جو اندر میقات کے ہو وہ اپنے گہر سے اہلال کرے مکہ والے مکہ سے احرام باندہین ف محرم کو

پہننا قمیص و عمامہ و کلاہ و سراویل و رباعہ [illegible]
نہو تو موزہ کو ٹخنے سے نیچے قطع کرے عورت نقاب [illegible]
ورس و زعفران اور ابتداء احرام مین خوشبو ملے اگر [illegible]
خوشبو باقی ہے تو کچھہ مضائقہ نہین ہے [illegible]
مگر عذر سے اور فدیہ دے یعنی تین روزے رکھے [illegible] مسکینون کو نصف نصف
صاع طعام کہلائے حج مین رفث و فسوق و جدال [illegible] ممنوع ہے یہ کام
حلال کو بہی حلال نہین ہین لکن ہمراہ احرام کے [illegible] اشنع ہین [illegible]
مراد رفث سے جماع و فحشا اور گفتگوی متعلق جماع ہے ساتھہ بی بی کے فسق سے مراد
ہر معصیت ہے جدال سے مراد لڑنا جہگڑنا غصہ کرنا ہے محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ دوسرے
کا نکاح کرائے نہ منگنی کرے اور نہ کسی طرح کا شکار کہیلے اور اگر قتل صید کریگا تو اوسپر
جزا برابر مقتول کے بموجب تشخیص دو مرد عادل کے لازم آئیگی اور جسکو غیر محرم نے
صید کیا ہے اوسکو محرم نہ کہائے مگر اوس صورت مین کہ حلال نے اسکے لئے صید کیا ہو
اور نہ کوئی درخت حرم کا اوکہیڑے مگر اذخر کہ یہ گہاس کہرون اور لوہارون کے کام مین
آتی ہے ہان محرم کو قتل کرنا پانچ فاسقون کا جائز ہے کوا چیل بچہو چوہا کتا کٹکہنا
مسلم مین ابن عمر سے ذکر سانپ کا بہی آیا ہے انکے مار ڈالنے مین کوئی فدیہ وغیرہ
لازم نہین آتا ہے مدینہ منورہ کے صید و شجر کا وہی حکم ہے جو حرم مکہ کا ہے اتنی بات
ہے کہ جو حرم مدینہ کا درخت کاٹے یا اوسکے پتے جہاڑے اوسکا سلب واسطے واجد کے
[illegible]ن ہے یعنی جو کچھہ اوسوقت اوسکے پاس ہو وہ چہین لے وج ایک وادی ہے طائف مین
کا درخت اور وہ خود بہی حرم ہے بدلیل حدیث مرفوع ابن زبیر ان صید وج
وعضاہہ حرم محرم للہ عزوجل رواہ احمد وابوداؤد والبخاری فی تاریخہ
المنذری وصححہ الشافعی یہی حق ہے اور جسنے اس حدیث مین قدح کی ہے

وہ کوئی دلیل صالح قدح نہین لایا **ف** حاجی جب مکہ مین پہنچے طواف کرے سات چکر لگائے
تین شوط مین تیز چلے باقی مین حسب معمول حجر اسود کو بوسہ دے اور ہاتھ لگائے یا چوب سرکج
سے چھوکر اوس لکڑی کو چومے اور رکن یمانی کا استلام کرے قارن کو ایک طواف ایک سعی
کافی ہے وقت طواف کے باوضو ساتر عورت ہو حیض والی سوای طواف کے سب کام مثل
حاجی کے وقت طواف کے ذکر ماثور کرنا مندوب ہے حضرت ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ
الخ پڑہتے رواہ احمد وابو داؤد والنسائی وصححہ ابن حبان والحاکم عن عبد اللہ
بن السائب رضی اللہ عنہ کیونکہ یہ دعا قرآن مین اوتری ہے اور قصیر اللفظ ہے اس
فرصت کم کے مناسب حال بہی ہے یا تسبیح کرے رواہ ابن ماجۃ یعنی سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہے جب طواف کر چکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم
مین پڑہکر رکن کے پاس آکر استلام کرے ان دو رکعت مین سورۂ کافرون وسورۂ اخلاص
پڑہے رکن سے مراد حجر اسود ہے **ف** درمیان صفا ومروہ کے سات پہیرے کرے دعاے
ماثور پڑہے یہ تیسرا نسک ہے حضرت نے صفا پر چڑہکر خانہ کعبہ کی طرف منہہ کر کے کہا تہا
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر
یہ سعی سوار وپیادہ دونون طرح پر درست ہے افضل یہ ہے کہ پیادہ ہو پہر اگر حاجی متمتع
تہا تو اب بعد اس سعی کے حلال ہو گیا جب دن ترویہ کا آئے یعنی ہشتم ذیحجہ تب اہلال حج
کا کرے اور صبح عرفہ کو عرفہ مین تلبیہ وتکبیر کہتا ہوا پہنچے ظہر وعصر کو جمع کرے اور خطبہ سنے
پہر بعد مغرب کے عرفہ سے چلکر مزدلفہ مین پہنچکر مغرب وعشا کو جمع کرے اور رات بسر کر کے
اول وقت نماز صبح پڑہ کر مشعر الحرام مین آئے وہان اللہ کا ذکر کرے اور ذرا ٹہیرے
کہ سورج نکل آئے یہ چوتہا نسک ہے پہر وہان سے چلکر بطن محسر مین آئے اصحاب فیل
اسی جگہہ ہلاک ہوئے تہے یہ جگہہ برزخ ہے درمیان مزدلفہ ومنی کے نہ اسمین ہے نہ
اوسمین بہاگ اللہ کے غضب سے ہراساں ہو پہر طریق وسطے سے چلکر جمرۂ عقبہ کو جو نزدیک

عقبہ کی سات کنکریان مارے ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے یہ کنکری برابر دانہ نخود
یا باقلا کے ہو اور یہ رمی نہ کرے مگر بعد سورج نکلنے کے ہان عورتین اور بچے اگر پہلے اس سے
رمی کرین تو اونکو جائز ہے پھر حلق یا قصر موی سر کرے یہ پانچوان نسک ہوا اب اسکو ہر
چیز حلال ہو گئی مگر عورت اور جسنے حلق یا ذبح یا افاضہ طرف خانہ کعبہ کے رمی سے پہلے
کیا تو کچھ حرج نہین ہے پھر منی مین آکر شبہای تشریق بسر کرے یہ چھٹا نسک ہے
اور ہر دن ایام تشریق مین تینون جمرات کو رمی کیا کرے سات سات حصاۃ سے پہلے جمرۂ
دنیا کو پھر وسطی کو پھر عقبہ کو اور جو شخص لوگون کو لیکر حج کرے اوسکو مستحب ہے کہ اونکو خطبہ
سنائے دن نحر کے وسط ایام تشریق مین اور حاجی دن نحر کے طواف افاضہ کرے اسکو
طواف الزیارۃ بھی کہتے ہین اور جب جملہ اعمال حج سے فارغ ہو تو طواف وداع بجا لائے
ف افضل ہدی شتر ہے پھر گوسفند شتر وگاو سات شخصون کی طرف سے کفایت کرتا ہے
اور ہدی والے کو ہدی کا گوشت کہانا درست ہے اور اشعار و تقلید کرنا ہدی کا مستحب
ہے اشعار یہ ہے کہ کوہان شتر مین زخم لگائے جس سے کچھ خون نکلے تقلید یہ ہے کہ
اوسکے گلے مین کچھ ڈال دے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ یہ جانور ہدی کا ہے اور
جس شخص نے ہدی روانہ مکہ معظمہ کی اوسپر کوئی شئے جو محرم پر حرام ہوتی ہے حرام نہین
ہوتی ہے جو قربانی مکہ مین بتقریب حج و عمرہ کیجاتی ہے اوسکو ہدی کہتے ہین اور جو جانور
دوسرے شہرون مین دن عید الاضحی کے ذبح کرتے ہین اوسکو اضحیہ کہتے ہین اضحیہ
ہر گھر والے کے لئے مشروع ہے اور اقل اضاحی ایک گوسفند ہے اور یہی بڑا افضل
اضحیہ ہے وقت اضحیہ کا بعد نماز عید النحر کے ہوتا ہے آخر ایام تشریق تک پھر جو جانور
فربہ اندام تر ہو اوسکا قربانی کرنا افضل تر ہے اسکے احکام باب الاضحیہ مین لکھے جاتے
ہین اسجگہ ضرورت زیادہ تفصیل کی نہین ہے ف نزدیک عمرہ کے لئے میقات سے
احرام باندہے اور جو شخص مکہ مین ہو وہ حرم سے طرف حل کے نکلے اور نزدیک بعض

علما کے حق مین جانا ضرور نہین ہے مکہ کے اندر ہی محرم ہوکر اعمال عمرہ کے بجالائے یعنی
طواف وسعی کرکے حلق یا قصر کرے عمرہ سال تمام مین مشروع ہے اسکے لئے کوئی مہینا
خاص مقرر نہین ہے ہمنے تفصیل ان احکام کی رسالہ رحلة الصدیق ورسالہ الفتاح لمیجبہ
اور رسالہ طراز العمرہ مین لکھی ہے **ف** بعد حج کے بہ نیت مسجد نبوی قصد مدینہ منورہ کا کرے
راہ مین درود کثرت سے پڑھے جب آنکھ در و دیوار مدینہ پر پڑے کہے اللهم هذا حرم رسولك
فاجعله لی وقایة من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب پھر غسل کرکے مدینہ مین آئے اور عطر
ملے اور سفید پاک کپڑے پہنے اور بہت خاکساری وتوقیر سے داخل مدینہ ہو اور کہے رب ادخلنی
مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنك سلطانا
نصیرا اور منبر کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے حدیث مین آیا ہے مابین منبری وقبری
روضة من ریاض الجنة اوکما قال صلی الله علیه وسلم ورابر دوش کے ہوکہ موقف حضرت
یہی تھا پھر قصد زیارت کا کرے **ف**

| | |
|---|---|
| زبعد کعبہ نظیری زیارت ما کن | کہ دلبری نمکین است در مدینۂ ما |

پشت بقبلہ کرنا اور ہاتھ سے دیوار کو روضہ مطہرہ کی چھونا اور بوسہ دینا سنت نہین ہے
بلکہ منع ہے دور کھڑا ہونا نزدیک تر بحرمت وادب ہے اور کہے السلام علیك یا
رسول الله یا سید المرسلین یا خاتم النبیین وغیرہ الفاظ مدح وثنا اور اگر کسینے
وصیت سلام کے پہنچانے کی کی ہو تو یون کہے السلام علیك یا رسول الله
من فلان پھر شیخین رضی الله عنهما پر سلام کرے پھر گورستان بقیع مین جائے اور بزرگان
صحابہ کی زیارت کرے جب مدینہ سے پھرے زیارت وداع کرے رحلة الصدیق الی
البیت العتیق مین آداب زیارت کے مرقوم ہین **ف** ابوسعید خدری نے کہا ہے
کہ حضرت نے فرمایا ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد مسجد الحرام والمسجد
الاقصی ومسجدی هذا متفق علیه اس حدیث مین نفی ہے فضیلت شد رحل

کی طرف ان تین مسجدونکے یہ نفی بمعنی نہی ہے یعنی سوا ان مسجدون کے سفر کرنا واسطے
حصول ثواب عبادت کے بیجا ہے مگر وہ سفر جو شرع مین آیا ہے جیسے طلب علم یا تجارت
و نحو بہمانہ سفر زیارت قبور انبیاء و صلحا و اولیاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بیچ اس
حدیث کے لکہا ہے کان اہل الجاہلیۃ یقصدون مواضع معظمۃ بزعمہم
یزورونہا و یتبرکون بہا و فیہ من التحریف والفساد ما لا یخفی فسد النبی
صلعم لئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر و لئلا یصیر ذریعۃ لعبادۃ غیر اللہ
والحق عندی ان القبر و محل عبادۃ ولی من اولیاء اللہ والطور کل ذلک
سواء فی النہی واللہ اعلم انتہی کلام الحجۃ البالغۃ بہرحال نماز پڑہنے کا اجر
مسجد نبوی مین بہت ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے صلوۃ فی مسجدی افضل
من الف صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام و صلوۃ فی المسجد الحرام افضل
من مأیۃ الف صلوۃ فیما سواہ رواہ احمد و ابن ماجۃ باسناد صحیح
یعنی مسجد مکہ مین ایک نماز برابر لاکہ نماز کے ہے اور مسجد مدینہ مین برابر ایک ہزار نماز
کے ابو ہریرہ کا لفظ رفعا یہ ہے صلوۃ فی مسجدی خیر من الف صلوۃ فیما
سواہ الا المسجد الحرام رواہ البخاری واللفظ لہ و مسلم انس مرفوعا کہتے ہین
من صلی فی مسجدی اربعین صلوۃ لا تفوتہ صلوۃ کتب لہ براءۃ من النار
و براءۃ من العذاب و بریٔ من النفاق رواہ احمد یعنی چالیس نمازین بلا فوت
حضرت کی مسجد مین پڑہنا موجب برات کا ہے نار و عذاب و نفاق سے دوسرا لفظ انس
کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا نماز آدمی کی اوسکے گہر مین ایک نماز ہے اور نماز مسجد قبائل
مین پچیس نمازین ہین اور مسجد جامع مین پانسو نمازین اور مسجد اقصی مین پچاس ہزار
نمازین اور میری مسجد مین پچاس ہزار نمازین اور نماز مسجد الحرام مین لاکہ نمازین رواہ
ابن ماجۃ حدیث سہل بن حنیف مین فرمایا ہے من تطہر فی بیتہ ثم اتی مسجد قبا

تصلی فیہ کان کاجر عمرۃ رواہ النسائی وابن ماجۃ واللفظ لہ اسید بن انصاری کی
کا لفظ مرفوع یہ ہے صلوٰۃ فی مسجد قبا کعمرۃ رواہ الترمذی سہل کہتے تھے
لان اصلی فی مسجد قبا احب الی من ان اصلی فی بیت المقدس رواہ الحاکم
ابن عمر نے مسموعاً مرفوعاً کہا ہے من صلی فیہ کان کعدل عمرۃ رواہ ابن حبان
یعنی مسجد قبا مین گہر سے وضو کر کے جانا اور وہان نماز پڑہنا اجر مین برابر عمرہ کے ہے صحیحین
مین ابن عمر سے آیا ہے کہ حضرت قبا کی زیارت کرتے وہان سوار و پیادہ جاتے اور دو
رکعت نماز پڑہتے انتہٰی پس جو شخص مدینہ منورہ مین ہو اوسکو چاہیے کہ اس فضیلت
سے غفلت نکرے ف حدیث سعد مین فرمایا ہے المدینۃ خیر لھم لو کانوا
یعلمون لا یدعھا احد رغبۃ عنھا الا ابدل اللہ تعالیٰ فیھا من ھو خیر
منہ ولا یثبت احد علی لاوائھا وجھدھا الا کنت لہ شفیعا وشھیدا
یوم القیامۃ رواہ مسلم اسمین فضیلت ہے اوس شخص کی جو مدینہ کی تکالیف وفاقہ
کشی ومشقت ومحنت پر صبر کرے حضرت ایسے شخص کے لئے دن قیامت کو شفیع و
شہید ہونگے ابن عمر نے مرفوعاً کہا ہے من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت
بھا فانی اشفع لمن یموت بھا رواہ الترمذی وابن حبان یعنی جو کوئی مدینہ
مین جا کر مر سکے وہ وہان جا کر مرے کہ حضرت اوسکے شفیع ہونگے زہے نصیب ہاطب
کا لفظ یہ ہے من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات باحد
الحرمین بعث من الآمنین یوم القیامۃ رواہ البیہقی یہ حدیث اوس شخص
کو شامل ہے جسنے منجملہ اہل مدینہ کے حضرت کی زیارت کی اور اوس شخص کو بہی جو بہ نیت
مسجد نبوی مسافر ہو کر مدینہ مین پہنچا اور مشرف بزیارت ہوا یہ بہی معلوم ہوا کہ مرنا مکہ
و مدینہ مین موجب امن وامان کا ہے عذاب سے دن قیامت کے اللھم ارزقنا شھادۃ
فی سبیلک واجعل موتنا فی بلد رسولک حضرت نے حق مین ثمر وصاع ومد

مدینہ کے دعا کی برکت کی سے رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ اور مدینہ کو قبۃ الاسلام و
دارالایمان وارض ہجرت ومثوی حلال وحرام فرمایا ہے رواہ الطبرانی عن ابی ہریرۃ
اورحدیث سعد میں فرمایا ہے والذی نفسی بیدہ ان غبارھا شفاء من کل داء
راوی نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ ذکر جذام وبرص کا بھی فرمایا رواہ رزین ؀

## فصل

جماہیر علماء سیر ہیں کہ حضرت نے بعد ہجرت کے فقط ایک حج کیا تھا جسکو حجۃ الوداع کہتے
ہیں یہ حج بلا خلاف سال دہم میں تہا اور پہلے ہجرت سے دو حج کئے تہے یہ بات جامع ترمذی
میں مذکور ہے مگر صاحب محلی نے کہا ہے کہ ہجرت سے پہلے زیادہ تین چار حج سے کئے تہے
لکن گنتی اونکی محفوظ نہیں ہے فرضیت حج کی سال نہم ہجرت میں ہوئی تہی اوسی سال
سے طیاری اسباب سفر حج کی کرنا شروع کردی تہی جب عزم حج کیا تو صحابہ کو خبردار کردیا
لئے طیاری حج کی کی اور یہ خبر دیہات وقصبات اطراف مدینہ میں پہنچی سارے
مسلمان دیہات کے مدینہ میں آئے اور راہ میں ہر طرف سے طوائف مردم آکر لاحق ہوئے
حاجی حصر وحساب سے باہر تہے حضرت نے دن پنجشنبہ یا شنبہ کو چوتہی ذیقعدہ نماز ظہر
جماعت سے مدینہ میں پڑہی اور سفر کیا اس سے پہلے خطبہ میں لوگون کو شرائط وارکان وآداب
حج کے تعلیم فرمادئے تہے یہ خطبہ دن جمعہ کے پڑہا تہا اس سے یہی نکلتا ہے کہ دن شنبہ
کے سفر کیا لکن احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ سفر کرنا دن پنجشنبہ کے دوست رکہتے تہے
صحیح بخاری میں ہے ما کان رسول اللہ صلعم یخرج فی سفر اذا خرج الا یوم
الخمیس بعد نماز ظہر کے سر مبارک میں شانہ کیا اور روغن ملا اور ازار پہنی اور درمیان
ظہر وعصر کے باہر نکلے اور ذوالحلیفہ میں آکر ٹہیرے نماز عصر کو قصر کیا اور رات کو وہان
رہے نماز مغرب وعشاء وصبح وظہر اوسی جگہ پڑہی یہ سب پانچ نمازین ہوئین اس سفر

مین سب امہات المومنین ہمراہ تہین ادس رات سب پر گشت کیا اور واسطے نماز صبح کے نہائے پہر وقت ظہر کے دوسرا غسل احرام کے لئے کیا اور خطمی و اشنان خرچ مین لائے عائشہ خوشبو لیکر آئین وہ ایک طیب مرکب تہی چند بوی خوش سے جیسے عطر مجموعہ اور مین مشک بہی تہا تن و سر مبارک مین اوسکو ملا چنانچہ اثر مشک کا فرق و محاسن مبارک پر نظر آتا تہا پہر ازار و چادر احرام کو پہنا اور نماز ظہر قصر سے پڑہی اور اوسی جگہہ احرام باندہا یہ بات منقول نہین ہے کہ احرام سے پہلے گردن مین بدنہ کے دو نعل لٹکائی ہون اور جانب راست کوہان کو پہاڑا ہو اور اوسکا خون صاف کیا ہو احرام مین اختلاف ہے کہ تلبیہ کس طرح پر کہا اکثر احادیث مین اسیکی تصریح ہے کہ احرام حج و عمرہ دونون کا باندہا اسی کو قران کہتے ہین اور فرمایا اتانی آت من ربی عز وجل فقال صل فی هذا الوادی المبارك وقل عمرة فی حجة اس بارہ مین تیس حدیث صحیح صریح سے زیادہ آئی ہین اسی طرح بہت سی حدیثین صحیح یون ہین کہ احرام افراد کا تہا چنانچہ مسلم مین ہے اهل بالحج مفردا ابن عمر سے آیا ہے اهللنا مع رسول الله صلعم بالحج مفردا رواہ مسلم اسی طرح احادیث صحیحہ تمتع مین بہی آئی ہین طریق توفیق کا ان احادیث مین یون ہے کہ پہلے احرام نرے حج کا کیا پہر عمرہ کو حج مین داخل کیا قارن ہوئے اور فرمایا دخلت العمرة فی الحج الی یوم القیامة اور مراد قائل تمتع کی تمتع لغوی ہے بمعنی انتفاع و التذاذ اسمین شک نہین ہے کہ قران مین انتفاع و التذاذ حاصل ہے کیونکہ دو نسک سے ایک نسک پر اکتفا کیا جاتا ہے اور افراد مین حج و عمرہ الگ الگ ہوتا ہے صحابہ تین طرح پر تہے بعض نے احرام حج و عمرہ کا باندہا تہا یا نرے حج کا انکے ساتہہ ہدی تہے اور احرام حج مفرد کا تہا یہ اوس احرام پر باقی رہے دن نحر کے احرام کہولا بعض کے ساتہہ ہدی نہ تہے اونہون نے احرام حج کا باندہا تہا حضرت نے انسے فرمایا تہا کہ تم حج کو عمرہ کر ڈالو یعنی حج کے احرام کو عمرہ کے احرام سے بدل لو اور اعمال

عمرہ کو روز عرفہ سے پہلے پورا کرلو پہر مکہ سے احرام حج کا باندہ کر عرفات کو جاؤ بعض ایسے تہے کہ او
ساتہہ ہدی نہ تہے اور اونہوں نے احرام حج کا باندہا تہا حضرت نے اونسے فرمایا تہا کہ احرام
کو عمرہ سے بدل لو یہی معنی ہین فسخ حج کے ساتہہ عمرہ کے بہرحال جب حضرت نے نماز ظہر
پڑہکر احرام باندہا تو لبیک کہکر ناقہ پر سوار ہوئے جب ناقہ اوٹہا تو پہر تلبیہ کیا پہر جب پشت
سواری پر برابر بیٹہے تب پہر تلبیہ کہا کبہی یون کہتے لبیك بحج وعمرة اور کبہی یون
فرماتے لبیك بحج الفاظ لبیک کے یہ تہے لبیك اللهم لبیك لبیك لا شریك لك
لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك آواز اتنی بلند کرتے کہ صحابہ
سنتے اور فرماتے پکار کر کہو حضرت کی سواری ایک شتر تہا جسپر نہ پالان تہا نہ شغدف نہ
محارہ نہ محمل نہ ہودج نہ محفہ ہمیشہ اسی قاعدہ پر تلبیہ کہتے اور صحابہ کی عادت تلبیہ مین کم
و بیش تہی حضرت کسی پر انکار نہ فرماتے مدت احرام مین موی سر کو خطمی وغسل سے جمع
کرلیا تہا بکسر غین معجمہ یہ ایک دوا ہے جس سے بال یکجا کئے جاتے ہین بعض نے اسکو
عسل یعنی شہد روایت کیا ہے تاکہ موی سر گرد سے محفوظ رہین جب روحا مین جو ۳۶
میل مدینہ منورہ سے ہے پہنچے ایک حمار وحشی کو زخمی دیکہکر فرمایا اسکو چہوڑ دو اس کا
زخمی کرنیوالا آتا ہوگا چنانچہ وہ اوسی وقت آگیا اوسنے کہا ای رسول خدا آپ اسکو لین
جو چاہین سو کرین مینے اسکو شکار کیا ہے ابو بکر سے فرمایا اسکو رفقا پر تقسیم کر دو جب
منزل اثایہ مین پہنچے یہ ایک جگہہ ہے درمیان رویثہ وعرج کے تو ایک ہرن کو نیچے سایہ
درخت کے سوتا پایا ایک شخص کو مقرر کیا کہ اوسکے پاس جا کہڑا ہو کوئی محرم اوسکو نہ چہیڑے
جب عرج مین پہنچے غلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پیچہے رہگیا تہا اور جو اونٹ پر تل کا تہا جسپر
سامان ابو بکر و حضرت کا بار تہا وہ کہو گیا یہ زاملہ اوسی غلام کے سپرد تہا ابو بکر نے کہا اونٹ
کدہر ہے اوسنے کہا گم ہوگیا یہ اوٹہکر بطور تادیب اوسکو مارنے لگے اور کہا کہ ایک شتر تیری
خبر گیری مین دیا تہا تو نے اوسکو بہی گم کردیا حضرت تبسم فرماتے اور کہتے انظروا الی

ھذا المحرم ما یصنعم اس سے زیادہ کچھہ نہ فرمایا مقام ابواءمین پہنچے صعب بن جثامہ
نے ایک حمار وحشی ہدیہ مین بھیجا وہ زندہ تھا قبول نکیا جب دیکھا کہ اونکا دل برا لگا تو فرمایا
کہ ہمنے تمہارا ہدیہ رد نہین کیا مگر ہم محرم ہین جب وادی عسفان مین آئے فرمایا ای ابوبکر
تو جانتا ہے کہ یہ کون وادی ہے یہ وادی عسفان ہے ہود و صالح علیہ السلام کا گزر
اسی وادی پر سے ہوا تھا دو شتر سرخ پر ہمارا اونکی جہال تھی خرمے کی اور تہبند اونکے
سوف کے تھے اور چادرین اونکی کمل تھین وہ حج کا تلبیہ کہتے تھے پہر جب سرف مین
پہنچے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا وہ رونے لگین فرمایا کیون روتی ہو مگر حیض ہوا
کہا ہان فرمایا کچھہ رنج کی بات نہین ہے اللہ نے یہ امر دختران آدم علیہ السلام پر لکھا
ہے تیرے حج مین کچھہ نقصان نہین ہے جو کام سارے حاجی کرین وہ تو بھی کر مگر
طواف کعبہ نہ کر عائشہ نے نرے عمرہ کا احرام باندہا تہا فرمایا تہا کہ حج کا احرام باندہ لے
چنانچہ ایسا ہی کیا جب وہ پاک ہوئین تب طواف و سعی کی فرمایا اب تو حج و عمرہ سے فارغ
ہوگئی عائشہ نے کہا مین اپنے جی مین دغدغہ پاتی ہون کہ مینے طواف عمرہ کا نہین کیا
مگر بعد وقوف کے عبدالرحمن برادر عائشہ کو حکم دیا کہ انکو تنعیم پر لیجا کہ وہان سے احرام
باندہ کر آئین اور عمرہ ادا کرین علما کے اسجگہ اقوال ہین کہ یہ کیسا عمرہ تہا بعض نے
کہا عمرۂ زیارت تہا واسطے خوشی خاطر عائشہ کے ورنہ طواف و سعی اونکی حج و عمرہ
دونون سے کافی تھے اسلئے کہ وہ متمتع تہین ابتدا احرام مین لکن حج کو عمرہ مین
داخل کر کے قارن ہوگئی تہین یہ قول اصح اقوال ہے دلالت احادیث کی اسی پر ہے
بعض نے کہا کہ جب وہ حائض ہوئین تو حضرت نے اونکو حکم دیا کہ عمرہ چہوڑ کر حج کرو
یہ افراد ہوا جب وہ حج کر چکین تو فرمایا کہ عمرہ کر لو عوض عمرۂ اول کے جسکا احرام باندہا
تہا یہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے حنفیہ بہی یہی کہتے ہین حضرت نے مقام
سرف مین صحابہ کو حکم دیا تہا کہ جسکے ساتھہ ہدی نہین ہے اور وہ اپنے نسک کو عمرہ

کرنا چاہتا ہے تو یہ بات اوسکو درست ہے مگر جسکے ساتھہ ہدی ہے وہ ایسا نکرے لیکن
جب مکہ مین پہنچے تو بطریق جزم و وجوب یون فرمایا کہ جسکے ساتھہ ہدی نہین ہے وہ اپنی
نسک کو عمرہ کر ڈالے اور احرام سے باہر آئے اور جسکے پاس ہدی ہے وہ بدستور اپنے
احرام پر رہے اور فرمایا اگر میرے ساتھہ بھی ہدی نہوتے تو مین بھی حلال ہوجاتا یعنی احرام
کھول ڈالتا دخول مکہ سے پہلے ذی طوی مین پہنچے وہان اوترے و دشب یکشنبہ پنجم ذی حجہ
تھی نماز صبح اوسی جگہہ پڑھی اور غسل کیا اور شہر مکہ مین بعد ذرا سی دیر کے طلوع آفتاب
سے راہ حجون سے داخل ہوئے جب باب بنی شیبہ پر پہنچے یہ دعا پڑھی اللھم زد بیتک
ھذا تشریفا وتعظیما وتکریما ومھابۃ بعض روایات مین آیا ہے کہ جب نظر کعبہ پر
پڑے ہاتھہ اوٹھا کر تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے اللھم انت السلام ومنک السلام حینا ربنا بالسلام اللھم
زد ھذا البیت تشریفا وتعظیما وتکریما ومھابۃ وزد من حجہ واعتمرہ
تکریما وتشریفا وتعظیما وبرا جب مسجد مین آئے تو سیدہی طرف کعبہ کے چلے اور
تحیۃ المسجد نہین پڑہے جب برابر حجر اسود کے پہنچے استلام کیا ہاتھہ نہین اوٹھائے
اور شروع تکبیر سے نہین کیا جسطرح کہ جہال کرتے ہین بلکہ طواف کرنے لگے اور کعبہ کو
دست چپ پر چھوڑا اور کسی جگہہ مین کوئی دعا مروی نہین ہے جو باسناد صحیح ثابت ہوئی
ہو مگر درمیان ہر دو رکن یمانی و حجر اسود کے کہ وہان یہ دعا پڑھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ
الخ اور تین طوف اول مین جلدی چلے اور قدم نزدیک نزدیک رکہے جسطرح کہ کشتی کرنیوالے
چلتے ہین اور چادر مبارک کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دوش چپ پر ڈالا اور چار طوف
باقی مین آہستہ چلے ٥

| ٹھہر گئے وہ جہان سرو باغ تہا گویا | اگر چلے تو نسیم بہار ہوکے چلے |
|---|---|

ہر بار جب برابر حجر اسود کے پہنچے تو ایک چوب سے جو دست مبارک مین تہی اوس سے
اشارہ طرف حجر کے کر کے اوس چوب کو بوسہ دیتے وہ لکڑی ایک سر کج ذرا سا عصا تہا

اور بایین رکن یمانی کے طرف رکن کے اشارہ فرماتے لکن ہاتھہ لگانا یا چوب دستی کا بوسہ دینا ثابت نہین ہے ہان حجر اسود کو آپنے بوسہ دیا تہا اور روی مبارک کو اوسپر رکہا اور کبہی دست مبارک اوسپر رکہکر ہاتھہ کو بوسہ دیتے ص

| | بلائین ہاتہون کی لیتا رہا مین ساری رات | بلائین ہاتہون نے میری جولین تمہاری رات | |
|---|---|---|---|

اور حالت استلام مین بسم اللہ واللہ اکبر کہتے اور برابر حجر کے پہنچکر تکبیر کہتے اور کبہی حجر اسود پر پیشانی مبارک رکہدیتے اور سجدہ کرتے پہر اوسکو بوسہ دیتے یہ ساری کیفیات صحیح مین ثابت ہوئی ہین جب طواف کرچکے مقام ابراہیم مین آکر یہ آیت پڑہی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلے پہر دو رکعت نماز اوس جگہہ پڑہی مقام اوس زمانے مین نزدیک کعبہ کے رکہا تہا اون دو رکعتون مین کافرون و قل ہو اللہ پڑہی نماز پڑہکر طرف حجر اسود کے آئے اور استلام کیا اور دروازہ درمیانی سے باہر نکلے صفا کی طرف جانے کو پلنج درہین اونمین سے وسط کو اختیار کیا اور بالای صفا پر آئے جب پاس صفا کے پہنچے یہ آیت پڑہی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پہر کہا ابدء بما بدء اللہ بہ اور روایت نسائی مین ابدؤا بصیغہ امر آیا ہے صفا پر اتنا چڑہے کہ وہان سے کعبہ نظر آیا رو بقبلہ کہڑے ہوکر تکبیر کہی اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ اور دعا کی اور کہا اللہم انا نسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا کربا الا کشفتہ ولا حاجۃ الا قضیتہا تین بار تہلیل کے درمیان تہلیل کے دعا کرتے پہر صفا سے نیچے اترے صفیہ بنت شیبہ نے کہا حضرت نے درمیان صفا و مروہ کے یہ دعا کی تہی رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم اور پیادہ سعی کی صفا سے طرف مروہ کے اور مروہ سے طرف صفا کے آتے جاتے اثنا رسعی مین جب ازدحام بہت ہوا تو ناقہ پر سوار ہوگئے

اور باقی سعی کو سوار ہوکر تمام کیا اور طواف قدوم پاپیادہ کیا تھا جسطرح کہ جابر نے کہا کہ بسبب
طوف اول میں رمل کیا کیونکہ رمل حالت رکوب میں متصور نہیں ہے ہاں طواف رکن کا
عذر کے سوار ہوکر کیا اور سعی کو مروہ پر ختم کیا جب پاس مروہ کے پہنچتے وہی اذکار و دعوات
جو صفا پر کیے تھے پڑھتے جب سعی کر چکے صحابہ کو فرمایا کہ جسکے ساتھہ ہدی نہو وہ حلال
ہوجاوے اس تحلل کو اوپر فرض کیا یہ تحلل پورا تھا وطی و خوشبو و جامہ دوختہ وغیرہ سب کو
حلال کردیا چنانچہ روز ترویہ تک کہ ہشتم ذیحجہ ہے سب حلال رہے اور فرمایا کہ اگر میں ہدی
نہ لاتا تو خود بھی حلال ہوجاتا یہ روایت کہ حضرت بھی حلال ہوگئے غلط ہے اس جگہ آپنے
یہ دعا کی اللھم ارحم المحلقین تین بار انکے لیے اور ایک بار مقصرین کے لیے دعا فرمائی
سراقہ بن مالک نے پوچھا کہ یہ فسخ و احلال اسی سال کے لیے ہے یا یہ حکم ہمیشہ کے لیے فرمایا
یہ حکم دائم ہے ابد تک ابوبکر و عمر و علی و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم بسبب اسکے کہ ہدی رکھتے تھے
حلال نہوئے امہات المومنین البتہ حلال ہوئیں اسلیے کہ انکے ہمراہ ہدی نہ تھی فاطمہ
علیہا السلام نے بھی احرام کھول ڈالا اسلیے کہ بے ہدی تھیں حضرت اس مدت اقامت
میں نماز قصر پڑھتے اور اپنی منزل میں مکہ سے باہر ٹہیرے رہے جب چار دن گذرے یکشنبہ
دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ اور آفتاب اونچا ہوا تو وقت چاشت کے دن پنجشنبہ کو طرف منی
کے چلے مجموع خلائق ہمراہ آپکے تھی ؎

| سوی منی ران و کرامت ببین | گرمی بازار قیامت ببین |
|---|---|

پھر جو شخص حلال ہوچکا تھا اوسنے اسدن احرام حج کا باندہا اور ہر شخص نے اپنی منزل سے
احرام باندہا منی میں پہنچکر اوترے نماز ظہر و عصر کی پڑہی اور رات وہیں بسر کی شب جمعہ
تھی جب صبح کو سورج نکلا منی سے روانہ ہوئے ضب کے رستہ پر سے طرف عرفہ کے چلے
بعض صحابہ تکبیر کہتے تھے اور بعض تلبیہ آپ کسی پر انکار نکرتے جب نمرہ پر پہنچے جو کہ عرفات
سے قریب ہے حضرت کا ڈیرہ اوسی جگہہ لگایا تھا وہاں اوترے جب سورج ڈہل گیا فرمایا

سواری پر زین کسو سوار ہوکر خطبہ پڑہا خطبہ مین سارے قواعد مسلمانی ذکر کئی اور جڑ شرک و جاہلیت کی بالکل اوکہیڑ ڈالی اور وہ محرمات جو ساری ملتون مین ثابت التحریم ہین ذکر فرمائے اور سارے اوضاع جاہلیت کو برطرف کیا اور رباہی جاہلیت کو چہڑوایا اور امت کو وصیت کی کہ عورتون کے ساتہہ رعایت ولطف واحسان کرین اور جو حقوق عورتون کے شوہرون پر ہین اونکو بیان کیا اور امت کو وصیت فرمائی کہ اللہ کی کتاب کو پکڑے رہین جب تک ایسا کرینگے گمراہ نہونگے پہر پوچہا کہ تم لوگ میرے حق مین کیا گواہی دیتے ہو سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے اللہ کے احکام ہمکو پہنچادیے اور امت کو پوری نصیحت کی اور جو حق رسالت کا آپ پر تہا وہ آپنے ادا کردیا تب حضرت نے انگشت مبارک طرف آسمان کے اوٹہاکر فرمایا اللھم اشھد اللھم اشھد اللھم اشھد اور ارشاد کیا کہ حاضرین اس مجمع کے اس مجموع مواعظ کو غائبین تک پہنچادین پہر اوترے اور بلال کو حکم دیا کہ اذان کہہ اور اقامت نماز ہوکر ظہر وعصر کو ساتہہ جمع وقصر کے پڑہا اہل مکہ بہی ہمراہ آپکے تہے اونہون نے بہی نماز اسی طریق سے پڑہی جب نماز پڑہ چکے سوار ہوکر عرفات مین آئے اور دامن کوہ عرفات مین جہان جہان بڑی بڑی تولین پتہر کی ہین رو بقبلہ ہوکر کہڑے ہوئے اور پشت شتر پر دعا وتضرع وابتہال مین لگے یہانتک کہ سارا سورج ڈوب گیا تب وہان سے چلے اور فرمایا کہ کہڑا ہونا عرفات مین کچہہ اسی جگہہ جہان کہ مین کہڑا ہوا ہون مخصوص نہین ہے بلکہ ساری زمین عرفات کی موقف ہے اور جسوقت کہ حضرت دعا کرتے تہے ہاتہہ برابر سینہ کے مثل سائل مسکین کے اوٹہائے ہوئے تہے منجملہ ان دعوات کے جنکا پڑہنا موقف مین ثابت ہوا ہے ایک یہ دعا ہے اللھم لک الحمد کالذی نقول وخیرا مما نقول اللھم لک صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی والیک مالی ولک رب تراثی اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر ووسوسۃ الصدر وشتات الامر اللھم انی اعوذ بک من شر ما تجئی بہ الریح اللھم انک تسمع کلامی

وتری مکانی وتعلم سری وعلانیتی ولا یخفی علیک شئ من امری انا البائس الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنبه اسالک مسئلۃ المسکین وابتھل الیک ابتھال المذنب الذلیل وادعوک دعاء الخائف الضریر من خضعت لک رقبتہ وفاضت لک عیناہ وذل جسدہ ورغم انفہ اللھم لا تجعلنی بدعائک شقیا وکن لی رؤفا رحیما یا خیر المسئولین ویا خیر المعطین یہ دعا معجم طبرانی مین ثابت ہے اور امام احمد نے روایت کیا ہے کہ اکثر دعا حضرت کی دن عرفہ کے یہ ہوتی تھی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر اور سنن بیہقی مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اکثر دعا میری اور سارے پیغمبرون کی عرفات مین یہ تھی یعنی لا الہ الخ اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا اللھم اشرح لی صدری ویسر لی امری اعوذ بک من وسواس الصدر وشتات الامر وفتنۃ القبر اللھم انی اعوذ بک من شر ما یلج فی اللیل وشر ما یلج فی النھار وشر ما تھب بہ الریاح ومن شر بوائق الدھر عرفات مین یہ آیت اوتری الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اوسدن ایک شخص حاضرین عرفات سے اونٹ پرسے گر پڑا اور مر گیا حضرت نے فرمایا کہ اوسکو پانی اور بیر کے پتون سے نہلا کر اوسی چادر وازار احرام مین دفن کرین اور خوشبو نہ ملین اور اوسکے سر وپا کو نہ چھپائین یہ دن قیامت کے لبیک کہتا ہوا حاضر محشر ہوگا جب بعد تمام غروب کے عرفات سے چلے اسامہ بن زید کو اپنا ردیف کیا اور مہار شتر کو ہاتھ سے کھینچے رہے یہانتک کہ سر شتر کا برابر زین کے تھا اور فرمایا اے لوگو آرام سے چلو اور ساکن رہو کہ نیکی وخوبی کچھ جلد چلنے مین نہین ہے اور نہ پرہیزگاری شتابی کرنے مین ہے اور مازمین کے رستہ سے پھرے اوسی طریق و عادت پر جو عید گاہ کے جاتے وقت رکھتے تھے وہی کام اس راہ عرفات مین بھی مرعی

رکہا اثنای راہ مین شترکو تہوڑا اسا فرد کیا درمیان شتابی ودیر کے جہان کشادہ جگہہ ملتی وہان
قدرے تیز کر دیتے اور جب بلندی پر پہنچتے باگ ناقہ کی چہوڑ دیتے تاکہ آسانی سے چڑہ جائے
اور مجموع راہ مین تلبیہ کہتے ایک جگہہ راہ مین ایک درہ کوہ کی طرف مائل ہوکر اوترے
اور نقض وضو کرکے ہلکا وضو کیا اسامہ نے کہا کیا آپ نماز پڑہینگے فرمایا نماز آگے ہے
سوار ہوکر مزدلفہ مین آئے وہان کامل وضو کیا اور حکم دیا اذان ہوئی اقامت کہی گئی نماز
شام پڑہی پہلے اس سے کہ اونٹون کو بٹہا کر بار اوتارین جب اونکا بار اوتارا تو پہر اقامت
ہوئی اور نماز عشا پڑہی اس نماز کے لئے اذان نہین کہی گئی اور درمیان فرض مغرب
وفرض عشا کے کوئی نماز نہین پڑہی پہر سو رہے اور شب زندہ داری نہ کی یعنے نماز تہجد
نہین پڑہی شب مزدلفہ کے زندہ رکہنے مین کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی راتہے
ضعفاء اہلبیت کو رخصت کر دیا کہ آگے جاوین اور منی مین صبح سے پہلے پہنچ رہین لیکن
یہ فرما دیا تہا کہ جب تک سورج نہ نکلے رمی جمار نکرین ہان ایک جماعت نساء کو وقت شب
بہیجدیا تہا اونہون نے بعذر خوف مزاحمت رات ہی کو کنکریان ماری تہین علماء کے
قول اس مسئلہ مین تین ہین شافعی واحمد کہتے ہین کہ بعد نصف شب کے سب کو رمی جمرہ
عقبہ جائز ہے ابو حنیفہ کہتے ہین کسی کو طلوع مہر سے پہلے جائز نہین ایک جماعت نے
کہا قادر کو جائز نہین مگر بعد سورج نکلنے کے اور معذور کو جائز ہے غرضکہ جب صبح ہوئی
نماز صبح اول وقت مین پڑہی نہ وقت سے پہلے جسطرح کہ بعض نے گمان کیا ہے پہر
سوار ہوکر مشعر حرام مین آئے یہ ایک ٹیلہ ہے درمیان مزدلفہ کے اوسپر عمارت نو بنادی ہے
اور بعض مشائخ حدیث وفقہاء نے کہا ہے کہ مشعر ایک کوہچہ ہے جانب چپ پر حجاج
کے سدیہ سہو ہے اس جماعت کا صحیح یہ ہے کہ مشعر حرام یہی مقام معروف مشہور ہے
اس جگہہ روبہ قبلہ کہڑے ہوکر دعا وتضرع وابتہال مین مشغول ہوئے اور طلوع آفتاب کے
قریب تک ذکر وتکبیر وتہلیل کرتے رہے پہر طرف منی کے روانہ ہوئے اس مرتبہ فضل ابن عباس

ردیف تھے اور اسامہ بن زید درمیان قریش کے پیادہ چلتے تھے اور فضل بن عباس
سے فرمایا کہ رمی کے لئے کچھہ کنکریاں اوٹھا لو اونہوں نے زمین پرسے سات کنکریاں چننکی
لے لین اور حضرت کو دین حضرت اپنے کف مبارک مین اونکو غبار سے پاک کرتے تھے
اور فرماتے تھے امثال ھولاء فارموا وایاکم والغلو فی الدین فانما ھلک من کان
قبلکم بالغلو فی الدین اس راہ مین ایک عورت قبیلہ خثعم کی نہایت خوبصورت سامنے
آئی اور پوچھا کہ میرا باپ بوڑھا ہے پشت شتر پر اچھی طرح نہین بیٹھہ سکتا مین اوسکی طرفسے
حج کرون فرمایا ہان تو اوسکی طرفسے حج کر فضل بن عباس حضرت کے ردیف تھے اوسکی طرف
دیکھنے لگے حضرت نے اپنے ہاتھ سے سامنے فضل کے اوٹ کرلی تاکہ ایک دوسرے کو
نہ دیکھے اسی راہ مین ایک بڑھیا سامنے آئی اور اپنی بوڑھیا ماں کا حال کہا کہ وہ سخت عاجز و ناتوان
ہے اگر مین اوسکو شتر پر لادون بیم ہلاک ہے کیا مین اوسکی طرفسے حج کرون فرمایا تیری ماں
پر اگر قرض ہوتا تو تو اوسکا قرض ادا کرتی یا نہین کہا ہان فرمایا ماں کے لئے حج کر کہ اللہ کا قرض
ادا کرنا اولی تر ہے جب بطن وادی محسر پر پہنچے جو ایک بیابان ہے اول منی پر شتر کو خوب
تیز ہانکا اور جلد اوس وادی سے باہر نکل گئے عادت شریف نبوی ایسے جمیع مواضع
مین جہان کہ اعداء حق پر کچھہ بلا و عذاب آیا تھا یہی تھی کہ جلد اوس جگہہ سے گزر جاتے
اس بطن محسر مین اصحاب فیل پر جو کچھہ گزرا تھا وہ قرآن پاک مین مذکور ہے اسکو وادی
محسر اسی لئے کہتے ہین کہ ہاتی اسجگہ تھک کر درماندہ ہوگئی تھی اور طرف مکہ کے کسیطرح
جنبش نکرتی تھی یہ بطن محسر ایک برزخ ہے درمیان منی و مزدلفہ کے نہ منی مین ہے نہ
مزدلفہ مین جسطرح عرنہ و نمرہ ایک برزخ ہے درمیان عرفہ و مشعر حرام کے غرضکہ اسی طرح
طریق وسطی پر طرف منی کے چلے اسفل وادی مین آگئے اور برابر جمرہ عقبہ کے کعبہ
کو دست چپ پر اور منی کو دست راست پر چھوڑ کر سوار رہکر ہفت سنگریزون کو یک یک
محل جمرات پر مارا اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا اور بعد رمی جمار کے تلبیہ کہنا قطع کیا بلال

واسامہ بن زید ہمرکاب تھے ایک کے ہاتھہ مین باگ اونٹ کی تھی اور ایک
چھوٹی سی چھتری لگائے ہوئے تھا کہ زحمت دہوپ کی نہ پہنچے بعد رمی کے فرودگاہ
پر تشریف لائے نزدیک مسجد خیف کے اور وہان ایک خطبہ بلیغ پڑہا چنانچہ مجموع خلایق کو آواز
پہنچی اونکو بہی جو اندر خیمون کے تھے اور یہ ایک آپکا معجزہ تھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس خطبہ مین خلایق کو اعلام کیا حرمت روز نحر وفضل نحر کا نزدیک حق سبحانہ وتعالی کے
اور لوگون سے فرمایا کہ مناسک حج کے سیکہہ لو شاید مین دوسری بار حج نکرون اور حاکم
فرمایا کہ ہر امیر کی بات سنو اطاعت کرو جب تک کہ وہ طرف کتاب اللہ کے بلائے اور
مہاجرین وانصار کو اپنے منازل مین اوتار کر کہا کہ بعد اسکے اب تم کافر نہونا کہ بعض
بعض کو قتل کرین اور جان لو کہ جو شخص کوئی قصور کرتا ہے وہ اپنی جان پر کرتا ہے
واعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شہرکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا
جنۃ ربکم پہر لوگون کو رخصت فرمایا اور کہا جو لوگ اس مجلس مین حاضر ہین اونہون نے
جو کچہہ احکام اسلام کے سنے ہین وہ غائبین کو پہنچا دین پہر منحر مین آئے یہ ایک جگہہ
مشہور ہے درمیان بازار منی کے وہان ترسٹہہ ۶۳ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر
کئے اونٹون کو ہاتہہ باندہکر کہڑا کیا یہ تعداد مطابق شمار عمر مبارک تھی اور علی مرتضی کو حکم
دیا کہ نحر صد شتر کو پورا کرو ۳۷ شتر اونہون نے نحر کئے فرمایا انکا گوشت پوست جہول سب
مساکین کو بانٹ دو اور جزار کو جو انکی کہال کینچے کچہہ نہ دو بلکہ اجرت اپنے پاس سے دو
اور انس نے جو یہ کہا ہے کہ حضرت نے فقط سات اونٹ اپنے ہاتہہ سے نحر کئے یہ کچہہ
معارض حدیث سابق کے نہین ہے اسلئے کہ انس نے اتنے ہی شتر نحر کرتے دیکہے پہر
وہ چلے گئے جابر نے ۶۳ کا نحر ہونا دیکہا جب نحر سے فارغ ہوئے آگاہ فرمایا کہ تمام
زمین منی جائی نحر ہے اور سب راہین مکہ کی راہ ہین اور کچہہ خصوصیت نحر کی بعض جگہہ
سے نہین ہے پہر حلاق کو بلا کر سر مبارک کو منڈایا معمر بن عبد اللہ بن نافع بن نضلہ

استرہ لیکر کہڑے ہوئے فرمایا یا معمر امکنک رسول اللہ من شحمۃ اذنیہ و فی یدک الموسی
فقال معمر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ان ذلک لمن نعمۃ اللہ علی و منہ قال اجل پہر اشارہ
کیا کہ جانب راست سے حلق کرو جب وہ جانب راست سے حلق کر چکے اون بالونکو تقسیم فرمایا اون لوگونپر جو جانب تہے
پہر اشارہ طرف جانب چپ کے کیا جب اوس طرف کا حلق ہو چکا سارے بال ابوطلحہ لیو دئے
حالانکہ وہ جانب راست سے بہی حصہ لیچکے تہے سب لوگون سے زیادہ جب حلق ہو چکا
اور لوگون مین ہر کسیکو ایک یا دو تار موی نصیب ہوئے تب ناخن انگشتان مبارک کے
کترائے اور وہ بہی لوگون مین تقسیم فرمائے اسی طرح بہت سے صحابہ نے حلق کیا اور
تہوڑون نے تقصیر کی پہر زوال سے پہلے روانہ طرف مکہ کے ہوئے اور طواف افاضہ
کیا اسکو طواف زیارت و طواف صدر بہی کہتے ہین بعض احادیث مین آیا ہے کہ طواف
زیارت مین شب تک تاخیر کی مشائخ حدیث نے کہا یہ غلط ہے پہر طواف سے فارغ
ہوکر چاہ زمزم پر آئے عباس اور اونکی اولاد پانی بہرتی تہی فرمایا پانی بہرو اگر یہ بات
نہوتی کہ لوگ تمپر غلبہ کرینگے تو مین خود پانی کہینچتا اور تمکو سقایت آب پر مدد دیتا
اونہون نے ایک ڈول پانی کا حضرت کے سامنے کیا کہڑے کہڑے پیا اور یہ کہڑا ہونا
واسطے بیان جواز کے تہا یا واسطے ضرورت و حاجت کے حضرت اس طواف مین راحلہ
پر سوار تہے سبب اس سواری کا بعض کے نزدیک کثرت ازدحام کی تہی یا واسطے
اشراف و اطلاع کے لوگون پر تاکہ سب حضار آپکو دیکہین اور طواف کا طریقہ سیکہ لین
اور آداب طواف معلوم کرلین اور بعض نے کہا کہ پای مبارک مین زخم تہا اس ضرورت
سے سوار ہوکر طواف کیا اور فی الفور منا مین واپس آئے اور نماز ظہر کی منی مین پڑہی
صحیحین مین اسی طرح مروی ہے اور صحیح مسلم مین آیا ہے کہ نماز ظہر کی مکہ مین پڑہی
اکثر علما نے اسی روایت مسلم کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس حدیث کو دو صحابی نے روایت
کیا ہے جابر و عائشہ نے اور پہلی روایت کو فقط ابن عمر نے روایت کیا ہے اور عائشہ

اخص مین ساتھہ حضرت کے اور دانا تر ہین آپکے احوال سے اور بعض نے حدیث ابن عمر کو
راجح کہا ہے اسلئے کہ متفق علیہ ہے اور اوسمین کچھہ اضطراب نہین ہے اور نیز رجال اسناد اعظم
داخل ہین جب منا مین آئے رات یہین گزاری دوسرے دن انتظار کیا جب سورج ڈہل گیا
پیادہ پا پہلے نماز ظہر سے طرف جمرۂ اولی کے گئے یہ جمرہ پاس مسجد خیف کے ہے سات کنکریان
پہینک کر مارین اور ہر سنگریزہ کے ساتھہ تکبیر کہی جب رمی سے فارغ ہوئے چند قدم
جانب رمی سے آگے بڑہکر جای سہل مین پہنچکر برابر قبلہ کے کہڑے ہوکر دعا کی اتنی دیر تک
کہ کوئی شخص سورۂ بقر پڑہے غرضکہ دعا کرتے رہے جب دعا کر چکے جمرۂ وسطی پر آئے
اوسی طرح رمی کی وہان سے راہ دست چپ پر چلے چند قدم درمیان وادی کے جاکر کہڑے ہوئے
اور لمبی دعا کی برابر دعای اول کے پہر چلکر سامنے جمرہ عقبہ کے آئے اور برابر جمرہ کے
کہڑے ہوکر کعبہ کو دست چپ پر اور منا کو دست راست پر کرکے سات کنکریان ماریں
ہر رمی پر تکبیر کہی اور اوسی دم بے توقف پہرے اور وہان کچھہ دعا نہ کی اسکی دو وجہ ہین
ایک یہ کہ ازدحام عظیم تہا اور جگہہ کہڑے ہونے کی نہ تہی دوسرے یہ کہ دعا بعد رمی صلب
عبادت مین کرلی تہی اور اندر عبادت کے دعا کرنا بہتر ہے اس سے کہ پیچہے عبادت کے
کرے اسی طرح نماز مین غالب دعوات حضرت کی بعد تشہد کے سلام سے پہلے ہوتی
تہی پہر کوچ کرنے مین جلدی نہین فرمائی بلکہ تین دن تمام ٹہیرے رہے اور کچہہ چوتہے
دن ٹہیرے وہ دن شنبہ و یکشنبہ و دوشنبہ تہا چوتہے دن سہ شنبہ کو بعد ظہر کے رمی کر
روانہ ہوئے اور محصب مین کہ ایک جگہہ ہے باہر مکہ سے اور اوسکو ابطح بہی کہتے ہین
اوترے اسلئے کہ ابو رافع جو حضرت کے گماشتہ بارخانہ تہے وہ اس جگہہ اوترے تہے
اور حضرت کا خیمہ اوس جگہہ لگا دیا گیا تہا حسب اتفاق نہ بمقتضای امر شریف لہذا
وہان منزل کی اور نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا پڑہی اور ذرا سا رات کو سوئے جب بیدار
ہوئے سوار ہوگئے اور مکہ مین جاکر طواف وداع کیا اس طواف مین رمل نہین کیا

عائشہ نے عمرہ نکیا تہا اوس رات چاہا کہ عمرہ کرین اونکو اجازت دی اور اونکے بہائی عبدالرحمن
کو ساتہہ کردیا کہ تنعیم تک جو حرم سے باہر ہے لیجاوٴ وہان جاکر اونہون نے احرام باندہا اور مکہ مین
آکر عمرہ تمام کیا ابہی رات تمام نہوئی تہی کہ عمرہ سے فارغ ہوکر محصب مین آگئین حضرت نے
پوچہا تم فارغ ہوآئین کہا ہان حکم کوچ کا دیا سب نے کوچ کیا حضرت طواف وداع کر کے چلے گئے
اور وہان سے اسنل مکہ مقام کدا کی طرف سے روانہ ہوئے تحصیب مین اختلاف ہے بعض علما
نے کہا امر اتفاقی تہا کچہہ آداب و سنن حج سے نہین ہے بعض نے کہا نہین بلکہ سنن حج
و تمام مناسک سے ہے اسلیے کہ حضرت نے منا مین فرمایا تہا کہ انا نازلون غدا ان شاء
اللہ تعالی بخیف منی حیث تقاسموا علی الکفر مراد خیف بنی کنانہ سے یہی محصب
ہے اسی جگہہ قریش و بنی کنانہ نے باہم عہد و حلف کیا تہا کہ بنی ہاشم و بنی مطلب سے
آمیزش نکرینگے اور مناکحت و مواصلت و مبایعت بجا نہ لاوینگے جبتک کہ وہ حضرت کو
اونکے سپرد نکردین اور حضرت نے وہان پر اوترنے سے یہ قصد کیا تہا کہ شعائر اسلام
کو ظاہر کرین جہان کہ پہلے شعائر کفر ظاہر ہوئے تہے

## فصل

ایک جماعت اہل علم و فقہ نے کہا ہے کہ جب حضرت نے حج کیا تو اندر کعبہ کے گئے اسلیے اندر
کعبہ کے جانا منجملہ سنن حج کے ہے لکن احادیث و آثار دلیل ہین اسپر کہ جس سال حضرت
نے یہ حجۃ الوداع کیا اندر کعبہ کے نہین گئے بلکہ سال فتح مکہ ہشتم سال ہجرت مین گئے تہے
صحیحین مین ابن عمر سے اسی طرح آیا ہے معہذا فرمایا تہا انی دخلت البیت و وددت
ان لم اکن فعلت انی اخاف ان اکون اتعبت امتی من بعدی عائشہ نے درخواست
کی کہ مین اندر کعبہ کے جاوٴن فرمایا دو رکعت حجر مین پڑہ لے کہ یہ ویسا ہی ہے جیسے کہ
کعبہ کے اندر پڑہین رہا وقوف کرنا ملتزم مین سو حدیث ابن عمر سے سنن ابو داوٴد مین

ثابت ہے کہ حضرت درمیان رکن وکعبہ کے کہڑے ہوکر روے وسینہ کو دیوار کعبہ پر رکہکر اور دونون ذراع اور دونون دوش مبارک کہول کر دیوار سے ملائے محتمل ہے کہ یہ بات بہی سال فتح مین ہو یا سال حج مین یا دونون سالون مین بہر حال مجاہد وشافعی اور ایک جماعت اعلام نے کہا ہے کہ بعد طواف وداع کے ملتزم مین کہڑے ہوکر دعا کرنا مستحب ہے کوئی مخلوق اوس جگہہ کوئی سی بہی حاجت رب العزت سے نہین مانگتی مگر وہ حاجت اوسکی روا ہوتی ہے غرضکہ حضرت برابر کعبہ کے نماز صبح پڑہکر طرف مدینہ طیبہ کے روانہ ہوئے اس نماز مین سورہ والطور پڑہی تہی راہ مدینہ مین جب منزل روحا مین پہنچے رات کو ایک گروہ دیکہا اونپر سلام کیا اور پوچہا تم کون ہو اونہون نے کہا ہم مسلمان ہین تم کون ہو کہا مین رسول خدا ہون ایک عورت نے سامنے اکر کہا کہ اس کودک کا بہی حج درست ہے فرمایا ہان اور تجکو بہی ثواب ملیگا جب ذی الحلیفہ مین پہنچے رات کو وہان رہے صبحکو مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جب مدینہ کو دیکہا تین بار تکبیر کہی پہر کہا لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده پہر مدینہ مین داخل ہوئے **ف** جسمین ذبیحہ سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے وہ تین طرح پر ہے ایک ہدی دوسرے اضحیہ تیسرے عقیقہ حضرت نے ہدی ہین گوسفند بہی بہیجی ہے اور شتر بہی اور امہات مومنین کے لئے گاؤ ہدی کی تہی جب حج کو گئے ہدی کو اپنے ہمراہ لے گئے اور جب عمرہ کو جاتے تب بہی ہدی ہمراہ لیجاتے اور جس سال نجاتے ہدی کو اورون کے ہمراہ بہیجدیتے لکن اوسوقت کوئی چیز آپ پر حرام نہوتی عادت یہ تہی کہ جب بکری کو ہدی کرتے تو اوسکی گردن مین کچہہ لٹکا دیتے تاکہ علامت ہدی کی ہو اسی طرح اگر شتر کو ہدی کرتے تو تقلید کر دیتے اور اشعار بہی فرماتے اور جب

آدمی بہیجتے تو کہدیتے کہ اگر راہ مین مرنے لگے تو ذبح کر دینا اور اوسکی نعل کو خون آلودہ کر کے
اوسکے صفحہ پر کہدینا اور کوئی اوسکا گوشت نہ کہالے بلکہ جمیع اجنبی پر اوسکا گوشت تقسیم
کر دینا اور شتر کا ہفت کس کی طرف سے ہدی کرتے اور سوار ہونا ہدی پر مباح فرماتے
لکن وقت حاجت کے جب تک کہ دوسری سواری میسر آئے اور اونٹ کو کہڑا کر کے اور
دست چپ باندہکر نحر کرتے اور وقت نحر کے تسمیہ و تکبیر کہتے اور جب گوسفند ذبح کرتے
پای مبارک صفحہ پر رکہتے اور امت کے لیے مباح فرمایا ہے کہ وہ گوشت اپنے ہدی
و ضحای کا کہائین پہر کبہی گوشت ہدی کا تقسیم فرماتے اور کبہی حکم دیتے کہ جسکو
حاجت ہو وہ کاٹ کر لیجائے اس سے بعض علمانے استدلال کیا ہے کہ جواز نہب
نثار پر اور جو ہدی کہ عمرہ مین لیجاتے اوسکو مروہ مین نحر کرتے اور جو حج مین لیجاتے
اوسکو منا مین اور ہرگز نحر نکرتے مگر بعد نماز عید کے اور عید سے پہلے بہی ہدی کو
نحر نکرتے ترتیب امور کی یون تہی کہ دن عید کے اول رمی جمرۂ عقبہ پہر نحر پہر حلق
پہر طواف کرتے اور ہرگز اضحیہ کرنا ترک نفرماتے گوسفند نیر دار ذبح کرتے اور
فرماتے کہ مجموع روز عید و سہ روز ایام تشریق ایام ذبح ہین مسائل ان ابواب کے
رسائل مناسک مین لکہے ہین اس جگہہ مقصود اس ذکر سے فقط اتنا ہے کہ طالب
آخرت و تاجر عقبی کو چاہیے کہ عبادت حج و عمرہ کی مطابق سنت صحیحہ و سیرت نبویہ کی
بجالائے سو صورت حج کی یہ تہی جو اسجگہ لکہی گئی

## فصل

یہان تک جو کچہہ لکہا ہے وہ سب صورت ظاہری تہی اعمال حج کی ہر محل کا ایک بہید
ہے اور مقصود اوس سے عبرت و تذکیر اور یاد کرنا ہے ایک کام کو آخرت کے کامون مین
سے سو اصل حقیقت اوسکی یہ ہے کہ آدمی کو اسطرح پیدا کیا ہے کہ اپنے کمال سعادت کو

نہ پہنچے جب تک کہ باقی کو فانی پر اختیار نکرے اور اسی کام کا مہور ہے تابعداری ہوا
کی سبب اوسکی بربادی کا ہے اور جب تک وہ اختیار رکہتا ہے اور جو کچہ کرتا ہے وہ
دستور شرع پر نہین کرتا ہے تب تک وہ پیرو ہوا کا ہے اور معاملہ اوسکا بندہ وار نہین ہے
حالانکہ سعادت اوسکی بندگی مین ہے یہی سبب ہے کہ اگلے ملتون مین رہبانیت و
سیاحت کرتے تہے تاکہ عبادت کرنیوالے اون لوگون کے بیچ مین سے نکلجائین جو عابد و
طالب آخرت نہین ہین چنانچہ وہ لوگ شہرون سے نکل کر پہاڑون پر جا رہتے اور
ساری عمر ریاضت و مجاہدہ کرتے حضرت سے پوچہا کہ ہمارے دین مین سیاحت و
رہبانیت نہین ہے فرمایا ہمکو اوسکے بدل مین جہاد و حج دیا گیا ہے غرضکہ اللہ نے اس
امت کو عوض سیاحت و رہبانیت کے حج دیا کیونکہ جو مجاہدہ سے مقصود ہے وہ اسمین
حاصل ہے اور سوا اوسکے اور عبرتین بہی ظاہر ہین کہ اللہ نے کعبہ کو شرف بخشا اوسکو
اپنی طرف منسوب کیا اور ایک بادشاہون کا سا دربار مقرر فرمایا اوسکے جوانب کو حرم ٹہیرایا
اور وہان کے شکار اور درخت کو حرام کردیا واسطے تعظیم و حرمت کے اور عرفات کو سامنے
حرم کے اسطرح پر رکہا جسطرح کہ سامنے درگاہ ملوک کے میدان ہوتا ہے تاکہ سب طرف
لوگ اس گہر کا قصد کرین باآنکہ یہ بات بہی جانلین کہ اللہ منزہ ہے اس سے کہ کسی گہر
مین یا مکان مین نزول و حلول کرے لیکن جب شوق بڑہا ہوا ہوتا ہے تو جو چیز کہ دوست
کی طرف منسوب ہوتی ہے وہ محبوب و مطلوب ٹہیرجاتی ہے ع اگر بہ کوی تو خرسندم
تو بوی کسے داری ✤ اس بنیاد پر اہل اسلام نے اس شوق مین اہل و مال و وطن کو چہوڑ دیا
اور جنگل و بیابان کا خطرہ اوٹہایا اور بندہ وار درگاہ الٰہی کا قصد کیا ہے

| جمال کعبہ مگر عذر رہروان خواہد | | کہ جان خستہ دلان سوخت در بیابانش |
|---|---|---|

پہر اللہ نے اس عبادت مین ایسے کام بتالے جنکو عقل نہین پاسکتی ہے جیسے کنکریان
مارنا اور درمیان صفا و مروہ کے دوڑنا یہ اسلئے کہ جو بات عقل دریافت کرسکتی ہے

نفس کو بھی اوس سے انس ہوتا ہے جانتا ہے کہ مین کیا کرتا ہون اور کیسا کرتا ہون
کیونکہ جب یہ بات جان لیگا کہ زکاۃ دینے مین سلوک کرتا ہے ساتھ درویشون کے اور
نماز مین خاکساری کرتا ہے سامنے خدای جہان کے اور روزہ مین شکست دیتا ہے
لشکر شیطان کو تو طبیعت اوسکی موافقت عقل پر حرکت کریگی اور کمال بندگی یہ ہے کہ
محض فرمانبرداری کرے کوئی متقاضی باطن سے پیدا نہو سو رمی وسعی اسی طرح کی شی ہے
کہ سوای محض بندگی کے نہین ہوسکتی اسی جگہہ سے حضرت نے درباره حج بالخصوص یہ
فرمایا ہے لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا اسکا تعبد ورق نام رکھا ایک گروہ کو جو یہ
تعجب ہے کہ مقصود و مراد ان اعمال سے کیا ہے سو یہ اونکی غفلت ہے حقیقت کار سے
کہ مقصود اس سے بے مقصودی اور غرض اس سے بغیر ضی ہے تاکہ بندگی پیدا ہو
اور نظر بندہ کی محض فرمانبرداری پر ہو اور عقل و طبع کو کوئی راہ طرف اوسکے اور کچھ
نصیب اوس سے حاصل نہو تاکہ وہ یہ سب کام واسطے آخرت کے کرے کیونکہ سعادت
آدمی کی اسی نابیستی دیکے نصیبی مین ہے تاکہ بندہ سے سوای حق اور فرمان بری کے
اور کچھ صادر نہو ہر مین عبرتین حج کی سو اس سفر کو ایک طرح سے مثل سفر آخرت کے
رکھا ہے کہ اس سفر مین مقصد خانہ ہے اور اوس سفر مین مقصد صاحب خانہ اب
چاہیئے کہ اس سفر کے مقدمات و احوال سے اوس سفر کا احوال یاد کرے جب گھر والون اور
دوستون کو رخصت کرے جانے کہ یہ ویسا رخصت کرنا ہے جو کہ سکرات موت مین
ہوگا چنانچہ یہ چاہیئے کہ اس سفر سے پہلے ساری علائق سے فارغ البال ہو جائے پھر
باہر نکلے آخر عمر مین یہ چاہیئے کہ دل ساری دنیا سے خالی کر لے ورنہ سفر کرنا اوسپر تلخ
ہو جائیگا اور جب سارا زاد سفر جملہ انواع سے طیار کر لے اور سب طرح کی احتیاط بجا لا
اور جان لے کہ وہ بیابان مین بے برگ نرہیگا تو اب یہ جانے کہ میدان قیامت اس
میدان سے کہین دراز تر و ہولناک تر ہے اور وہان یہان سے بھی زیادہ حاجت

زاد و برگ کی پڑیگی اور جب ایسی چیز کہ جلد ہی تباہ ہو جاتی ہے آپنے ساتھہ لے اسلئے
کہ وہ اوسکے پاس نہ ہیگی اور زاد سفر کے لائق نہین ہے تو یہ جانے کہ اسی طرح
ہر طاعت جو ریا و تقصیر کے ساتھہ آمیختہ ہوتی ہے وہ لائق زاد آخرت کے نہین ہے جب
جمازہ پر بیٹھے جنازہ کو یاد کرے کہ بالیقین یہی جنازہ اوسکا سفر عقبی مین مرکب
ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ پہلے اس سے کہ وہ جمازہ سے اوترے وقت جنازہ کا آجائے
اسلئے یہ چاہیے کہ یہ سفر ایسا ہو کہ اوس سفر کے لئے زاد ہو سکے اور جب احرام کا کپڑا
پہنے اور جامۂ عادت بدن سے اوتارے اور یہ احرام دو ازار سفید کا ہوتا ہے تو کفن
کو یاد کرے کہ اوس سفر کا جامہ بہی مخالف اس جہان کی عادت کے ہوگا اور
جب عقبات و خطرات صحرا و بیابان دیکھے تو چاہیے کہ منکر و نکیر و حیات و عقارب
گور کو یاد کرے اور جان لے کہ لحد سے محشر تک ایک بیابان عظیم ہے جسمین بہت
سی گہاٹیان دشوار گزار ہین اور جسطرح بے بدرقہ کے آفت صحرا سے سلامتی میسر
نہین ہو سکتی ہے اسی طرح گور کے ہولون سے بے بدرقہ طاعت کے سلامت
رہنا سخت مشکل ہے اور جسطرح کہ جنگل مین اہل و فرزند و دوستون سے تنہا ہو جاتا ہے
اسیطرح گور مین سب سے اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہے تو جانے کہ یہ جواب ہے اللہ
کی پکار کا روز قیامت مین بہی اسی طرح کی پکار ہوگی اوس دن کی ہول کا اندیشہ
کرے اور خطر مین اس ندا کے ڈوب جائے کہ علی بن حسین علیہما السلام وقت احرام
کے زرد ہو جاتے بدن پر لرزہ پڑتا لبیک نہ کہہ سکتے پوچھا تو کہا مجہے ڈر ہے کہ
اگر مین لبیک کہون تو کہین یہ جواب نہ ملے لا لبیک ولا سعدیك یہ کہکر اونٹ
کے اوپر سے بیہوش ہو کر گر پڑے ابو سلیمان دارانے وقت احرام کے لبیک نکہا ایک
میل تک جاکر بیہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا کہا اللہ نے موسی علیہ السلام کو وحی
بہیجی تہی کہ تو اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجکو یاد نکیا کرین اور میرا نام نہ لین

کیونکہ جو کوئی مجکو یاد کرتا ہے مین اوسکو یاد کرتا ہون اور جبکہ وہ ظالم ہین تو مین اونکو لعنت کے
ساتھہ یاد کرونگا اور یہ بھی سنا ہے کہ جو کوئی مال شبہ کا خرچ کریگا اور لبیک کہیگا تو اوسکو یہ جواب
ملیگا لا لبیک ولا سعدیک حتی ترد ما فی یدیک طواف وسعی کی یہ صورت ہے کہ جب
غریب اور محتاج لوگ درگاہ مین بادشاہونکی جاتے ہین تو آس پاس کوشک محل کے
پہرتے ہین کہ موقع پاکر دوبارہ درخواست دیکر اپنی حاجت عرض کرین اور میدان محلسرای مین آتے جاتے
رہین اور ایسے شخص کو ڈہونڈہتے ہین جو اونکی سفارش کرے اور امیدوار رہتے ہین کہ ناگاہ
بادشاہ کی نظر اونپر پڑے اور وہ متوجہ ہو سو صفا و مروہ کے درمیان جو مسافت ہے وہ مثل
اوس میدان کے ہے وقوف عرفات کا اور مجتمع ہونا انواع خلق کا اطراف جہان سے اور دعا
کرنا اونکا زبانہای مختلفہ ولغتہای گوناگون سے مانند عرصات قیامت کے ہے کہ وہان
سارے خلایق جمع ہونگی اور اولین وآخرین فراہم آئینگے اور ہر شخص اپنے حال مین مشغول
ہوگا اور درمیان رد وقبول کے متردد رہیگا۔ پتہر مارنا سو مقصود اوس سے اظہار بندگی
کا ہے بطریق تعبد ورقیت کے اور نیز مشابہت پیدا کرنا ہے ساتھہ ابراہیم علیہ السلام کے
کہ جہان ساتھے اونکے ابلیس لعین آیا تہا تاکہ اونکو شک وشبہ مین ڈالے سو اگر تیرے جی
مین یہ خیال ہووے کہ اونپر تو شیطان ظاہر ہوا تہا اور مجہپر ظاہر نہین ہوا مین کسلیے پتہر مارون تو یہ
خطرہ خود تجکو طرف سے شیطان کے ہوا ہے اب تو پتہر مارکے اوسکی پشت کو توڑ دے کیونکہ
اوسکی پشت اسی بات سے شکستہ ہوتی ہے کہ تو بندہ فرمانبردار ہوا اور جو کچہہ تجکو حکم ہوا ہے
وہ تو بیدریغ بجالاوے اور تصرف دار باقی نہین کرے اور حقیقت مین جانلے کہ اس پتہر مارنے
سے تو نے شیطان کو مقہور کیا ہے یہ ذرا سا بیان ہے عبرتہای حج کا جو شخص اس قدر کو
پہچان لیگا اوسپر بقدر صفای فہم وشدت شوق وتمام جد وجہد کے اسطرح کے اور بہت سے
معنی نمودار ہونے لگینگے اور ہر ایک معنی سے نصیب لیگا وہی معنی اوسکے عبادت کی
زندگی وجان ہوگی اور حد صورت سے کام اوسکا آگے بڑہ جائیگا ف حج کے بعد مسجد

نبوی ہے جب مدینہ منورہ مین پہنچکر مراتب نماز و زیارت ادا کرے تو اس نعمت کی قدر سمجھے
احیاء الاحیاء مین کہا ہے فاذا استقر فی منزلہ فلا ینبغی نعم اللہ علیہ من زیارۃ
البیت والنبی صلعم فیکفر النعمۃ ویعود الی الغفلۃ واللھو فما ذالک علامۃ الحج
المبرور بل علامتہ ان یزھد فی الدنیا ویرغب فی الآخرۃ ولقاء رب البیت بعد
البیت انتھی ایک روایت مین طریق اہلبیت سے آیا ہے اذا کان آخر الزمان خرج الناس
للحج اربعۃ اصناف سلاطینھم للنزھۃ واغنیاءھم للتجارۃ وفقراءھم للمسئلۃ
وقراءھم للسمعۃ انتھی اسکے بعد لکھا ہے کہ فاذا فرغ من ھذہ کلھا فلیلزم
قلبہ الخوف والحزن فانہ لا یدری اقبل حجہ ام لا ثم لینظر فی قلبہ فان وجدہ
متجافیا عن دار الغرور مستانسا باللہ فلیثق بالقبول وان کان بخلاف
ذلک فیوشک ان یکون حظہ من سفرہ العناء والتعب واللہ اعلم

## خاتمہ بیان مین ذکر حق تعالی کے

لباب و مقصود ساری عبادات کا یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرے نماز ایک ستون ہے دین کا مقصود
اوس سے بھی یاد کرنا خدا کا ہے جسطرح کہ فرمایا ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر
ولذکر اللہ اکبر قرآن پڑہنا افضل ترین عبادات ہے اسلئے کہ اللہ کا کلام پاک ہے اللہ
کو یاد دلاتا ہے جو کچھہ قرآن کے اندر ہے سبب ہے تازگی ذکر الہی کا مقصود روزہ سے
بھی یہی ہے کہ شہوت ٹوٹے سو جب دل زحمت شہوات سے خلاص ہوگا تو صاف
ہوکر قرارگاہ ذکر خدا ٹہیریگا کیونکہ جب تک دل آگندہ شہوت ہوتا ہے ذکر کرنا اوسکو
ممکن نہین ہوتا اور اگر ذکر کرتا ہے تو وہ اوسکے اندر تاثیر نہین بخشتا مقصود حج سے
کہ زیارت خانہ خدا ہے ذکر خداوند خانہ ہے تاکہ شوق اوسکے دیدار کا جوش مارے ع

| | |
|---|---|
| حاجی برہ کعبہ و من طالب دیدار | او خانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ |

پس مغز و لباب ساری عبادات کا ذکر خدا ہے بلکہ اصل مسلمانی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے
سو یہی عین ذکر ہے باقی ساری عبادتیں اسکی تاکید ہیں اور اللہ جو اپنے بندہ کو یاد کرتا
پھر وہ اسی ذکر کا ہے اور اس سے بڑھکر اور کیا ثمرہ ہوگا ٭

| ذکرت ثم علی ما فیک من عوج | | ان تیسالک واحلم ما علیک ثقل |
|---|---|---|

واللہ فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا سو یہ یاد
دائم چاہیے اگر دائم نہو سکے تو اکثر احوال میں تو ضرور ہی درکار ہے کہ فلاح اسیکے ساتھ
وابستہ ہے واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون غرضکہ کنجی فلاح کی یہی ذکر بسیار ہے
ذکر اللہ کہ جو بیشتر احوال رہتا ہو نہ کمتر احوال میں اسی جگہہ سے یہ فرمایا ہے الذین
یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم ان لوگوں پر ثنا کی کہ یہ کھڑے بیٹھے
لیٹے ذکر خدا کیا کرتے ہیں کسی حال میں بھی غافل نہیں ہوتے ٭

| | یکدم نمی رود کہ بکار نمی شود | | در بزبان و دموش جا ہست نام یار |
|---|---|---|---|

اور فرمایا واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول
بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین حضرت سے پوچھا تھا کہ کون کام بہت
افضل ہے فرمایا تو مرے اور تیری زبان ذکر حق سے تر ہو حدیث ابو الدرداء میں فرمایا
کیا میں تمکو آگاہ نکروں کہ تمہارے اعمال میں بہتر اور مقبول تر نزدیک خداوند کے اور
بہت بلند تر درجات میں اور بہتر صدقہ کرنے سونے چاندی کے اور جہاد کرنے سے ساتھ
دشمنان خدا کے گو وہ تمہاری گردن ماریں اور تم انکی گردن مارو کیا ہے کہا ہاں
فرمایئے کہا اللہ کا ذکر کرنا رواہ احمد والترمذی والحاکم اسمیں دلیل ہے
اس بات پر کہ ذکر علی العموم خیر اعمال ہے معاذ بن جبل نے رفعا کہا ہے کہ جنت والے
کسی چیز پر حسرت نکرینگے مگر اوس ساعت پر جو کہ اونپر دنیا میں بے یاد حق کے گذری
بسند حسن طبرانی و بیہقی نے کہا رجال ثقات تحفۃ الذاکرین میں کہا ہے فوت کی نصح

لا یحضرون الا علی هذه الخصلة اعظم دلیل علی انها عند الله تعالیٰ بمکان عظیم وان اجرها فوق کل اجر انتهی ۵

| این غم عشق تو صد حیف زعمری که گذشت | پیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم |
| --- | --- |

یہہ بہی فرمایا ہے کہ جب کچہہ لوگ جمع ہوکر اللہ کا ذکر کرتے ہین تو فرشتے اونکو گہیر لیتے ہین اور رحمت اونکو ڈہانپ لیتی ہے اور اوپر سکینہ اوترتا ہے اور اللہ اونکا ذکر اپنے پاس والون لوگون مین کرتا ہے رواہ مسلم عن ابی ھریرة ۵

| آسمان سجدہ کند بہر زمینے کہ درد | یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشیند |
| --- | --- |

حدیث معاذ مین فرمایا ہے ما عمل ابن آدم عملا انجی له من عذاب الله من ذکر الله قالوا و لا الجهاد فی سبیل الله قال و لا الجهاد فی سبیل الله الا ان یضرب بسیفه حتی ینقطع ثلاث مرات اخرجه الطبرانی وابن ابی شیبة یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ذکر افضل ہے جہاد سے حدیث ابو موسی مین فرمایا ہے لو ان رجلا فی حجره دراهم یقسمها و آخر یذکر الله لکان الذاکر لله افضل رواه الطبرانی یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ذکر افضل ہے صدقہ سے حدیث انس مین رفعا آیا ہے اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا یا رسول الله وما ریاض الجنة قال حلق الذکر رواه الترمذی حدیث قدسی مین بروایت ابو ہریرہ فرمایا ہے قال الله تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه رواه الشیخان اسمین صراحت ہے اس امر کی کہ اللہ وقت ذکر کے ہمراہ اپنے بندہ کے ہوتا ہے مقتضی اس معیت کا یہ ہے کہ اوسکی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور توفیق وتسدید سے اوسکی مدد کرتا ہے یہ ایک معیت خاصہ ہے اور هو معکم اینما کنتم مین معیت عامہ ہے پہر ذکر مخفی کا ثواب بہی مخفی مقرر فرمایا اور ذکر جہر کا ثواب جہر

غرضکہ ذکر خدا لُبّ لباب و اصل مقصود اولو الالباب اور غایت مطلوب سب الارباب ہے
اللهم وفقنا ٭ ذکر کے چار درجے ہیں ایک یہ کہ زبان پر ہو اور دل غافل ہے
ایسے ذکر کا اثر ضعیف ہوتا ہے گو کسی قدر اثر سے خالی نہوا ہے کہ جو زبان خدمت مین
مشغول ہوتی ہے وہ اوس زبان سے بہرحال بہتر ہے جو بیہودہ کام مین مصروف ہے
یا معطل و بیکار ہے دوسرے یہ کہ ذکر دل مین ہو لیکن متمکن نہو اور قرار نہ پکڑے بلکہ یہ
حال ہو کہ دل کو تکلف سے اوسپر لگایا جاتا ہے یہانتک کہ اگر یہ مشقت و کلفت نہو
تو دل خود بالطبع اوسکی طرف نہ آئے بلکہ غفلت و حدیث نفس مین مصروف رہے
تیسرے یہ کہ دل مین جگہہ پکڑ لے اور مستولی و غالب و متمکن ہو جائے یہانتک کہ بتکلف اوسکو
اور کام پر لگائیں تو لگے والا فلا یہ بہت عظیم درجہ ہے چوتھے یہ کہ دل پر مذکور مستولی ہو نہ
ذکر مذکور سے مراد حقتعالی ہے کیونکہ فرق ہے درمیان اوسکے کہ سارا دل اوسکا مذکور کو
دوست رکھے اور درمیان اوسکے کہ اوسکا دل ذکر کو دوست رکھے ٭

| فرق ست میان آنکہ یارش در بر | | باآنکہ دو چشم انتظارش بر در | |
|---|---|---|---|

کمال تو یہی ہے کہ ذکر و آگاہی ذکر کی دل سے چلی جائے اور فقط مذکور رہجائے خواہ
ذکر تازی ہو یا فارسی کہ یہ دونون حدیث نفس سے خالی نہین ہوسکتے ہین بلکہ عین
حدیث نفس ہین اور اصل یہ ہے کہ دل حدیث تازی و فارسی و ہر چیز سے خالی ہو اور
بالکل محو مذکور ہو جائے کوئی اور چیز اوسمین گنجایش نکرے یہ نتیجہ ہے محبت مفرط
کا محب صادق کی توجہ بالکل طرف محبوب کے ہوتی ہے بلکہ کمال شغل دل سے
وہ اپنا نام تک بھی بھول جاتا ہے جب کسیکو ایسا استغراق ہوگا اور وہ آپ کو اور
ہر چیز کو جو سوا حقتعالی کے ہے فراموش کریگا تو اب اول قدم تصوف پر پہنچے گا اس
حالت کو صوفیہ فنا و نیستی کہتے ہین کہ جو کچھ ہے اوسکے ذکر سے نیست ہوگیا ہے
اور خود بھی نیست ہوا کہ آپ کو بھی بھول گیا اللہ تعالی کے بہت سے عوالم ہین جنکی

ہمکو خبر نہین ہے وما یعلم جنود ربك الا ھو اور وہ جہان ہمارے حق مین نیست ہین اور ہست ہمارا وہ ہے جس سے ہمکو آگاہی ہے اور ہم اوسکی خبر رکہتے ہین سو یہ عوالم کہ ہست ہین خلق ہین جب کسیکو یہ فراموش ہوگئے تو پہر اوسکے سامہنے نیست ہین اور جب اوسنے اپنی خودی کو بہی فراموش کردیا تو وہ اپنے حق مین بہی نیست ہوگیا پہر جب کوئی چیز پاس اوسکے نرہی سو حق تعالی کے تو ہست اوسکا وہی حق تعالی ہوا جسطرح مثلا کوئی آسمان وزمین کو دیکہتا ہے تو یہ سمجہتا ہے کہ جہان اس سے زیادہ نہین ہے جو کچہہ ہے سو یہی ارض وسما و ما بینہما ہے اسی طرح یہ شخص اگر کچہہ نہین دیکہتا مگر حقتعالی کو اور کہتا ہے جو کچہہ ہے سو اللہ ہے اوسکے سوا کچہہ نہین ہے اب جدائی درمیان سے اسکے اور اللہ کے اوٹہہ گئی اور یگانگی حاصل ہوئی یہ پہلا عالم ہے توحید و وحدانیت کا یعنی خبر جدائی کی نرہی کیونکہ اوسکو جدائی اور دوری سے آگاہی نہین ہوتی ہے جدائی تو وہ جانے جو کہ دو چیز جانتا ہو آپ کو اور حق کو اور اسکا تو یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ سے بیخبر ہے اور سوا ایک وحدہ لا شریک لہ کے کسی کو بہی پہچانتا نہین ہے وہ جدائی کو کیا جانے اور دوری کو کیا سمجہے

عجب دار ہی از سالکان طریق
کہ باشند در بحر معنی غریق

بسودای جانان زجہان مشتغل
بذکر حبیب از جہان مشتغل

بیاد حق از خلق بگریختہ
چنان مست ساقی کہ می ریختہ

الست از ازل ہمچنان شان بگوش
بفریاد قالوا بلی در خروش

می صرف وحدت کسی نوش کرد
کہ دنیا و عقبی فراموش کرد

جب ذاکر اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو صورت ملکوت کی اوسپر ظاہر ہونے لگتی ہے ارواح ملائک وانبیار کی اچھی شکلو نمین نمودار ہوتی ہین اور جو درگاہ رب العزت کے خواص ہین وہ ظاہر ہونے لگتے ہین اور ایک حال عظیم پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ عبارت

دبیان ہین نہین آسکتا پھر اگر وہ آپ مین بہی کسی وقت آتا ہے اور کارہا ہے
دیگر سے آگہی پاتا ہے تو بہی اثر اوس حالت کا ساتھ اوسکے رہتا ہے اور شوق اوس
حالت کا اوسیکے دل پر غالب رہا کرتا ہے اور دنیا اور مافیہا اور جسمین کام ہین خلق ہے
یہ سب چیزین اوسکے دل کو بری لگتی ہین وہ اپنے تن سے اُنکے اندر اور اپنے دل سے
غائب ہوتا ہے اور لوگون کو اوس دنیا مین مشغول دیکھکر تعجب کرتا ہے کہ کس کام سے
محروم ہین اور لوگ اوسپر ہنستے ہین کہ وہ بہی ہماری طرح کیون نہین مشغول دنیا ہوتا ہے
اور گمان کرتے ہین کہ مگر دیوانہ و سودائی ہوگیا ہے حدیث مین فرمایا ہے اکثروا ذکر اللہ
حتی یقولوا مجنون رواہ ابن حبان عن ابی سعید الخدری واحمد وابو یعلی
دقال الحاکم صحیح الاسناد یعنی جو لوگ ذکر خدا سے غافل ہین اوسکو پاگل ٹہری کہنے
لگتے ہین کیونکہ ہردم اوسکو ذکر مین دیکھتے ہین اور حرکت لیکوا اور اضطراب بدن کو
خوف خدا سے معلوم کرتے ہین تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے وکثیرا ما تری من لا شغل
لہ بالطاعات او من ہو مشتغل بمعاصی اللہ یظہر السخریۃ باہل الطاعۃ
والاستہزاء بہم لانہ قد طبع علی قلبہ وصار فی عداد المخذولین انتہی
غرضکہ پہلی منزل ذکر کی تو یہ ہے کہ سوا خدا کے کچھہ آگاہی کسی شی کی نہو نہ اپنی اور
نہ دوسرے کی ٥

| | |
|---|---|
| رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست | بر عارفان جز خدا ہیچ نیست |
| توان گفتن این با حقائق شناس | ولی خردہ گیرند اہل قیاس |
| کہ پس آسمان و زمین چیستند | بنی آدم و دام و دد کیستند |
| پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند | بگویم گر آید جوابت پسند |
| کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک | پری آدمی زاد و دیو و ملک |
| ہمہ ہرچہ ہستند ازان کمتر اند | کہ با ہستیش نام ہستی برند |

کوئی اس سے یہ نہ سمجھے کہ واجب الوجود اور ممکن اس ذکر و استغراق سے ایک ہو جاتے ہین کہ یہ فہم مخالف شرع حق ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کمال استغراق سے سبکی نیستی اور حق کی ہستی ایسی دل پر طاری و ساری و جاری ہو جاتی ہے کہ سب فانی فی الحال اور حق باقی علی کل حال نظر آتا ہے اور یہ بات موافق شرع ہے حضرت نے یہ مصرع تمثیلاً پڑہا تہا ع الا کل شئی ما خلا اللہ باطل دوسرا مصراع اسکا یہ ہے ع وکل نعیم لا محالۃ زائل ؛ جسطرح نظامی گنجوی قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

| پناہ بلندی و پستی توئی | ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی |
|---|---|

ایسا ذاکر ساری مہلکات سے بیخبر اور ساری منجیات کے ساتھہ متصف ہوتا ہے اسی کا نام ولایت حق ہے ایسے ہی شخص کو اللہ کا ولی فرمایا ہے اور اوسکو یہ مژدہ سنایا ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون اور انکی پہچان دنیا مین یہ بتائی ہے ان اولیاؤہ الا المتقون ف اگر کوئی شخص اس درجہ فنا و نیستی کو نہ پہنچے اور یہ احوال و مکاشفات اوسکو پیدا نہون لکن ذکر اوسپر مستولی ہو تو یہ بہی ایک کیمیاء سعادت ہے کیونکہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس و محبت بہی مستولی ہوگی پہر وہ ایسا ہو جائیگا کہ اللہ پاک اوسکو سارے جہان و ما فیہا سے زیادہ تر محبوب ہوگا والذین آمنوا اشد حبا للہ اصل سعادت یہ ہے کہ جب بازگشت طرف حق کے ٹہیری والی ربك المنتهی اور یہ رجوع مرگ سے ہوتا ہے تو اب اوسکو کمال لذت مشاہدۂ حق کی بقدر محبت کے حاصل ہوگی جسطرح کہ دنیا کسی شخص کو محبوب ہوتی ہے تو اوسکا درد و رنج بہی فراق دنیا مین بقدر عشق دنیا کے ہوتا ہے سو جو شخص ذکر بہت کرتا ہو اور اوسکو احوال صوفیہ کے پیدا نہون تو اوسکو یہ نچاہیئے کہ نفور سے ہو جائے کیونکہ سعادت کچہہ اوسی حالت پر موقوف نہین ہے دل جب نور ذکر سے آراستہ ہو گیا اور واسطے کمال سعادت کے مہیا و طیار ہوا تو اب جو کچہہ اس جہان مین

پیدا انھوکا وہ بعد مرگ کے اوس جہان مین ظاہر ہو پیدا ہوجائیگا اسلئے یہ چاہئے کہ ہمیشہ لازم
ذکر اور مراقبہ دل کا رہے غفلت کو پاس آنے ندے کہ ذکر دائم کلید عجائب ملکوت و باب حضرت
لاہوت ہے وآنحضرت نے فرمایا ہے کہ تم ریاض جنت مین چرو مراد ان ریاض سے حلقہ ہاے
ذکر ہین رواہ الترمذی عن انس حاصل مقام یہ ہے کہ خلاصہ جملہ عبادات او نخبہ جمیع
ریاضات کا ذکر ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ وقت پیش آنے امر و نہی کے اللہ کو یاد کرے اور
معصیت سے دست بردار ہو کر فرمان برداری مین چست و چالاک رہے اور اگر ذکر سے یہ بات
حاصل نہین ہے تو پھر وہ ذکر حدیث نفس ہے اوسکی کچھ اصل و حقیقت نہین ہے ف
فضائل ذکر کے احادیث صحیحہ مین بہت آئے ہین اور صیغے ذکر کے کتب اذکار مین لکھے ہین
بہتر ذکر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے سارے اذکار کا مرجع اسی مدعا کی طرف ہے اسکو تہلیل
کہتے ہین پھر تسبیح ہے یعنی سبحان اللہ پھر تحمید یعنی الحمد للہ پھر درود شریف پھر
استغفار الفاظ ان اذکار کے کئی طرح پر آئے ہین جیسے سبحان اللہ وبحمدہ
سبحان اللہ العظیم ان دو کلمون کے حق مین فرمایا ہے کہ زبان پر ہلکے رحمن کو پیارے
ترازو مین بھاری ہین رواہ البخاری اور جیسے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر کہ اگر برابر کف دریا کے گناہ ہون تو
بخشدئے جائین اور جیسے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب
الیہ یا جیسے سید الاستغفار ابن مسعود نے کہا ہے قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ
جو کوئی اونکو پڑھکر توبہ و استغفار کریگا اوسکے گناہ معاف ہوجائینگے ایک یہ آیت والذین
اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن
یغفر الذنوب الا اللہ دوسری یہ آیت ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ
یجد اللہ غفورا رحیما اللہ نے اپنے رسول مقبول صلعم کو فرمایا ہے فسبح بحمد
ربک واستغفرہ انہ کان توابا چنانچہ بعد اسکے نزول کے حضرت یون کہا کرتے تھے

سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی انک انت التواب الرحیم کتاب نزل الابرار مین اذکار وادعیۂ ماثورہ مع دلائل وتخریج وتفقہ معانی نہایت بسط سے مذکور ہین اور ہر وقت وموقع کے لئے دعوات واذکار مقرر ہین مسلمان سے زیادہ نہو سکے تو اتنا تو بہت ہی ضرور ہے کہ ہر کام کے لئے ایک دعا سی مختصر اور ہر وقت کے لئے ایک ذکر مقتصر منجملہ ماثورات کے خصوصاً جو کہ اصح الصحیح ہین یاد کرلے اور خیال کرکے اوس موقع ووقت پر اونکو زبان ودل سے کہہ لیا کرے تاکہ الذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات مین داخل رہے گو ابرار واخیار کے مرتبۂ عظیم کو نہ پہنچے بارے نفس مغفرت سے تو محروم نرہیگا کیونکہ طبقات عباد چار ہین ایک فائزین دوسرے ناجین تیسرے معذبین چوتھے ہالکین انکا بیان رسالۂ توزیع العباد مین لکھا گیا ہے ۵

| علی اننی راض بان احمل الھوی | واخلص منہ لا علیّ ولا لیا |
|---|---|

## فصل بیان مین اوراد کے

اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اس عالم غربت مین کہ ایک عالم خاک وآب ہے واسطے تجارت کے بھیجا ہے ورنہ حقیقت اوسکی روح کی علوی ہے اور وہ وہان سے اس خاکدان فانی مین آیا ہے اور پھر وہین کارستہ لیگا ۵

| عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے | کہان سے ہم کہان پکڑے ہوئے بیگار مین آئے |
|---|---|

سرمایہ اوسکا اس تجارت مین یہی اوسکی عمر ناپائدار وحیات مستعار ہے یہ سرمایہ ہمیشہ نقصان مین ہے اگر فائدہ ونفع اوس سے نہ لین تو ساری پونجی زیان مین جاوے اور انجام اوسکا ہلاک ہو ولہذا ارشاد فرمایا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر مثال اسکی اوس شخص کی سی ہے کہ پونجی اوسکی یخ ہو اور وہ موسم گرما مین اوسکو فروخت کرے اور کہے ای مسلمانون

مہربانی کروایسے شخص پر جسکی پونجی گلی جاتی ہے اسی طرح پونجی عمر کی گذر رہی ہے کہ جبکہ تمام
عمر کا انفاس چند ہین عالم مین اللہ کے سو جن لوگون نے نظر اس امر کا دیکہا وہ اپنے انفاس
کے مراقب ہوئے اور جان لیا کہ ہر نفس ایک گوہر بے بہا ہے اوس سے ہم شکار سعادت
ابدی کا کر سکتے ہین اور وہ اس سرمایہ پر مشفق تر تہے بہ نسبت اسکے کہ کوئی شخص سرمایۂ
زر و سیم پر خائف ہو یہ شفقت اونکی یون تہی کہ اونہون نے اوقات شب و روز کو
خیرات و حسنات پر تقسیم کر رکہا تہا ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا تہا اور اوراد
مختلف مقرر رکہے تہے تا کہ کوئی وقت ضایع نجائے کیونکہ وہ جانتے تہے کہ سعادت
آخرت اوسی شخص کے لئے ہے جو کہ اس جہان سے گیا اور انس و محبت خدا کی اوسکے
دل پر غالب تہی سو یہ انس بدون دوام ذکر کے میسر نہین آتا ہے اور محبت بجز معرفت کے
نہین ملتی اور معرفت بغیر تفکر کے حاصل نہین ہوتی سو مداومت ذکر و فکر کی تخم ہے
ہر سعادت کا اور ترک کرنا دنیا و ترک شہوات و معاصی اسی لئے ہوتا ہے کہ فرصت
ذکر کی اور فراغت واسطے فکر کے ہاتہہ آئے اور جو کہ دل کا ہمیشہ ایک صفت و حال
پر رہنا سخت مشکل ہے اسلئے اوراد مختلف رکہے گئے ہین کوئی کالبد سے جیسے نماز اور
کوئی زبان سے جیسے قرآن و تسبیح اور کوئی دل سے جیسے تفکر تا کہ ملال نہو اور ہر وقت
مین ایک نیا شغل سامنے آئے اور حالت بدلتی رہے سو اصل بات یہ ہے کہ اگر ساری
اوقات کار آخرت مین صرف نہو تو بیشتر اوقات تو صرف ہی کرے تا کہ پلہ حسنات کا جہکتا رہے
اگر نیمہ اوقات دنیا و تمتع مباحات مین برباد جائے تو نیمہ اوقات تو کار دین مین صرف ہو
حالانکہ اس حالت مین یہ بیم لگا ہوا ہے کہ کہین پلہ سیئات کا راجح نہو جائے کیونکہ صرف
دل کار دین کے کام مین خلاف طبع ہوتا ہے اور مشکل سے اوسمین اخلاص آتا ہے
اور جو کار بے اخلاص ہے وہ بیفائدہ ٹہیرتا ہے بہت سے اعمال مین کبہی ایک عمل
اخلاص سے اتفاق ہو جاتا ہے اسلئے اکثر اوقات کا کار دین مین صرف ہونا مناسب ہے

دنیا کا کام تابع دین کے ہو ولہذا اللہ نے فرمایا ہے ومن آناء اللیل فسبح واطراف النہار لعلک ترضی اور فرمایا واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا اور فرمایا وکانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون یہ سب اشارہ ہے طرف اسکے کہ بیشتر اوقات کا طاعت وعبادت خدا مین مشغول ہونا چاہیے سو یہ بات بغیر تقسیم اوقات کے نہین بن پڑتی ہے **ف** دن کے وظیفے پانچ ہین ایک صبح سے سورج نکلنے تک یہ بڑا مبارک وقت ہے اس وقت مراقب انفاس کا رہے خواب سے بیدار ہونے کی دعا پڑہے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور پہر طہارت ومسواک کرکے سنت فجر کی گہر مین پڑہکر مسجد مین آکر فرض صبح ادا کرے اور طلوع مہر تک تسبیح واستغفار وقرآن وتفکر مین مشغول رہے دوسرے یہ کہ طلوع سے اشراق تک مسجد مین صبر کرے تسبیح مین رہکر مشغول ذکر وفکر ہو پہر دو رکعت نماز یا چار رکعت پڑہے اور جب ایک پہر دن چڑہے تو نماز چاشت پڑہے عیادت بیمار مشایعت جنازہ یا حاجت برآری مین کسی مسلمان کے رہے یا مجلس علم مین حاضر ہو تیسرے یہ کہ چاشت سے لیکر نماز ظہر تک چار کام مین سے ایک کام کرے اگر تحصیل علم پر قادر ہے تو یہ عبادت سب سے فاضل تر ہے ایسا علم حاصل کرے جو آخرت مین نافع ہو اور دنیا کی رغبت کو ضعیف کرے اور اعمال کے عیوب وآفات کو کہولے اور اخلاص کی طرف بلائے نہ علم جدل وخلاف وقصص وکلام وفلسفہ وغیرہا کہ ان علوم سے حرص دنیا کی بڑہتی ہے اور تخم حسد وفخر کا جمتا ہے **ع**

| | |
|---|---|
| جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضایع ست | جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت ست |
| سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر حق | علمی کہ رہ بحق ننماید جہالت ست |

اور اگر قدرت علم پر نہین رکہتا ہے تو مشغول عبادت رہے یہ کام عابدین کا ہے اور ایک مقام بزرگ ہے خصوصًا ایسے ذکر مین مشغول ہونا جو دل پر غالب آجائے

یہ بھی نہو سکے تو علما و صوفیہ کی خدمت کرے کہ یہ خدمت عبادت نفل سے افضل ہے
خلق کو راحت پہنچانا مسلمانونکی مدد کرنا اجر عظیم رکھتا ہے اگر یہ بھی نہو تو کسب مین مشغول
ہو امانت و دیانت سے اپنے لئے اور اہل و عیال کے لئے کمائی کرے کسی کو ہاتھ و
زبان سے نہ ستائے اور زیادہ طلبی سے باز رہکر قدر کفایت پر قناعت کرے یہ بھی
منجملہ عابدین کے ہوگا اور درجہ مین اصحاب الیمین کے گو سابقین اور مقربین سے کم ہو
کیونکہ اقل درجات یہ ہے کہ ملازم درجہ سلامت رہے اور بہتر یہ ہے کہ نفع مال کا عشر
سے زیادہ نہ لے سلف اسیطرح کیا کرتے تھے چوتھا وظیفہ وقت زوال سے عصر تک کا
ہے زوال سے پہلے قیلولہ کرے تاکہ رات کو تہجد پڑھ سکے پھر جاگ کر اذان سے پہلے
مسجد مین پہنچکر تحیۃ المسجد پڑھکر نماز ظہر ادا کرے پھر ظہر سے تا عصر تعلیم علم و درس تفسیر
و حدیث و سلوک و معاونت مسلمین مین مشغول رہے یا قرات قرآن یا کسی کسب
حلال مین بقدر احتیاج بس بس پانچوان وظیفہ عصر سے غروب تک کا ہے مسجد مین
آکر نماز عصر سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے یعنی علاوہ تحیۃ المسجد کے اس نفل کا اجر
عظیم ہے پھر جو شغل اوپر لکھا ہے اونمین سے کسی کے ساتھ مشغول ہو اور نماز شام سے
پہلے مسجد مین آکر مشغول تسبیح و استغفار رہے کہ فضیلت اسوقت کی مثل بامداد کی فضیلت
کے ہے اور جس شخص کی اوقات بے ضبط و ربط ہوتی ہین کہ کس وقت کیا اتفاق
پڑتا ہے تو اکثر عمر اوسکی برباد جاتی ہے رہے وظائف شب کے سو وہ تین وظیفے ہین
ایک مغرب سے عشا تک اسکے بیچ کا وقت زندہ رکھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے کہا ہے
کہ تتجافی جنوبھم عن المضاجع سے یہی مابین عشائین مراد ہے پھر نماز عشا پڑھکر
لہو وغیرہ مین مشغول نہو کہ خاتمہ شغل کا یہی ہے اور آخر کار کا خیر ہونا اچھا چاہیے
والعاقبۃ للمتقین دوسرا وظیفہ سونا ہے سو اگرچہ خواب عبادت نہین ہے لیکن جبکہ
آراستہ آداب و سنن سے ہوگی تو بمنزلہ عبادت کے ٹھہریگی اب چاہیے کہ رو بقبلہ ہو کر

داہنے ہاتھہ کی کروٹ پر سولے جسطرح مردہ گور مین رکھا جاتا ہے خواب برادر مرگ ہے اور بیداری مانند حشر کے کیا لگتا ہے کہ جو روح خواب مین قبض کرلی ہے وہ پہر وا نہوا سلیئے یہ چاہیے کہ کام آخرت کا سنوار لے یعنی طہارت پر سولے توبہ کرلے وصیت نامہ لکھا ہوا زیر بالین طیار رکہے اور زبردستی نیند نہ لائے اور نرم فرش پر نہ سولے کہ نیند غالب آجائے کیونکہ خواب تعطیل عمر ہے بلکہ تمام رات دن مین آٹھہ ساعت سے زیادہ نسولے کہ یہ ایک تہائی ہے چوبیس ساعت کی اگر اسطرح بسر کریگا تو اگر ساٹھہ سال کی عمر ہوئی تو گویا بیس برس اوسمین سے ضائع گئے اور سوتے گذرے اب اس سے زیادہ عمر برباد کرنا کیا ضرور ہے آب و مسواک اپنے ہاتھہ سے مہیا کرکے پاس رکہے تاکہ تہجد کو اوٹھے اگر بہ نیت تہجد سو رہیگا اور آنکھہ نہ کہلے تو بہی نیت کا ثواب پائیگا پہر سوتے وقت یہ دعا پڑھے باسمک ربی وضعت جنبی وبا سمک ارفعہ اور آیۃ الکرسی و معوذتین و سورۂ تبارک پڑہے اور باوضو سو جائے تیسرا وظیفہ تہجد ہے بعد نصف شب کے اسوقت دو رکعت نماز کا پڑہنا بہت سی نمازہای دیگر سے فاضلتر ہوتا ہے کیونکہ اسوقت دل صاف ہوتا ہے اور کچھہ مشغلہ دنیا کا نہین ہوتا اور دروازے رحمت کے کشادہ ہوتے ہین غرضکہ یاوقات شب و روز ہر وقت مین ایک کام کا ہونا چاہیے کوئی وقت بے شغل خیر کے برباد نہ جائے جب ایک رات دن اس طرح پر گزرا تو ہر دن رات اسی طرح پر بسر کرے آخر عمر تک یون ہی کرتا رہے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو پہر امل دراز کو کوتاہ کرے اور اپنے جی سے یہ کہے کہ آج تو تو اسی طرح کاٹ شاید آج کی رات یا کل تو مرجائے اسی طرح ہر روز جی کو سمجھالے اور جب مواظبت سے رنجور ہو تو جانے کہ مین سفر مین ہون وطن میرا آخرت ہے اور سفر مین رنج غربت اوٹھانا پڑتا ہے لیکن تسلی اس بات پر ہے کہ یہ سفر جلد ختم ہوجائیگا اور وطن مین جاکر آرام ملے گا اور مقدار عمر کا خود ظاہر ہے کہ کتنا ہے خصوصاً جبکہ اوسکو عمر جاودان سے جو آخرت مین ہوگی

موازنہ کیا جائے سو اگر ایک شخص بقدر ایک سال واسطے دس سال کی راحت کے رنج
اوٹھائے تو کیا عجب ہے کہ سو برس کا رنج واسطے سو ہزار سال کے بلکہ واسطے راحت
جاودان کے گوارا کرے وباللہ التوفیق آج یہ رسالہ روز یکشنبہ تاریخ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۲۱
ہجری کو سات دن کی مدت مین تمام ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی والحمد للہ اولاً و آخراً

تمت بالخیر

## صحت نامہ بذل المنفعہ

| صفحہ | سطر | خطا | صواب | صفحہ | سطر | خطا | صواب |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۱۳ | سراد | مراد | ۴۲ | ۱۱ | پہر بہر | پھر پھر |
| ۵ | ۱۷ | فریضۃ | فریفتہ | ″ | ۱۷ | خیر | خبر |
| ″ | ۱۶ | انجم | انجم | ۴۷ | ۱ | چاہے | چاہیے |
| ۹ | ۲۱ | تزبینۃ | تزیینہ | ۵۰ | ۴ | نتکون | فتکون |
| ۱۷ | ۴ | مُداہی | مدہی | ۵۴ | ۲۱ | سجدہٗ | سجدتہ |
| ۱۹ | ۱۸ | تسمعوا | تسمعوا | ۵۷ | ۱۹ | جہرسے | جہری |
| ۲۲ | ۱۵ | صلواتکم | صلوٰتکم | ۶۳ | ۱۱ | سے بہتر | کے بہتر |
| ۲۳ | ۷ | بین | بن | ۸۹ | ۱۴ | وخچر | وخچر وخر دترہ و |
| ۲۷ | ۱۱ | بہتر | بہتریہ | ۹۲ | ۳ | خشیتہ | خشیۃ |
| ۲۸ | ۴ | پڑہے | پڑہتے | ۹۶ | ۹ | با | یا |
| ۲۹ | ۲۰ | علانیتہ | علانیتہ | ۹۷ | ۱ | غازیین | غازین |

| صفحہ | سطر | خطا | صواب |
|---|---|---|---|
| ٩٨ | ٢ | عادم | غارم |
| " | ١٦ | حبان | حبان و |
| ١٠٠ | ٣ | نرکوات | زکوات |
| ١٠١ | ٢١ | قطرہ | قطرے کا |
| ١٠٣ | ١٣ | السفر | سفر |
| ١٠٩ | ٣ | اسفلی | السفلی |
| ١١٣ | ١١ | نہ ڈرتے | ڈرے |
| ١١٤ | ١٧ | او | و |
| ١١٥ | ٤ | العیشۃ | المعیشۃ |
| ١١٦ | ١٧ | پراکب | ایرکب |
| ١١٩ | ١٧ | واحد | واجد |
| ١٢٠ | ٥ | حاجی کے | حاجی کو کرے |
| " | ١٥ | نہم | ہشتم |
| " | ١٨ | اور ڈرا ٹھیرے کہ سورج نکل آئے | اور اتنا ٹھیرے کہ سورج نہ نکلے |
| ١٢٩ | ٢٠ | پہونچے | پہونچتے |
| ١٣١ | ٤ | پڑھے | پڑھتے |
| ١٣٢ | ١٩ | الذی نقول | الذی تقول |
| " | ٢٠ | لرب | رب |
| ١٤٧ | ٧ | واذکرو | واذکروا |

